قرآن، احادیث، عمل صحابہ اور اقوال محدثین و مفسرین و آئمہ دین
کی روشنی میں اور اعتراضات کا محاسبہ
جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا جواز
مفسر قرآن شارح سنن ابو داؤد ابن ماجہ و طبرانی صغیر
علامہ قاری محمد طیب نقشبندی
ناظم جامعہ رسولیہ اسلامک سنٹر مانچسٹر انگلینڈ
سرپرست جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور
مکتبہ برھان القرآن

بسم الله الرحمن الرحیم

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درودِ ابراہیمی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ
وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی
اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

قرآن، احادیث، عمل صحابہ اور اقوال محدثین و مفسرین و آئمہ دین
کی روشنی میں اور اعتراضات کا محاسبہ

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کا جواز

مفسر قرآن شارح سنن ابو داؤد ابن ماجہ و طبرانی صغیر

علامہ قاری **محمد طیب** نقشبندی

ناظم جامعہ رسولیہ اسلامک سنٹر مانچسٹر انگلینڈ

سرپرست جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور

مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور

نام کتاب : جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کا جواز
مصنف : علامہ قاری محمد طیب نقشبندی
کمپوزنگ : ایمان گرافکس
طباعت اول : صفر المظفر ۱۴۳۵ھ
صفحات : 400
ناشر : مکتبہ برھان القرآن

ملنے کے پتے

دارالنور — داتا دربار مارکیٹ، لاہور
مکتبہ غوثیہ — پرانی سبزی منڈی کراچی
اسلامک بک کارپوریشن — کمیٹی چوک راولپنڈی
مکتبہ فیضانِ مدینہ — مدینہ ٹاؤن، سردار آباد (فیصل آباد)

Find us in UK

UK Branch: Jamia Rasolia Islamic Center

250 Uper Chorlton Road Old Trafford Manchester M160BL

Mob: 077868834

فہرست

(منظوم کلام بقلم مصنف کتاب علامہ قاری محمد طیب نقشبندی)

جشنِ عیدِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اہل ایماں کی علامت جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سرور دیں کی محبّت جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دی بشارت انکی رب نے انبیاء کی بزم میں
حق تعالیٰ کی ہے سنت جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہر نبی نے دی بشارت انکی اپنی قوم میں
انبیاء کی ہے عقیدت جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خود رسول اللہ نے اپنی ولادت کی بیاں
ہے یہ خود آقا کی سنت جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کے میلاد پر جل بھن گیا شیطان تھا
ہے یہ شیطاں پر مصیبت جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرتِ عباس کرتے ہیں بیاں میلاد کا
ہے صحابہ کی محبّت جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ساعت میثاق سے جاری ہے یہ ذکر نبی
اور رہے گا تا قیامت جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مستقل رکھیں گے طیبؔ سن لو سارے منکرو
تاقیامت اہل سنت جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(منظوم کلام بقلم مصنف کتاب علامہ قاری محمد طیب نقشبندی)

آیا کملی والا پیارا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(بطرز، سچی بات سکھاتے یہ ہیں)

آیا کملی والا پیارا
رب کا ہے وہ راج دلارا

آیا مسکینوں کا ملجا
اور یتیموں کا ہے سہارا

انکی ولادت صبح بہارا
نور میں ڈوبا عالم سارا

آمنہ بی کے گھر میں آیا
عبداللہ کی آنکھ کا تارا

جنّت سنوری کعبہ چہکا
حق نے ہر اک فلک نکھارا

شرق وغرب میں اور کعبہ پر
جھنڈا اک اک رب نے اتارا

آقا آئے خوشیاں مناؤ
طیبؔ کام ہے کتنا پیارا

(منظوم کلام بقلم مصنف کتاب علامہ قاری محمد طیب نقشبندی)

آئے کملی والے آقا محبوبِ رحمان

(بطرز، اللہ اللہ اللہ لا الٰہ الا ھو)

آئے کملی والے آقا محبوبِ رحمان
خوش ہے ہر اک اہل ایماں جلتا ہے شیطان
(نبی جی اللہ، اللہ، اللہُ لا الہ الا ھو)

اُنکی امت میں ہونے کی نبیوں نے کی ہے دُعاء
حق نے کیا ہمیں انکی امت ہم اُن پہ قربان
(نبی جی اللہ، اللہ، اللہُ لا الہ الا ھو)

دے کر ایسی نعمت کبریٰ اہل ایماں کو
لَقَدْ مَنَّ اللہُ کہ کر رب نے جتلایا احسان
(نبی جی اللہ، اللہ، اللہُ لا الہ الا ھو)

شافع روزِ محشر وہ ہیں صاحبِ کوثر وہ
ختم رُسل مولائے کل ہیں محبوب سبحان
(نبی جی اللہ، اللہ، اللہُ لا الہ الا ھو)

وجہ تخلیقِ عالم ہے ان کی پیاری ذات
حق نے بنائے اُنکی خاطر ہیں یہ سارے جہان
(نبی جی اللہ، اللہ، اللہُ لا الہ الا ھو)

اُن کے سبب سے ہم ہیں انساں ہے یہ بڑا انعام
اُن کے صدقے ہم ہیں مومن ان سے ملا ایمان
(نبی جی اللہ، اللہ، اللہُ لا الہ الا ھو)

ان سے ملی نماز ہے ہم کو حج بھی ان سے ملا
ان سے ملا ہے ہم کو رمضاں ان سے ملا قرآن
(نبی جی اللہ، اللہ، اللہُ لا الہ الا ھو)

طیبؔ ان کی خوشی سے کافر کو بھی ملے انعام
ان کی خوشی میں جشن منا نا بخشش کا سامان
(نبی جی اللہ، اللہ، اللہُ لا الہ الا ھو)

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیا۔ یہ کتاب "جشن عید میلاد النبی ﷺ" میرے دور جوانی کی تحریر ہے، یہ میری ابتدائی تحریرات میں سے ہے، اس وقت میری عمر تیئیس یا چوبیس برس تھی، میں ان دنوں پاکستان میں قیام پذیر تھا اور درس نظامی کی تدریس کرتا تھا، اور تدریس میں سے وقت نکال کر بعض موضوعات پر تحریر بھی کرتا تھا، اس کتاب کا مودہ میں نے لاہور کے ایک اشاعتی ادارہ کو دیدیا، مگر بوجوہ وہ اس کو نہ چھاپ سکے، یہ قریبا سن ۱۹۸۴ کی بات ہے، اس کے بعد میں برطانیہ چلا گیا اور اب قریبا عرصہ پچیس سال سے وہیں مقیم ہوں، برطانیہ میں بھی اب تک تحریر و تالیف کا سلسلہ جاری ہے، اس دوران میں نے قرآن کریم کی تفسیر لکھی، جو طباعت کے آخری مراحل طے کررہی ہے، اور ممکن ہے کہ اسی برس ساری تفسیر بنام برھان القرآن چھپ کر بازار میں آجائے، تفسیر کے بعد میں نے سنن ابن ماجہ کی عربی شرح بنام "اسعاف الحاجہ" لکھی جو طبع ہو کر بازار میں آگئی ہے، اور میں نے طبرانی صغیر کی شرح بھی لکھی اور اب سنن ابو داود کی شرح میں لگا ہوا ہوں،

اس سلسلہ میں ہم نے داتا دربار مارکیٹ لاہور میں مکتبہ برھان القرآن کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا ہے، اور اس مکتبہ کی طرف سے اسعاف الحاجہ چھپی ہے، اور میری دوسری تصنیف دلائل ختم نبوت بھی چھپی ہے. علاوہ ازیں اس

مکتبہ نے میرے والد گرامی محقق اسلام شیخ الحدیث علامہ محمد علی رحمہ اللہ کی تصنیف ''تعارف سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' بھی چھاپی ہے، اور والد گرامی رحمہ اللہ کی حیات مبارکہ پر بھی ایک کتاب مکتبہ کی طرف سے چھپ کر آئی ہے، مزید یہ مکتبہ میری دیگر تصانیف کو بھی تیزی سے چھاپ کر لا رہا ہے، جن میں سر فہرست تفسیر برھان القرآن ہے، اور مکتبہ کے ناظم میرے بھتیجے مولانا نعمان رضا اشاعت کتب میں بڑی تندہی و چابک دستی سے کام کر رہے ہیں، اللہ ان کی ہمت و حوصلہ میں اضافہ فرمائے الغرض یہ کتاب قریبا پچیس برس کی تاخیر سے چھپ رہی ہے، اللہ نے ہر کام کا وقت رکھا ہے، لکل اجل عندہ کتاب. قد جعل اللہ لکل شیء قدرا، اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ امت میں اختلافات کو کم کرے اور ہم سب کا سر اپنے اور اپنے رسول کے آگے خم کرے۔

مصنف

قاری محمد طیب نقشبندی

باب اوّل

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواز کے دلائل

فصل اول

جشنِ میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواز پر آیاتِ قرآنیہ

پہلی آیت

اللہ تعالیٰ نے عالم اوّل میں بزمِ انبیاء کے اندر جلسہ ذکر آمدِ رسول منعقد فرمایا۔

سورہ آلِ عمران

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ (سورۃ آل عمران آیت ۸۱، پارہ ۳، رکوع ۱۷)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جو میں تمہیں کتاب اور حکمت دے دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری ہر بات کی تصدیق کرنے والا ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لے لیا؟ سب (انبیاء) نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو تم ایک دوسرے کے گواہ بن جاؤ اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

وضاحت:

کلمۂ واذ بتلا رہا ہے کہ اس آیت میں کوئی خاص واقعہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ۔

ترجمہ: اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

(دیکھئے مواہب لدنیہ مع الزرقانی جلد اول صفحہ ۴۶ طبع بیروت بحوالہ مسند عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ)

پھر اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کے انوار نبی ﷺ کے نور سے پیدا فرمائے اور آپ کے نور سے ہی لوح وقلم اور زمین و آسمان پیدا فرمائے۔ دیکھئے حوالہ مذکورہ اور نشر الطیب مولانا اشرف علی تھانوی صفحہ ۵ وغیرہ۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو جو نوروں کو شکلوں میں تھے جمع فرمایا۔ اس بزم میں نبی ﷺ کا نور تمام انبیاء کے انوار پر غالب تھا جسے دیکھ کر انبیاء نے سوال کیا کہ اے اللہ یہ نور کون سا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ میرے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کا نور ہے۔ اللہ نے فرمایا: اے انبیاء جب تم دنیا میں چلے جاؤ گے تمہیں کتاب وحکمت مل جائے گی اور تمہاری نبوت کا چرچا ہو چکا ہوگا ایسے میں تم میں سے کسی کے دور میں اگر یہ رسول دنیا میں تشریف لے آئے اور اس کی آمد مبارکہ کا اعلان ہو جائے تو تم اس پر ایمان لانا اور دل وجان سے اس کی مدد کرنا۔ یعنی تم مقتدی بن جاؤ گے اور میرا حبیب امام بن جائے گا گویا اللہ تعالیٰ نے عالم ازل میں اپنے حبیب ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کے ذکر کا جلسہ منعقد کیا۔

اس واقعہ کی تفصیل مفسرین کے اقوال سے پڑھیے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبان سے اس آیت کی تفسیر

عن علی بن ابی طالب قال لم یبعث اللہ عزوجل نبیا آدم فمن بعدہ الا اخذ علیہ العھد فی محمد لئن بعث وھو حی لیؤمنن بہ و لینصرنہ و یأمرہٗ فیأخذ العھد علی قومہ فقال و اذ اخذ اللہ میثاق الخ۔

(تفسیر جامع البیان علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ طبری جلد ۳، صفحہ ۲۳۶، طبع بیروت۔ تفسیر در منثور، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جلد ۲، صفحہ ۴۷، طبع بیروت)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سمیت تمام انبیاء سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا کہ اگر کسی نبی کی (ظاہری) زندگی میں آپ تشریف لے آئیں تو اس نبی کو آپ پر ایمان لانا ہوگا اور آپ کی مدد کرنا ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنی امت سے بھی ایسا ہی عہد لینے کا حکم دیا اسی بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: و اذ اخذ اللہ میثاق الخ۔

مفسرین نے یہی تفسیر بعض تابعین سے بھی روایت کی ہے۔ اس بارہ حضرت علامہ احمد بن محمد قسطلانی شافعی شارح بخاری جو اپنے دور کے کبیر ترین محدث اور ولی کامل تھے، کی بھی سنیے:

علامہ قسطلانی و شیخ عبد الحق وغیرہما کا ارشاد

و قیل ان اللہ تعالیٰ لما خلق نور نبینا محمد صلی اللہ

علیه وسلم امرہ ان ینظر الی انوار الانبیاء علیهم السلام و الصلوۃ فغشیهم من نورہ ما انطقهم الله به و قالوا یا ربنا من غشینا نورہ فقال الله تعالیٰ هذا نور محمد بن عبدالله ان امنتم به جعلتکم انبیاء قالوا امنا به و بنبوته فقال الله تعالیٰ اشهد علیکم قالوا نعم فذلك قوله تعالیٰ و اذ اخذ الله میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة۔

(مواہب لدانیہ مع زرقانی جلد اول ،ص ۴۵، مطبوعہ بیروت) (جواہر البحار جلد ۴، ص ۲۰۰، رسالہ تعظیم الاتفاق شیخ احمد بن ناصر اسلاوی) (مدارج النبوت جلد اول ص ۳ طبع سکھر)

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کا نور پیدا فرمایا تو اس نور کو تمام انبیاء علیہم السلام کے انوار کی طرف دیکھنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ اس وقت آپ ﷺ کے نور نے تمام انوار کو گھیر لیا (لپیٹ میں لے لیا) جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان انوار کو قوت گویائی دی اور وہ بولے کہ اے ہمارے پروردگار! یہ کون ذات ہے جس کا نور ہم پر غالب آیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ محمد بن عبداللہ ﷺ کا نور ہے اگر تم اس پر ایمان لاؤ گے تو میں تمہیں نبی بناؤں گا۔ کہنے لگے ہم ان کی نبوت پر ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تم پر اس بات کا گواہ ہوں، کہنے لگے درست ہے تو یہ مفہوم ہے اس آیت کا و اذ اخذ الله میثاق الخ۔

اس آیت اور اس کی تفسیر سے یہ فوائد حاصل ہوئے

۱- جس مجلسِ ازل میں تمام انبیاء انوار کی شکل میں موجود تھے اللہ تعالیٰ نے اس محفل یا جلسہ میں نبی ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کا تذکرہ فرمایا، کہ اے انبیاء! میرے محبوب کی دنیا میں جلوہ گری عالم دنیا میں ان کا ظہور و ورود تمام دنیا کے لیے میری طرف سے بہت بڑا انعام و احسان ہوگا اے انبیاء جب میرا حبیب تشریف لائے تو تم مقتدی بن جاؤ گے وہ امام ہوگا اور تم غلام بن جاؤ گے وہ تمہارا آقا و مولیٰ ہوگا اور اے انبیاء! تم پر لازم ہے کہ دنیا میں جا کر میرے پیارے حبیب کی عظمت کے چرچے کرو اہل دنیا کو ان کی آمد کی بشارت دو تا کہ تمام نسل انسانیت میرے مصطفیٰ کی عظمتوں سے واقف ہو جائے۔ ﷺ۔

۲- معلوم ہوا نبی ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر خیر کرنا اور آپ ﷺ کی دنیا میں آمد وظہور کا تذکرہ کرنے کے لیے محفل قائم کرنا سنت الٰہیہ ہے اور اس کو اہل سنت محفلِ میلاد کہتے ہیں کیونکہ محفلِ میلاد نام ہی اس چیز کا ہے کہ چند مسلمان جمع ہو کر نبی ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کا تذکرہ کریں۔

۳- محفل میلاد کو بدعت وضلالت کہنا نری جہالت ہے منکرین محفل میلاد ہم اہل سنت سے پوچھتے ہیں کہ اس محفل کا آغاز کب سے ہوا ہے؟ کیا یہ دورِ رسالت میں ہوتی تھی کیا دور صحابہ میں اس کا وجود ہے؟ اور یہ کہ اس محفل کو ایجاد کرنے والا کون ہے؟ ہم کہتے ہیں محفلِ میلاد کا آغاز اللہ تعالیٰ نے عالم ازل میں فرمایا اور تمام انبیاء کو حکم فرمایا کہ میرے نبی ﷺ کی تشریف آوری کے ذکر کی محفلیں اپنی اپنی امتوں میں ہمیشہ جاری وساری رکھیں۔

۴۔ آج جو محفل میلاد ہم اہل سنت قائم کرتے ہیں اس کی شکل وصورت کئی اعتبار سے اس محفل میلاد سے ملتی جلتی ہے جو اللہ نے ازل میں قائم فرمائی۔ مثلاً:

ا) اس محفل میں تمام انبیاء کے سامنے اللہ تعالیٰ بطور مقرر تقریر کر رہا تھا اور انبیاء کرام سُن رہے تھے اسی طرح ہماری محفل میلاد میں ایک مقرر تقریر کرتا ہے دوسرے لوگ سنتے ہیں۔

ب اللہ تعالیٰ نے اپنی تقریر میں نبی ﷺ کی دنیا میں آمد کا ذکر کیا اسی طرح ہمارا مقرر کرتا ہے۔

ج اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو اپنے حبیب ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا اسی طرح ہمارا مقرر اور خطیب اہل اسلام کو تلقین کرتا ہے کہ نبی ﷺ سے محبت رکھو آپ ﷺ کی اطاعت کرو آپ ﷺ کی ہر سنت کو اپناؤ اور دین اسلام پر سختی سے قائم رہو۔ البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ ہماری قائم کردہ محفلِ میلاد میں مقرر بھی ایک عام عالم دین ہوتا ہے اور سننے والے بھی ہمارے جیسے عام لوگ ہوتے ہیں۔

مگر ہم قربان جائیں اس محفل پر جو اللہ نے عالم ازل میں قائم کی، جس میں تقریر کرنے والا تھا خود خدا، سننے والے تھے ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش انبیاء، اور محفل کا موضوع تھا میلاد مصطفی ﷺ۔

ہماری محفل کی رپورٹ ہم خود بیان کرتے ہیں لیکن جب محفل کا مقرر خدا ہو سامعین انبیاء ہوں تو رپورٹ قرآن بیان کرتا ہے۔ فرمایا:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ

غالباً حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اسی ازل والی محفل میلاد کا نقشہ کھینچتے ہوئے کہا ہے۔ ؎

خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائیکہ من بودم

دوسری آیت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں جلسہ ذکر میلاد قائم فرمایا

سورۃ الصف

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

(سورۃ الصف مکیۃ آیت ۶، پارہ ۲۸، رکوع ۹)

ترجمہ: اور یاد کیجئے جب کہا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے اے بنی اسرائیل بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف، تصدیق کرنے والا اپنے سے پہلی کتاب تورات کی اور بشارت دینے والا اس رسول کی جو میرے بعد دنیا میں آئے گا جس کا نام ہے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو جب وہ رسول ان کے پاس آگیا تو کہنے لگے یہ کھلا جادو ہے۔

وضاحت:

لفظ یٰبنی اسرائیل بتلا رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آیت مذکورہ کا خطاب ایک مجمع یا ایک محفل میں فرمایا اور خطاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری کا ذکر کیا اور آپ کے نام کی نشاندہی بھی کی اور حقیقت یہ ہے کہ محفل میلاد بھی اسی چیز کا نام

ہے کہ نبی ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کا ذکر کیا جائے، پھر ہم کیوں نہ کہیں کہ محفل میلادِ مصطفیٰ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی قائم فرمائی اور حقیقت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ خطاب کر کے وہ وعدہ پورا کیا ہے جو انہوں نے عالم ازل کی سابقۃ الذکر محفل میلاد میں اللہ تعالیٰ سے کیا تھا، کیونکہ قارئین نے ابھی پیچھے پڑھا ہے کہ اللہ نے عالم ازل میں نبی ﷺ کے دنیا میں جلوہ گری اور تشریف آوری کو بزم انبیاء میں بیان فرمایا، اور ہر نبی کو حکم دیا کہ اگر تمہارے دور میں حضور ﷺ تشریف لے آئیں تو تمہیں ان پر ایمان لا کر ان کی اتباع کرنا ہوگی اور اگر تمہارے دور میں ان کا ظہور نہ ہو تو اپنی قوم کو ان کی آمد کے لیے منتظر رہنے کا حکم دینا ہوگا۔

اور انجیل کے مطالعہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اکثر و بیشتر نبی ﷺ کی تشریف آوری کا تذکرہ کرتے رہتے تھے۔

بلکہ ہر نبی کی اللہ کی طرف سے یہ ذمہ داری رہی ہے کہ وہ اپنی قوم کی محفلوں اور مجالس میں نبی علیہ السلام کی آمد کے تذکرے کرتا رہے جیسا کہ پیچھے گزرا۔

نتیجہ: محفلِ میلاد اسی لیے منعقدہ کی جاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کا ذکر کیا جائے کہ آپ ﷺ کب کہاں اور کن حالات میں پیدا ہوئے آپ ﷺ کی ولادت سے کائناتِ رنگ و بو میں کیا بہار آگئی کفر و شرک کے آتش کدے کیسے بجھ گئے، کفر کے ایوانوں میں کیسے زلزلے آگئے، اور خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب کی ولادت کے صدقے میں دنیا پر نور و رحمت کی کیا کیا بارش کی۔

معلوم ہوا آپ ﷺ کی آمد کا ذکر کرنے کے لیے محفل سجانا سنتِ انبیاء کرام علیہم السلام ہے، اسے بدعتِ ضلالت کہنا حماقت کی اعلیٰ مثال ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

تیسری آیت

اللہ نے قرآن پاک میں حضرت مریم علیہا السلام کا میلاد بیان فرمایا ہے

سورۃ آل عمران

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۳۶﴾

(سورہ آل عمران، آیت ۳۵ تا ۳۶، پارہ ۳، رکوع ۱۲)

ترجمہ: اور یاد کیجئے جب کہا عمران کی بیوی نے کیا اے میرے پروردگار! میں تیرے لیے نذر مانتی ہوں اس بچہ کی جو میرے پیٹ میں ہے کہ وہ صرف تیری عبادت کے لیے آزاد رہے گا، تو اسے میری طرف سے قبول فرما بے شک تو سننے والا جاننے والا ہے تو جب اس (عمران کی بیوی) نے بچہ جنا تو بولی اے پروردگار! یہ تو میں نے بچی جنی ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ اس نے کیا جنا، اور نہیں ہے لڑکا اس لڑکی جیسا اور بولی میں نے اس کا مریم نام رکھا ہے اور (اے خدا) میں اِسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

وضاحت:

حضرت عمران (جو حضرت عیسیٰ کے نانا جان ہیں) کی بیوی حضرت جناب حنہ جب حاملہ ہوئیں تو اللہ کے لیے نذر مان لی کہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے اللہ کے لیے وقف ہے یہ پیدا ہو کر صرف اللہ کی عبادت اور اس کے گھر بیت المقدس کی خدمت کرے گا، اور مقصد یہ تھا کہ شائد اس نذر کی برکت سے لڑکا پیدا ہوگا، کیونکہ بیت المقدس کی خدمت صرف مرد ہی کرتے تھے۔ مگر ان کے ہاں بچی پیدا ہوئی تو عرض کرنے لگیں اے خدا یہ تو بچی ہوگئی اب نذر کیسے پوری ہوگی؟ اللہ نے فرمایا: اس لڑکی کی عظمت کو لڑکا نہیں پا سکتا، میں جانتا ہوں کہ یہ لڑکی اللہ کی عبادت مردوں سے زیادہ کرے گی اور بیت المقدس میں ہی زندگی گزارے گی، پھر حضرت حنہ نے عرض کیا کہ اے خدا میں اس بچی کا نام مریم رکھتی ہوں اور اسے اس کی اولاد سمیت تیری پناہ میں دیتی ہوں۔[۱۲]

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کے بچپن اور لڑکپن کے حالات ارشاد فرمائے ہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر ہم اس کا صرف ترجمہ پیش کرتے ہیں:

سورۃ آل عمران

ترجمہ: اور (اے نبی!) تم اس وقت ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلمیں ڈالتے تھے کہ حضرت مریم کی کفالت ان میں سے کون کرے اور تم اس وقت ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑا کر رہے تھے۔

(آل عمران آیت ۴۴)

وضاحت:

یعنی حضرت حنہ نے مریم رضی اللہ عنہا کو بیت المقدس کے خدام (جنہیں احبار کہا جاتا

ہے) کے سپرد کر دیا۔ اب وہ خدام آپس میں قرعہ ڈالنے لگے کہ اس بچی کو کون اپنی حفاظت اور کفالت میں لے گا؟ تو سب نے بہتی نہر میں قلمیں پھینکیں کہ جس کی قلم بہتے پانی سے کھڑی رہے گی وہ اس کی حفاظت کرے گا۔ جب یہ قرعہ پڑا تو حضرت زکریا علیہ السلام (جو رشتہ میں حضرت مریم کے خالو تھے) کی قلم کھڑی رہی چنانچہ انہوں نے حضرت مریم کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ اللہ فرماتا ہے:

سورۃ آل عمران

ترجمہ: تو اسے (حضرت مریم کو) اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا اور اچھا پروان چڑھایا اور اسے زکریا رضی اللہ عنہ کی نگہبانی میں دے دیا، جب بھی حضرت زکریا اس (مریم) کے پاس نماز پڑھنے کی جگہ جاتے وہاں ان کے پاس نیا رزق پاتے بولے اے مریم یہ (رزق) تیرے پاس کہاں سے آیا؟ کہنے لگیں وہ اللہ کی طرف سے ہے بے شک اللہ جسے چاہے بے حساب دیتا ہے۔ (آل عمران، آیت: ۳۷)

یہ ہے ان واقعات کا مختصر خلاصہ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے میلاد اور ان کے بچپن کے متعلق ارشاد فرمائے ہیں۔ اب آئیے انہی حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت جناب عیسیٰ علیہ السلام کے ذکرِ میلاد کی طرف۔

چوتھی آیت

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد بیان فرمایا ہے

سورۃ مریم

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا

شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا
رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ
بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ
رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ
غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ
قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً
مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ
مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ
قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾
فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ
سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ
رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ
مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا
فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ
قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا
كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾ فَاَشَارَتْ
اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾
قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿۳۰﴾
وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ
وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿۳۱﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ

جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿۳۲﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۳﴾ (سورۃ مریم آیت: ۱۶ تا ۳۳، پارہ ۱۶، رکوع ۵)

ترجمہ: اور ذکر کیجئے کتاب میں مریم رضی اللہ عنہا کا جب انہوں نے اپنے گھر والوں سے علیحدہ شرقی مکان پکڑ لیا اور لوگوں سے پردہ کر لیا تو ہم نے ان کی طرف اپنے روح الامین فرشتہ کو بھیجا جو اس (مریم) کے لیے مکمل بشری صورت میں ظاہر ہوا وہ کہنے لگیں میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں خواہ تم متقی ہو، جبرائیل نے فرمایا میں تو تمہارے رب کا فرستادہ ہوں تاکہ تمہیں پاکیزہ دے دوں۔ وہ کہنے لگیں میرے کیسے بیٹا ہو سکتا ہے۔ مجھے تو کسی انسان نے چھوا تک نہیں اور نہ ہی میں بدکار ہوں۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: ایسے ہی تمہارے رب نے فرمایا یہ (بن باپ بیٹا دینا) مجھ پر بہت آسان ہے اور ہم اس (بیٹے) کو لوگوں کے لیے (اپنی قدرت کی) نشانی بنانا چاہتے ہیں اور اپنی طرف سے رحمت، اور یہ فیصلہ ہو چکا ہے، تو وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ) حاملہ ہو گئی اور دور کا مکان اختیار کر لیا تو دردِ زہ اسے کھجور کے تنے کے پاس لے آیا وہ کہنے لگی اے کاش میں اس پہلے مر گئی ہوتی اور بھولی بسری چیز ہو گئی ہوتی، تو جبریل نے اسے نشیب سے آواز دی کہ غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے چشمہ بنا دیا ہے اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف جھنجھوڑ وہ تم پر پکی ہوئی کھجوریں گرائے گا تو کھاؤ پیو اور (بچے کو دیکھ کر) آنکھیں ٹھنڈی کرو اگر تمہیں کوئی بشر دکھائی دے تو (اشارے سے) کہہ دو میں

نے اللہ رحمان کے لیے (خاموشی کا) روزہ رکھا ہے میں آج کسی انسان سے کلام نہ کروں گی تو وہ اپنے بچے کو اٹھائے قوم میں آئی۔ وہ کہنے لگے اے مریم! تو نے بُرا کام کیا ہے، اے ہارون کی بہن نہ تیرا باپ بُرا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بد چلن تھی، تو حضرت مریم نے بیٹے کی طرف اشارہ کر دیا وہ کہنے لگے ہم اس بچے سے جو ماں کی گود میں ہے، کیسے بات کر سکتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (ماں کی گود میں) بول پڑے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا اور مجھے برکت والا بنایا۔ جہاں بھی میں قیام کروں اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت فرمائی جب تک زندہ رہوں اور اسے نے مجھے اپنی والدہ کا فرماں بدار بنایا اور جابر و بد بخت نہیں بنایا اور جس دن میں پیدا ہوا اس دن مجھ پر سلام ہو پھر مرنے کے دن اور دوبارہ زندہ کیے جانے کے دن بھی مجھ پر سلام ہو۔

وضاحت:

حضرت مریم بیت المقدس سے ملحقہ مکان (جس میں ان کے خالو حضرت زکریا علیہ السلام اور خالہ حضرت ایشاع رہتی تھیں) میں بچپن سے عبادت کرتے کرتے جوان ہو گئی تھیں ایک روز بیت المقدس کے مشرقی حصہ میں تشریف فرما تھیں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے بصورتِ انسان ظاہر ہوئے حضرت مریم نے چیخ و پکار کرنے کی بجائے فرمایا اے شخص یہاں سے چلا جا میں تنہا ہوں، تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ القصہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے جناب مریم کے گریبان میں پھونک دیا جس سے وہ حاملہ ہو گئیں اور بچہ پیدا ہونے کی تکلیف شروع ہو گئی۔

آپ فوری طور پر مارے شرم کے آبادی سے نکل کر جنگل کو روانہ ہو گئیں جب درد شدید ہو گیا تو آپ کھجور کے ایک سوکھے اور خالی تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں۔ وہیں حضرت عیسیٰ کی ولادت ہوئی آپ بہت پریشان تھیں کہ میرے ساتھ یہ کیا ماجرا بن گیا ہے۔ اب میں قوم کو کیا منہ دکھاؤں گی، اتنے میں جنگل کے نشیب سے جبریل امین نے پکارا اے مریم غم نہ کریں۔ دیکھو تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نیچے تمہارے بیٹے کی ایڑیوں کی رگڑ سے پتھر میں سے چشمہ جاری کر دیا ہے۔ آپ اس سوکھے تنے کو ہلائیں یہ تر کھجوریں برسائے گا۔ جو خدا سخت پتھر سے چشمہ جاری کر سکتا اور سوکھے تنے کو ایک لحظہ میں پھل دار بنا سکتا ہے وہ بغیر باپ کے اولاد بھی دے سکتا ہے۔ اب آپ قوم کی طرف چلی جائیں چپ کا روزہ رکھ لیں اور اگر کوئی پوچھے کہ بچہ کہاں سے آیا ہے تو اشارہ کر دینا کہ میں نے چپ کا روزہ رکھا ہے۔ آج نہیں بولوں گی، چنانچہ جب آپ قوم میں آئیں، لوگوں نے بہتان بازی شروع کی تو آپ نے بیٹے کی طرف اشارہ کر دیا، بیٹا (یعنی حضرت عیسیٰ) اپنی والدہ کے اشارہ کو سمجھ گیا اور فوراً بول اٹھا کہ میں بندہ خدا ہوں خدا نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا ہے (اور نبی کی ماں بدکارہ نہیں ہو سکتی) میں جہاں جہاں دنیا میں رہوں گا برکتیں بانٹتا جاؤں گا اور خدا نے مجھے اپنی والدہ کا فرماں بردار بیٹا بنایا ہے۔

ان آیات سے فوائد حاصل ہوئے

۱۔ میلاد عربی لفظ ہے جس کا معنیٰ ہے وقتِ ولادت یا جائے ولادت لسان العرب حرف دال میں ہے: میلاد الرجل اسمٌ لوقت ولادته۔ یعنی کسی شخص کے وقت ولادت کو اس کا میلاد کہتے ہیں اسی طرح فیروز اللغات فارسی

میں ہے۔ میلاد، کسی کی جائے ولادت یا وقت ولادت۔ بلکہ اس لفظ کے استعمال میں مزید وسعت کر کے مطلقاً بمعنیٰ ولادت بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے النعمۃ الکبریٰ میں ہے:

من انفق درھما علی قراءۃ میلاد النبی۔

اور ترمذی شریف جلد ۲، ص ۲۵۲ میں ہے:

قباث بن اشیم رضی اللہ عنہ نے کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکبر منی و انا اقدام منہ فی المیلاد۔

ترجمہ: نبی علیہ السلام شان میں مجھ سے کہیں بڑے ہیں اور میلاد میں میں ان سے بڑا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران اور سورۃ مریم کی آیاتِ مذکورہ میں حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کا مقامِ ولادت بیان کیا ہے اور ولادت کی تفصیل لکھی ہے، معلوم ہوا انبیاء عظام اور بزرگانِ دین کا میلاد بیان کرنا سنتِ الٰہیہ ہے، اور ہم اہل سنت و جماعت بھی محفل میلاد اسی لیے منعقد کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی ولادت کے مقام اور وقتِ ولادت ظاہر ہونے والے معجزات وخوارق عادت امور بیان کیے جائیں۔

۲- اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں حضرت عیسیٰ و مریم کے ایام رضاعت اور زمانہ بچپن ولڑکپن کے احوال وفضائل بیان فرمائے ہیں اور محفلِ میلاد میں بھی نبی ﷺ کے ایام رضاعت، زمانہ بچپن اور دورلڑکپن کی عظمتیں بیان کی جاتی ہیں۔ اس لیے ببانگ دہل کہنا چاہیے کہ محفل میلاد مکمل طور پر سنتِ الٰہیہ کی پیروی ہے، ہم اہل سنت محفل میلاد میں یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ

کی ولادت پر سوکھے تنے کے پھل دار ہونے، پتھر میں سے چشمہ جاری ہونے اور ماں کی گود میں کلام کرنے جیسے کمالات ظاہر ہوئے ہیں تو نبی ﷺ کی ولادت پر ظاہر ہونے والے نظارے میں قدرت کی شان ہی نرالی ہے آپ کی ولادت پر کسریٰ کے محلات کے مینارے زمین بوس ہو گئے۔ آتش کدۂ ایران سرد ہو گیا۔ ساری کائنات نور سے بھر گئی اللہ تعالیٰ نے آپ کی ولادت کے صدقے تمام سال ساری دنیا والوں کو لڑکے ہی لڑکے دیے۔ حضرت آمنہ کو عورتوں والی تکلیف نہ ہوئی، ولادت کے وقت حضرت آمنہ نے وہ نور دیکھا جس سے شام کے محلات نظر آگئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تفصیل کتب حدیث وسیرت میں دیکھیں۔ یعنی میلاد النبی ﷺ کے حوالہ سے عظمت مصطفیٰ ﷺ کا ڈنکا بجایا جاتا ہے۔

۳۔ تمام جہان گویا ایک مجمع یا ایک محفل ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی صورت میں اسی مجمع کو خطاب فرما رہا ہے اور انبیاء و اولیاء کرام کے میلاد بیان فرمایا رہا ہے۔ جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: (۱) حضرت یحییٰ علیہ السلام (۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۴) اسماعیل علیہ السلام (۵) یوسف علیہ السلام (۶) حضرت مریم رضی اللہ عنہا۔

معلوم ہوا کہ میلاد رسول کے لیے محفل قائم کرنا نہ صرف جائز بلکہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو تخلقوا باخلاق اللہ پر عمل کی توفیق دے اور محفل میلاد کو برا کہنے سے بچائے۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

پانچویں آیت

اللہ تعالیٰ نے سال بہ سال جشنِ نزولِ قرآن منانے کا حکم دیا

سورۃ یونس

يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝٥٧ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝٥٨ (سورۃ یونس، آیت: ۵۷ تا ۵۸، پارہ ۱۱، رکوع ۱۱)

ترجمہ: اے لوگو! تحقیق آ گئی تمہارے پاس نصیحت (قرآن) تمہارے رب کی طرف سے اور دلوں کی بیماریوں کی شفا اور ہدایت و رحمت ایمان والوں کے لیے تو اس پر چاہئے کہ وہ خوشی کریں یہ (قرآن پاک یا یہ خوشی) بہتر ہے اس (مال و دولت سے جو وہ جمع کرتے ہیں)

وضاحت:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے پاس وہ قرآن آ گیا جس کی یہ چار بڑی صفات ہیں:

۱۔ رب کی طرف سے نصیحت۔

۲۔ مرض ہائے قلوب کی شفاء۔

۳۔ مومنوں کے لیے ہدایت و رحمت۔

۴۔ لہٰذا ایسے بابرکت کلام کے تشریف لانے پر مسلمانوں کو چاہئے کہ خوشی کریں۔

اب ہم نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ مولیٰ! یہ خوشی کب کیا کریں اور کیسے کیا کریں۔ کیا اس کے لیے دن مقرر کرنا بھی جائز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب قرآن کریم

میں یوں دیا:

سورۃ القدر

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ﴿١﴾ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ﴿٢﴾ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴿٣﴾ تَنَزَّلُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ﴿٤﴾ سَلَٰمٌ هِىَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ ٱلْفَجْرِ ﴿٥﴾

(سورۃ القدر، پارہ ۳۰، رکوع ۲۳)

ترجمہ: بے شک ہم نے اسے (قرآن کو) شب قدر میں اتارا اور تم کیا جانو شب قدر کیا ہے شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔

وضاحت:

چونکہ ہم نے سوال کیا تھا کہ نزولِ قرآن کی خوشی کیسے منائیں۔ اللہ نے سورہ القدر میں جواب دیا کہ جس رات (یعنی شب قدر) میں یہ قرآن نازل ہوا جب بھی وہ رات آئے سب مسلمان اس میں عبارت کریں انہیں ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ ثواب دیا جائے گا۔

اس آیت سے یہ فائدے حاصل ہوئے

۱- جس دن یا جس رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بڑی نعمت ملے اس دن یا اس رات میں مسلمانوں کو اظہار مسرت و فرحت کرنا چاہیے جیسا کہ فرمایا:

فلیفرحوا۔ ”وہ خوشی کریں“ اور جب بھی سال کے بعد وہ دن لوٹ کر آئے اہل اسلام کو ہر سال پابندی سے اس پر خوشی کرنا چاہیے جیسا کہ اللہ نے ہر سال شب قدر میں نزول قرآن کی خوشی کا حکم دیا ہے۔

۲- خوشی کا طریقہ یہ ہے کہ عبادت کی جائے ہر وہ کام کیا جائے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہو اور مسرت و فرحت کا اظہار ہوتا ہو۔ مثلاً عبادت کرنا، نوافل پڑھنا، روزہ رکھنا، غرباء میں کھانے تقسیم کرنا، مسلمانوں کا ایک جگہ جمع ہو کر اس نعمت کا تذکرہ کرنا اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا وغیرہ اسی لیے تمام مکاتب فکر بشمول بریلوی دیوبندی اہل حدیث وغیرہم شب قدر میں جشن نزول قرآن کے عنوان سے جلسے اور محفلیں قائم کرتے ہیں چراغاں کرتے ہیں اور محافل شبینہ منعقد کرتے ہیں، تقاریر ہوتی ہیں، عظمت قرآن کا بیان ہوتا ہے اور بتلایا جاتا ہے کہ آج ہم اس قدر اظہار مسرت اس لیے کر رہے ہیں کہ آج ہمیں اللہ نے عظمتوں والا قرآن عطا فرمایا ہے۔

۳- اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن نعمت ہے، مگر یاد رکھئے قرآن لانے والا نبی اس سے بھی کہیں زیادہ بڑی نعمت ہے۔ (ہم آگے چل کر بتلائیں گے کہ نبی ﷺ کی ذات ہر نعمت سے بڑی نعمت ہے) اگر جشن نزول قرآن کی محفلیں ہر سال پابندی سے قائم کرنا جائز ہے تو نبی ﷺ کی ولادت کے دن جشن میلادِ النبی کی محفلیں بطریق اولیٰ جائز ہیں۔

اگر ہم نزول قرآن کا جشن مناتے ہیں تو ہمارا حق بنتا ہے کہ آمد رسول کے دن اس سے زیادہ ولولے کے ساتھ جشن میلادِ مصطفیٰ منائیں، جلسے کریں، کھانے پکائیں، چراغاں کریں وغیرہ، کیا ہمیں قرآن سے محبت ہے اور قرآن والے رسول سے کوئی محبت

نہیں؟ ارے! قرآن تو اس رسول کی صفات کا نام ہے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کان خلقه القرآن۔

یاد رہے اس سوچ میں ہم اکیلے نہیں بلکہ مستند محدثین وفقہاء بھی اس امر کے قائل ہیں کہ میلاد النبی کی رات شب قدر سے کہیں افضل ہے۔ ذیل میں ہم اس مفہوم کی حامل چند عبارات پیش کرتے ہیں، جو منصف شخص کو حق واضح کر دیں گی۔ لیکن کسی ہٹ دھرم پر ہمارا کوئی اختیار نہیں۔

مستند علماء اسلام کے نزدیک شب میلاد النبی لیلۃ القدر سے افضل ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

ماثبت بالسنۃ

ثم اذا قلنا انه ولد ليلا فتلك الليلة افضل من ليلة القدر بلا شبهة لان ليلة المولد ليلة ظهوره صلى الله عليه وسلم و ليلة القدر معطاة له و ما شرف بظهور الذات المشرف من اجله اشرف مما شرف بسبب ما اعطاه و ليلة القدر شرف بنزول الملئكة فيها و ليلة المولد شرف بظهوره صلى الله عليه وسلم و لان ليلة القدر وقع التفضل فيها على امة محمد صلى الله عليه وسلم و ليلة المولد الشريف وقع التفضل فيها على سائر الموجودات

(ماثبت بالسنۃ ذکر شہر ربیع الاول ص ۵۹ طبع قدیم از ادارہ نعیمیہ موچی گیٹ لاہور)

ترجمہ: پھر اگر ہم یہ کہیں کہ آپ کی ولادت رات میں ہوئی ہے تو پھر یہ رات بلاشبہ لیلۃ القدر سے افضل ہے کیونکہ یہ رات آپ کے ظہور کی رات ہے اور لیلۃ القدر آپ کو عطا کی گئی ہے اور جو چیز آپ کی ذات کے طفیل شرافت پائے اس چیز سے بہتر ہوگی جو آپ کو عطا ہونے کے سبب مشرف ہوئی ہو۔ لیلۃ القدر کی ایک شرافت یہ بھی ہے کہ اس میں فرشتے اترتے ہیں ظہور کرتے ہیں اور لیلۃ المیلاد میں امام الانبیاء ﷺ کا ظہور ہوا ہے، پھر لیلۃ القدر میں صرف امتِ محمدیہ پر انعام ہوا ہے جب کہ لیلۃ المیلاد میں تمام کائنات پر انعام کی بارش ہوئی ہے۔

سند المحدثین علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

مواھب لدنیہ

فان قلت اذا قلنا انہ علیہ السلام ولد لیلا فایما افضل لیلۃ القدر او لیلۃ مولدہٖ علیہ السلام؟ اجیب بان لیلۃ مولدہٖ علیہ السلام افضل من لیلۃ القدر من وجوہٍ ثلاثۃٍ. احدھا ان لیلۃ المولد لیلۃ ظھورہٖ صلی اللہ علیہ وسلم و لیلۃ القدر معطاۃ لہ و ما شرف بظھور ذات المشرف من اجلہ اشرف مما شرف بسبب ما اعطیہ و لا نزاع فی ذٰلک فکانت لیلۃ المولد افضل من لیلۃ القدر۔ الثانی ان

لیلة القدر شرفت بنزول الملائکة فیها و لیلة المولد شرفت بظهورہٖ صلی اللہ علیہ وسلم و من شرفت بہ لیلة المولد افضل ممن شرفت بھم لیلة القدر علی الاصح المرتضی فتکون لیلة المولد افضل. الثالث ان لیلة القدر وقع فیها التفضیل علی امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم و لیلة المولد الشریف وقع التفضیل فیها علی سائر الموجودات فھو الذی بعثہ اللہ عزوجل رحمة للعٰلمین فعمت بہ النعمة علی جمیع الخلائق فکانت لیلة المولد اعم نفعا فکانت افضل.

(المواھب اللدینیہ مع الزرقانی جلد اول ص ۱۳۵ تا ۱۳۶)

ترجمہ: اگر تم کہو کہ جب ہم نبی ﷺ کی ولادت رات میں مانتے ہیں تو پھر کونسی رات افضل ہے۔ لیلۃ القدر یا شب میلاد؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شب میلاد رسول ﷺ تین طرح شب قدر سے افضل ہے۔ اول: شب میلاد میں آپ ﷺ کا ظہور ہوا اور شب قدر آپ کو عطا کی گئی، تو جو رات آپ کے ظہور سے مشرف ہوئی اور یہ بات بالکل ظاہر ہے اس لیے شب میلاد النبی لیلۃ القدر سے افضل ہے۔ دوم: لیلۃ القدر کی شرافت یہ بھی ہے کہ وہ فرشتوں کی آمد کی رات ہے اور شب میلاد امام الانبیاء ﷺ کی آمد کی رات ہے جیسے فرشتوں سے ہمارے رسول ﷺ افضل ہیں یونہی لیلۃ القدر سے شب میلاد رسول ﷺ

افضل ہے۔ سوم: لیلۃ القدر میں امت محمدیہ ﷺ پر انعام ہوا اور میلاد شریف کی رات میں سب کائنات پر انعام کی بارش ہوئی کیونکہ آپ کو اللہ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے تو سب میلاد میں خدا کی ساری خدائی پر نعمتوں کو تمام کیا گیا اس لیے یہ رات سب سے زیادہ بابرکت اور افضل ہے۔

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ السید احمد بن عابدین دمشقی وغیرہما علماء کا فتویٰ

جواہر البحار جلد سوم میں علامہ یوسف نبہانی مصری رحمۃ اللہ علیہ نے در مختار المعروف فتاویٰ شامیہ کے مصنف محمد بن عابدین رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے العلامہ السید احمد بن عبد الغنی بن عابدین کا رسالہ نثر الدرر علی مولد ابن حجر کو مختصراً درج کیا ہے۔ اس کی ایک عبارت یہ بھی ہے:

جواهر البحار

و نقل الطحطاوی عن بعض الشافعية ان افضل اللیالی لیلة المولد صلی الله علیه وسلم ثم لیلة القدر ثم لیلة الاسراء ثم لیلة الجمعة ثم لیلة النصف من شعبان ثم لیلة العید۔

(جواہر البحار جلد ۳، ص ۳۶۸، جواہر العلامہ السید احمد بن عابدین طبع مصر)

ترجمہ: امام طحاوی نے بعض شافعی علماء سے نقل کیا ہے کہ سب راتوں سے بہتر نبی ﷺ کے میلاد کی رات ہے پھر لیلۃ القدر پھر شب معراج پھر شب جمعہ پھر شب برأت اور سب سے آخری درجہ پر عید کی رات ہے۔

وضاحت: اس عبارت سے معلوم ہو رہا ہے کہ کئی سارے شافعی علماء، امام طحطاوی حنفی صاحب مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، علامہ احمد بن عابدین دمشقی اور خود علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی عقیدہ ہے کہ کملی والے آقا ﷺ کی شب میلاد ہر رات سے افضل ہے۔ سب راتوں کی خوشیاں اس رات سے کم ہیں۔

قدوۃ المحدثین سید المحققین امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

اسی مذکورہ رسالہ نثر الدرر میں آگے چل کر امام احمد بن عابد بن نے امام ابن حجر کا ایک قول یوں نقل کیا ہے:

جواهر البحار

اقول لکن نقل الداوودی عن النعمة الکبریٰ و هی مولد ابن حجر الکبیر ان اللائق بالقواعد و تحقیق الادلة انا اذا راعینا جلالته صلی الله علیه وسلم لم یمتنع علینا ان نقول لیلة المولد من هذه الحیثیة لها شرف ای تشرف حتی علی لیلة القدر۔

(جواہر البحار جلد ۳، ص ۳۶۷، من جواہر العلامۃ السید احمد بن عابدین طبع مصر)

ترجمہ: میں (امام ابن حجر) کہتا ہوں کہ امام داؤدی نے النعمۃ الکبریٰ (جو علامہ ابن حجر کی میلاد النبی پر کتاب ہے) سے نقل کیا ہے کہ دلائل و قواعد کی تحقیق کی روشنی میں جب ہم عظمت مصطفیٰ ﷺ کا تصور کرتے ہیں تو بلا ممانعت کہہ سکتے ہیں کہ آپ ﷺ کے میلاد کی رات بایں حیثیت ایک بہت بڑا مقام رکھتی ہے بلکہ لیلۃ القدر سے بھی

افضل ہے۔

الامام الشیخ حسین بن محمد بن الحسن الدیار کبری المتوفی

صاحب تاریخ الخمیس کا فتویٰ

آپ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس ﷺ میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ لیلۃ النبی لیلۃ القدر سے افضل ہے۔ فرماتے ہیں:

تاریخ الخمیس

فاذا قلنا انہ صلی اللہ علیہ وسلم ولد لیلا فلیلۃ مولدہٖ افضل لیلۃ القدر من وجوہٍ ثلاثۃٍ الخ

(تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس ﷺ جلد اول ص ۱۹۸ رکن اول، باب اول، ذکر طالع ولدتہ، طبع بیروت جدید)

ترجمہ: تو جب ہم کہتے ہیں کہ نبی ﷺ رات میں پیدا ہوئے تو پھر آپ ﷺ کے میلاد کی رات تین وجہ سے لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

میں نے آپ کے کلام کا ابتدائی حصہ ذکر کر دیا ہے کیوں کہ اگلے سارے الفاظ وہی ہیں جو امام قسطلانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی عبارات میں گزر چکے ہیں۔ یہ پرانے علماء کا طریقہ ہے کہ اپنا عقیدہ یا فتویٰ انہی الفاظ سے بیان کیا کرتے ہیں جو ان کے اسلاف سے منقول ہوں۔

علماء دیوبند کے سرخیل مولانا عبدالحی لکھنوی کا فتویٰ

مجموعۃ الفتاویٰ

مگر شب میلاد کو شبِ قدر پر اپنے افتخار ذاتی سے خدا کے سامنے فضیلت

حاصل ہے۔ قصیدہ ہمزیہ فی احوال خیر البریہ مصرع قتبا ھیٰ بك العصور۔ "آپ پر زمانے فخر کرتے ہیں۔"

و قال الشیخ عبد الحق المحدث الدهلوی رحمه الله فی ما ثبت من السنة ثم اذا قلنا انهٗ ولد لیلا فتلك اللیلة افضل من لیلة القدر۔

ترجمہ: یعنی قصیدہ ہمزیہ میں ہے کہ زمانے آپ پر فخر کرتے ہیں تو جس رات میں آپ پیدا ہوئے اسے آپ پر فخر کیوں نہیں، اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر ہم آپ ﷺ کی ولادت رات میں مانیں تو وہ رات لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

اس کے بعد مولانا عبدالحی نے شیخ صاحب کی وہ ساری عبارت درج کی ہے جو ابھی ہم پیچھے لکھ آئے ہیں۔

نتیجہ: قارئین! آپ نے درج بالا عبارات پڑھ لیں تقریباً سبھی عبارات میں یہی بات دہرائی گئی ہے کہ شب میلاد النبی ﷺ میں اُمت مسلمہ کو جو نعمت ملی اور جو اس پر اکرام ہوا ہے لیلۃ القدر میں نہیں ہوا، جب لیلۃ القدر میں سال بہ سال جشنِ حصول نعمت منانا جائز ہے تو شب میلاد النبی ﷺ آنے پر جشن میلاد یا عید منانا کیوں جائز نہیں؟ اگر لیلۃ القدر میں مسجدوں اور مکانوں پر اس لیے چراغاں کرنا جائز ہے کہ اس رات میں قرآن آیا ہے تو شب میلاد النبی ﷺ میں ولادتِ رسول کی خوشی میں چراغاں کرنا کیوں جائز نہیں۔ لہٰذا دلالۃ النص سے ثابت ہو رہا ہے کہ بارہ ربیع الاول کو جشنِ میلاد النبی ہر صورت جائز اور مستحسن ہے۔

جشن میلاد اور دلالۃ النص

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ﴿۲۳﴾

(سورۃ بنی اسرائیل)

ترجمہ: اگر والدین میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف بھی نہ کہو اور انہیں مت جھڑکو اور ان کے لیے نرم بات کرو۔

اس آیت میں اللہ نے حکم فرمایا ہے کہ والدین کے سامنے ''اُف'' یعنی افسوس کا کلمہ نہیں کہنا چاہیے تاکہ ان کا دل نہ ٹوٹے اور آگے اللہ نے فرمایا: ولا تنھرھما۔ والدین کو جھڑکنا بھی نہیں چاہیے۔ اس آیت میں صرف جھڑکنے کی ممانعت آئی ہے والدین کو مارنے اور ضرب لگانے کی ممانعت قرآن کے الفاظ میں یوں موجود نہیں مگر اس سے بطور دلالۃ النص معلوم ہو رہا ہے کہ والدین کو مارنا اور انہیں ضرب لگانا بھی ناجائز ہے کیونکہ جب اللہ نے جھڑکنے کو ممنوع قرار دیا ہے حالانکہ اس میں ان کے لیے مارنے کی نسبت تکلیف کم ہے تو انہیں مارنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

اسی طرح ہم اہل سنت کہتے ہیں کہ امتِ مسلمہ پر لیلۃ القدر کی نسبت شب میلاد النبی میں انعام و اکرام زیادہ ہوا ہے جیسا کہ علماء محققین کی عبارات ابھی گزری ہیں جب لیلۃ القدر میں جشنِ حصول نعمت منانا اللہ کو محبوب ہے تو شب میلاد میں جشن حصول نعمت منانا دلالۃ النص کے مطابق بطریق اولیٰ جائز ہے۔

لیکن مخالفین جشن میلاد یہی کہتے ہیں کہ جشن نزول قرآن یعنی لیلۃ القدر میں اظہار مسرت کا تو اللہ نے حکم دیا ہے شب میلاد پر ایسا حکم کہاں ہے تو ہم یہی کہیں گے کہ اللہ نے تو ہمیں صرف والدین کے جھڑکنے سے منع کیا ہے مارنے سے کب منع کیا ہے لہٰذا اے مخالفین! تمہارے نزدیک والدین کو مارنا حلال ٹھہرانا چاہئے اور اگر مارنا دلالۃ النص سے بطریق اولیٰ ممنوع ثابت ہوتا ہے تو جشن نزول قرآن کے جواز سے دلالۃ النص کے مطابق جشن میلاد بطریق اولیٰ جائز ثابت ہوتا ہے۔

دلالۃ النص کی تعریف یہ ہے کہ فرد غیر منصوص پر اشتراکِ علت کی بناء پر نص کا اجراء کر دینا اس لیے دلالۃ النص بمنزلہ نص کے لیے دیکھئے اصول الشاشی، نور الانوار و دیگر کتب اصول فقہ۔ اس تعریف کے بعد سمجھنا چاہئے کہ جشنِ نزول قرآن فردِ منصوص اور جشن میلاد فرد غیر منصوص ہے دونوں میں علت مشترکہ حصول نعمت ہے اس لیے جواز و استحباب کا حکم جیسے فرد منصوص پر جاری ہوتا ہے فرد غیر منصوص پر بھی ویسے ہی جاری ہوتا ہے۔

ان شاء اللہ مخالفین جشن میلاد کو اس تقریر سے گلو خلاصی کرنا سخت مشکل ہو گا آزما کر دیکھ لیں۔

چھٹی آیت

از روئے قرآن کسی بڑی نعمت کے حصول کا دن کسی بھی قوم کے لیے عید کا دن ہوتا ہے

سورۃ المائدہ

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ

رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ (سورۃ مائدہ، آیت ۱۱۲ تا ۱۱۴)

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم! کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے خوانِ نعمت اتار سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ کہنے لگے ہم چاہتے ہیں کہ اس (خوان نعمت) سے کھانا کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہم یقین کرلیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا ہے اور اس کے گواہ ہو جائیں۔ عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) نے فرمایا اے اللہ ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے خوان نعمت اتار یہ ہمارے پہلوں اور پچھلوں کی عید ہو گی اور تیری نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

وضاحت: عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے جنہیں حواری کہا جاتا تھا آپ سے درخواست کی کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہم پر آسمان سے دستر خوان اتارے جس میں انواع و اقسام کے کھانے ہوں تاکہ آپ کی نبوت و رسالت پر ہمارا ایمان پہلے سے زیادہ پختہ ہو جائے عیسیٰ علیہ السلام نے پہلے تو انہیں ایسے مطالبہ سے باز رکھا تھا مگر ان کے مذکورہ

اصرار پر آپ نے اللہ سے دعا کی کہ اے خدا ہم پر دستر خوان اتار جس روز یہ اترے گا وہ روز ہم سب کے لیے عید ہوگا اور ہمارے پچھلے یعنی ہماری آئندہ نسلیں بھی اس روز عید کیا کریں گی۔ یہاں ہم مخالفین کے ایک مستند مفسر کی عبارت پیش کرتے ہیں۔ مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:

"یعنی وہ دن جس میں مائدہ آسمان سے نازل ہو ہمارے اگلے پچھلے لوگوں کے حق میں عید ہو جائے کہ ہمیشہ ہماری ساری قوم اس دن کو بطور یادگار تہوار منایا کرے اس تقریر کے موافق تکون لنا عیداً کا اطلاق ایسا ہوا جیسا کہ آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کے متعلق بخاری میں یہود کا یہ مقولہ نقل ہے کہ انکم تقرءون آیۃً لو نزلت فینا لاتخذناھا عیداً جس طرح آیت کو عید منانے کا مطلب اس کے یوم نزول کو عید منانا ہے۔ اسی پر مائدہ کے عید منانے کو بھی قیاس کرلو، کہتے ہیں کہ وہ خوان اتوار کو اترا جو کہ نصاریٰ کے لیے ہفتہ کی عید ہے (یعنی ہفتہ وار عید ہے) جیسے مسلمانوں کے یہاں جمعہ۔"

(تفسیر شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی طبع تاج کمپنی ص ۲۲۲)

نتیجہ: اللہ کے پاک پیغمبر صاحب کتاب رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دستر خوان اترنے کے دن کو یوم عید قرار دیا کہ ہماری آئندہ نسلیں بھی وہ دن بطور عید منایا کریں گی۔ معلوم ہوا جس روز کسی قوم کو بڑی نعمت ملے وہ دن قوم کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فتویٰ کے مطابق یوم عید ہوتا ہے، پھر سوچنے کی بات ہے کہ نبی ﷺ کے دنیا میں ظاہر ہونے کا دن ہمارے لیے کیوں عید نہیں ہے یقیناً ہے اسی لیے

ہمیشہ سے اہل اسلام میلاد النبی ﷺ کے روز جشن مسرت مناتے آرہے ہیں اور یہ کہتے آرہے ہیں۔

بے کسوں بے بسوں کو پناہ مل گئی
سارے ٹوٹے دلوں کو قرار آگیا
ربیع الاول میں طیبہ نگر کا نبی
باغ عالم میں بن کر بہار آگیا

ساتویں آیت

نعمت ملنے پر اس کا چرچا کرنا چاہئے

سورۃ والضحیٰ

وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ﴿۱۱﴾ (سورۃ ضحیٰ، آیت ۱۱، پارہ ۳۰)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا چرچا کر۔

وضاحت:

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان گنت نعمتوں سے نوازا ہے۔ جو حد و شمار سے باہر ہیں۔

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ؕ (سورۃ نحل، آیت ۱۸)

ترجمہ: اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔

اور ہر نعمت کا شکریہ واجب ہے جیسا کہ آگے ہم بیان کر رہے ہیں اور زیر بحث آیت میں فرمایا گیا ہے کہ رب کی نعمت کا چرچا کرنا چاہئے اور ہم امت محمدیہ کے لیے سب سے بڑی نعمت حضور ﷺ کی ذات ہے (جیسا کہ آگے رہا ہے۔)

محفل میلاد بھی صرف اسی لیے منعقد کی جاتی ہے کہ محبوب خدا حبیب کبریا سید

الانبیاء شہ دوسرا ﷺ جیسے معظم اور رحمت والے نبی کی شکل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی سب سے بڑی نعمت کا ہم چرچا کریں اور دنیا والوں کو بتلائیں کہ اس نعمت کے حصول پر ہم کتنے مسرور ہیں۔ اس لیے محفل میلاد اللہ کے اس حکم کی سب سے بہتر اور مکمل ترین تعمیل ہے جو اہل سنت و جماعت کے حصہ میں آئی ہے۔

فالحمد للہ علی ذالك كثيراً۔

آٹھویں تا بارہویں آیت

نعمت ملنے پر اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے اور جو قوم ایسا نہیں کرتی عذاب میں مبتلا ہو جاتی ہے

سورہ نحل

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ (سورۃ نحل، آیت: ۱۱۴)

ترجمہ: تو کھاؤ تم جو اللہ نے تمہیں حلال پاکیزہ رزق دیا ہے اور شکر کرو اللہ کی نعمت کا اگر تم اسی کو عبادت کرتے ہو۔

سورہ اعراف

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ (سورۃ اعراف، آیت ۱۰)

ترجمہ: اور تحقیق ہم نے زمین میں تمہیں قبضہ دے دیا اور تمہارے لیے اس میں اسباب زندگی بنا دیے بہت تھوڑا شکر کرتے ہو۔

سورہ مائدہ

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝۶

(سورۃ مائدہ، آیت ۶)

ترجمہ: اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی کرے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے تاکہ تم شکر کرو۔

سورہ ابراھیم

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ۝۳۲ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآىِٕبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ۝۳۳ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۭ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ۝۳۴ (سورۃ ابراہیم، آیت ۳۲ تا ۳۴)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیے آسمان و زمین اور اتارا آسمان سے پانی، تو اس کے ساتھ تمہارے لیے پھلوں کے رزق پیدا کیے اور تمہارے لیے کشتیاں زیر فرمان کر دیں تاکہ وہ سمندر میں اس کے حکم سے چلیں اور نہریں تمہارے تابع کر دیں اور سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگا دیا کہ ایک دستور پر چل رہے ہیں، اور تمہارے لیے اس نے دن رات بنائے اور دیا تم کو جو کچھ تم نے اس سے

مانگا، اور اگر تم خدا کے احسان گننے لگو تو گن نہ سکو، بے شک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے (نعمت کا شکریہ ادا نہیں کرتا)۔

سورۃ بقرہ

وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ (سورۃ بقرہ، آیت: ۲۳۱)

ترجمہ: اور یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہے اور جو نازل کی اس نے تم پر کتاب اور حکمت، تمہیں اس کے ساتھ نصیحت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ ہر شئی کو جانتا ہے۔

وضاحت: اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی نعمتیں بتلائی ہیں اور فرمایا کہ ان کا شکریہ ادا کرو۔ ان چند مذکورہ نعمتوں کا خلاصہ یہ ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے تمہیں حلال اور پاک رزق دیا (پہلی آیت) تمہیں زمین میں قبضہ دیا اور اسباب زندگی بنائے (دوسری آیت) تمہیں پاک رہنے کا حکم دیا اور اپنی نعمت پوری کر دی (تیسری آیت) زمین و آسمان بنائے پھلوں کا رزق پیدا کیا سمندر میں جہاز چلائے، نہریں جاری کیں شمس و قمر کو پیدا کیا، دن رات بنائے اور جو کچھ تم نے مجھ سے مانگا میں نے دیا (چوتھی آیت) اور تمہیں کتاب و حکمت عطا فرمائی یعنی قرآن و حدیث کا چرانہ عطا فرمایا۔ (پانچویں آیت)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہیں

یہ درست ہے کہ ہر قسم کا رزق بڑی نعمت ہے زمین و آسمان شمس و قمر دن

رات کا آنا جانا بارش کا برسنا پھلوں کا پیدا ہونا سب بڑی بڑی نعمتیں ہیں پھر ہمیں قرآن کریم جیسی کتاب کا دیا جانا بھی بہت بڑی نعمت ہے اور ان میں سے ہر نعمت کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔ مگر ہم پر خدا کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ ہمیں اپنے حبیب ﷺ کی امت بنایا۔ ہمارے حال پر انبیاء رشک کرنے لگے (جیسا کہ آگے آئے گا تا آنکہ اللہ نے انبیاء کو پہلے سے بڑا رتبہ دے دیا) تو نبی ﷺ کا ہماری نجات کے لیے دنیا میں جلوہ گر ہونا سب سے بڑی نعمت ہے ہمیں نماز ملی تو آپ ﷺ کے واسطے سے رمضان ملا تو آپ ﷺ کے واسطے سے، قرآن ملا تو آپ ﷺ کے واسطے سے، ایمان ملا تو آپ ﷺ کے واسطے سے بلکہ خود خدائے رحمان ملا تو آپ ﷺ کے واسطے سے۔

نتیجہ: اس لیے ہم محفل میلاد قائم کرتے ہیں تاکہ مسلمان حضور ﷺ کی امت کے لوگ مل کر اس نعمت کبریٰ کا تذکرہ کریں اور اس فضل عظیم پر اظہار مسرت کریں اور اجتماعی طور پر اللہ کا شکر ادا کریں لہٰذا محفل میلاد ان آیات مبارکہ کی مکمل تعمیل ہے اور ہم اہل سنت نے اس کے لیے وہی دن منتخب کیا جس میں ہمیں یہ نعمت ملی یعنی بارہ ربیع الاول شریف۔ اگرچہ ہم اس دن کے علاوہ بھی پورا سال ہی محفل قائم کرتے رہتے ہیں مگر بارہ ربیع الاول شریف کا اہتمام و انصرام قابل دید ہوتا ہے۔

یہی استدلال سند المحدثین حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے دیکھئے وہ ارشاد فرماتے ہیں:

ارشاد علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ

فای نعمة اعظم من بروز هذا النبی نبی الرحمة فی ذالك الیوم و علی هذا فینبغی ان یتحذی الیوم

بعینہ حتیٰ یطابق قصۃ موسیٰ فی یوم عاشوراء۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۳۷، طبع بیروت) (الحاوی للفتاوی، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول ص ۱۹۶)

ترجمہ: تو کونسی نعمت ہے جو اس رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظاہر ہونے سے بڑی ہو؟ اس لیے چاہئے کہ یہی دن (آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت والا) عید منانے کے لیے منتخب کرلیا جائے تا کہ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کے ساتھ مطابقت ہو جائے کیونکہ وہ بھی عاشورا کے روز عید منایا کرتے تھے (کہ جس دن انہیں فرعون اور اس کے ساتھیوں سے آزادی ملی۔)

تیرہویں تا سترہویں آیت

محفل میلادِ ذکر رسول ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کا ذکر ہیں اور خدا کو اپنا ذکر پسند ہے

سورۃ بقرہ

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾

ترجمہ: تم میرا ذکر کرو! میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر کرو اور کفرانِ نعمت نہ کرو۔

سورۃ آل عمران

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ

وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٩١﴾

(سورۃ آل عمران، آیت: ۱۹۱، پارہ ۴، رکوع ۴)

ترجمہ: جو لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور اپنے پہلوؤں پر (لیٹ کر) اور فکر کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی خلقت میں یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے رب! تو نے یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا تو پاک ہے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

سورۃ جمعہ

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٠﴾

ترجمہ: اور ذکر کرو اللہ کا زیادہ تا کہ تم کامیابی پاؤ۔

وضاحت: ان آیات اور ایسی ہی دیگر آیات میں اللہ نے اپنے ذکر کی فضیلت بیان کی ہے اور خدا کے ذکر میں جہاں تسبیح و تحلیل ہے صوم وصلوٰۃ ہے وہاں قرآن اور صاحب قرآن رسول کریم کی ذات بھی ہے۔ قرآن کا ذکر ہونا تو ان آیات و انزلنا الیکم ذکراً مبیناً وغیرہ سے واضح ہے جب کہ نبی ﷺ کا ذکر ہونا ان آیات سے واضح ہے۔

سورۃ الطلاق

ذِكْرًا ﴿١٠﴾ رَّسُولًا يَتْلُوا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّورِ ۚ (الطلاق، آیت: ۱۱)

ترجمہ: وہ ذکر جو رسول ہے پڑھتا ہے تم پر اللہ کی واضح آیات تاکہ نکالے ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو اندھیروں سے نور کی طرف۔

سورہ قلم

وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿٥٢﴾

(القلم، آیت ۵۱،۵۲)

ترجمہ: اور وہ کہتے ہیں کہ وہ (رسول) مجنون ہے حالانکہ وہ تو تمام جہانوں کے لیے ذکر ہی ہے۔

ان آیات میں واضح طور پر نبی ﷺ کی ذات کو ذکرِ خدا قرار دیا گیا ہے علاوہ ازیں اس بارہ میں چند احادیث بھی پڑھ لیں۔

الشفا فی حقوق المصطفیٰ

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں و رفعنا لك ذكرك کی تفسیر میں ابن عطا رضی اللہ عنہ سے یوں نقل کرتے ہیں:

جعلتك ذكراً من ذكری فمن ذكرك ذكرنی۔

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے حبیب ﷺ! میں نے آپ کو اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنا دیا ہے تو جو تمہارا ذکر کرے اس نے میرا ذکر کیا۔ (الشفاء امام قاضی عیاض ص)

تفسیر مظہری

و یروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی ان اولیائی من عباد الذین یذکرون بذکری

واذکر بذکرھم۔

(مظہری جلد ۱۰،ص ۷۴، زیرآیت وما ھو الا ذکرٌ الخ)

ترجمہ: اور نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک میرے اولیاء میرے وہ بندے ہیں کہ میرے ذکر سے ان کا ذکر ہوتا ہے اور ان کے ذکر سے میں مذکور ہوتا ہوں۔

نتیجہ: محفلِ میلاد النبی نام ہے مسلمانوں کی اس مجلس کا جس میں نبی ﷺ کا کثرت سے ذکر ہوتا ہے آپ کی ولادت سیرت، صورت، اخلاق اور فضائل و محامد وغیرہ امور کا ذکر خیر ہوتا ہے اور نبی ﷺ قرآن و حدیث کی مذکورہ نصوص کے مطابق اللہ کا ذکر ہیں۔ یعنی آپ کے ذکر سے خدا کا ذکر ہوتا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ اللہ کا ذکر زیادہ سے زیادہ کرنا چاہیے۔ اب آپ یہاں وہ ساری آیات پڑھ سکتے ہیں جن میں زیادہ سے زیادہ ذکر خدا کا حکم دیا گیا ہے۔ ایسی تمام آیات محفل میلاد النبی کا جواز مہیا کرتی چلی جائیں گی خلاصہ یہ ہوا کہ ہم محفل میلاد اس لیے منعقد کرتے ہیں کہ ذکر رسول کی صورت میں زیادہ سے زیادہ ذکر خدا کیا جائے۔

فالحمد للہ علی ذالک۔

اٹھارہویں تا بیسویں آیت

جشنِ میلاد تعظیم نبی ہے، اور قرآن نے تعظیم نبی کا حکم دیا ہے

سورہ الفتح

اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاہِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا ﴿۸﴾ لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَتُعَزِّرُوۡہُ وَتُوَقِّرُوۡہُ ؕ وَتُسَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً

وَاَصِيْلًا ﴿٩﴾ (سورۃ الفتح. آیت ۸، ۹ پارہ ۲۶)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو بھیجا مشاہدہ کرنے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا، تا کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور رسول کی عزت کرو توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔

سورۃ الاعراف

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٥٧﴾

(اعراف، آیت ۵۷، پارہ ۹، رکوع ۹)

ترجمہ: تو جو لوگ رسول پر ایمان لائیں اس کی تعظیم کریں اور اس کی مدد کریں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی لوگ کامیاب ہیں۔

سورۃ المائدۃ

وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ الخ

(المائدہ، آیت ۱۲، پارہ ۶ رکوع ۷)

ترجمہ: اور اللہ نے فرمایا بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن دو تو بے شک میں تمہارے گناہ معاف کردوں گا۔

وضاحت:

ایسی ہی دیگر آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی تعظیم وتوقیر کا حکم دیا ہے اور جس صورت میں بھی آپ کی تعظیم کی جائے انہی آیات پر عمل ہوگا۔ اگرچہ وہ صورت اپنی خصوصیت کے ساتھ قرآن یا حدیث میں موجود نہ ہو جیسے اللہ فرماتا ہے ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا تاکہ تمہیں پاک کرے (سورہ انفال، آیت ۱۱)۔ اب ضروری نہیں کہ صرف آسمان سے اترنے والا پانی ہی ہمیں پاک کرسکتا ہے بلکہ جس پر بھی مطلقاً پانی کا لفظ صادق آئے وہ پاک کرسکتا ہے۔ اسی طرح تاقیامت ہمیں تعظیم نبی کا حکم ملا ہے ہم جس انداز میں بھی یہ کام بجالائیں گے مذکورہ آیات پر عمل ہوگا چنانچہ امام ابن حجر جوہر منظم میں فرماتے ہیں:

ارشادِ امام ابن حجر

تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجمیع انواع التعظیم التی لیس فیھا مشارکۃ اللہ تعالیٰ فی الالوھیۃ امر مستحسن عند من نور اللہ ابصارھم۔

(سواء ورد بہ الشرع بخصوصۃ اولم یرد الخ۔)

ترجمہ: اور نبی ﷺ کی تعظیم ہر اس طریقہ سے جس میں اللہ کے ساتھ الوہیت میں مشارکت (مثل سجدہ) وغیرہ لازم نہ آئے اچھا کام ہے ان لوگوں کے نزدیک جن کی آنکھیں اللہ نے روشن کی ہیں۔ خواہ شرع میں اس کی وضاحت آئی ہو یا نہ۔

روح البیان

امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ آیت مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ سورۃ فتح جلد ۹، ص ۵۶ میں فرماتے ہیں:

و من تعظیمہ عمل المولد اذا لم یکن فیہ منکر قال الامام السیوطی قدس سرہ یستحب لنا اظھار الشکر لمولدہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ: یعنی نبی علیہ السلام کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منایا جائے جب کہ اس میں کوئی خلاف شرع کام نہ ہو۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمارے لیے مستحب ہے کہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اظہار شکر کریں

نتیجہ: محفل میلاد النبی سراپا تعظیم رسول ہے، کیونکہ اس محفل کے آغاز میں عظمت رسول سے متعلق آیات قرآنیہ پڑھی جاتی ہیں، پھر نعت خوان حضرات بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گل ہائے عقیدت پیش کرتے ہیں۔ زمانہ شاہد ہے کہ یہ نعتیں لوگوں کے دلوں میں تعظیم رسول کا بلند تر جذبہ پیدا کرتی ہیں، پھر علماء کرام کی تقاریر بھی تشریح مقام رسالت اور عظمت و شان نبی کا بہت بڑا درس ہوتی ہیں۔ آخر میں تمام حاضرین انتہائی تعظیم و احترام کے ساتھ کھڑے ہو کر ہاتھ باندھے غلامانہ انداز میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ الغرض محفلِ میلاد اول تا آخر تعظیم رسول کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ اس لیے اہل سنت و جماعت محفل میلاد قائم کر کے تعظیم رسول کے متعلق آیات قرآنیہ پر عمل کرتے اور اللہ اور اس کے رسول کے ہاں سرخرو ہوتے ہیں۔

اکیسویں آیت

محفل میلاد تعلیم دین اور نشر علم کی محفل ہے جو مسلمانوں پر فرض ہے

اسلام نے مسلمانوں پر ایک یہ فرض بھی عائد کیا ہے کہ وہ دین کی تعلیم حاصل کریں پھر دوسروں کو تعلیم دیں اور علم کی شمع روشن کریں تاکہ جہالت کا اندھیرا چھٹ جائے اور انسانوں کو دین اسلام کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

سورۃ توبہ

وما كان المومنون لينفروا كافة فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فى الدين و لينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون.

(سورۃ توبہ، آیت ۲۳، پارہ ۱۱، رکوع ۴)

ترجمہ: اور مومنوں پر لازم نہیں کہ سب کے سب (حصول علم کے لیے) نکل پڑیں تو ہر قبیلہ میں سے کچھ لوگ کیوں نہیں نکل پڑتے؟ تاکہ وہ دین کا علم حاصل کریں اور جب واپس آئیں تو اپنی قوم کو (اللہ کی نافرمانی سے) ڈرائیں تاکہ وہ گناہ سے بچ جائیں۔

بخاری شریف

کتاب العلم میں عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

وليفشوا العلم و ليجلسوا حتى يعلم من لا يعلم

فان العلم لا یھلك حتی یکون سرًا۔

(بخاری شریف کتاب العلم باب کیف یقبض العلم)

ترجمہ: علم کو شائع کرنا چاہیے اور اس کام کے لیے بیٹھنا چاہیے (محفل قائم کرنی چاہیے) تاکہ جو نہیں جانتا وہ بھی جان لے کیونکہ علم جب تک پوشیدہ نہ رکھا جائے ضائع نہیں ہوتا۔

ابن ماجہ شریف

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما لحلق المومن من حسناتہ بعد موتہ علم نشرہٗ۔ (ابن ماجہ شریف جلد ص باب)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا موت کے بعد مومنوں کو جو چیزیں کام آتی ہیں ان میں سے ایک وہ علم ہوتا ہے جو کسی مسلمان نے موت سے پہلے پھیلایا ہو۔

وضاحت: سورہ توبہ میں فرمایا گیا ہے کہ ہر قبیلہ اور قوم سے کچھ مسلمانوں کو علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا چاہیے اور واپس آ کر اپنی قوم کو اکٹھا کر کے یا فرداً فرداً اللہ کے احکام سے آگاہ کرنا چاہیے تاکہ وہ دین پر عمل پیرا ہو جائیں۔ بخاری شریف کی حدیث میں صاف طور پر فرمان رسول ہے کہ مسلمانوں کو علم پھیلانے کے لیے محفل قائم کرنا چاہیے تاکہ جو لوگ نہیں جانتے وہ بھی جان جائیں۔ اسی طرح ابن ماجہ شریف کی حدیث اور دیگر کتب حدیث میں نشر علم کو مسلمانوں کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔

اور یاد رہے کہ محفل میلاد بھی درج ذیل مقاصد کے لیے منعقد کی جاتی ہے:

۱- نبی ﷺ کی ولادت، بچپن، جوانی، بعثت اور عظمت و رفعت بیان کی جاتی ہے یعنی آپ کی سیرت طیبہ کو لوگوں کے سامنے رکھا جاتا ہے تاکہ لوگ آپ کی سیرت کو اپنائیں اور سچے مسلمان ہو جائیں۔

۲- بتلایا جاتا ہے کہ آپ کی ولادت پر اللہ نے اہل دنیا کو کس کس نعمت سے نوازا۔

۳- آپ کی جوانی کی طہارت کا بیان ہوتا ہے تاکہ آج کے نوجوان مسلمان بے راہ روی کا شکار ہونے کے بجائے پاکیزہ زندگی گزاریں۔

۴- جن لوگوں کو نبی علیہ السلام کی سیرت کے حالات اور عظمت و شان کا صحیح علم نہیں وہ بھی جانیں جیسا کہ فرمان رسول ہے:

لیجلسوا حتی یعلم من لا یعلم۔

ترجمہ: یعنی مسلمانوں کو مل کر بیٹھنا چاہیے تاکہ جو نہیں جانتا وہ بھی جان لے۔

نتیجہ: اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے تعلیم دین اور نشر علم کا حکم دیا ہے اور اس کے لیے مجلس اور محفل قائم کرنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا ہے لہٰذا اس مقصد کے لیے جو بھی محفل اور مجلس تا قیامت قائم ہو گی وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند ٹھہرے گی، اور چونکہ محفل میلاد بھی بلاشک وشبہ تعلیم دین اور نشر علم کی محفل ہے اس لیے ثابت ہو گیا کہ مسلمان محفل میلاد قائم کر کے تعلیم دین کا فریضہ سر انجام دیتے ہیں اور قرآن و حدیث پر عمل کا بہترین نمونہ قائم کرتے ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

مولینا عبد الحی لکھنوی دیوبندی کا واضح ترین فتویٰ

مجموعة الفتاویٰ

محفل میلاد کے بارہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولینا عبد الحی

دیوبندی نے محفل میلاد کے جواز پر ایک دلیل یہ بھی قائم کی ہے، جو ہم ذیل میں مولینا کے الفاظ کے ساتھ نقل کر رہے ہیں۔

"اگر ہم مان بھی لیں کہ ذکر مولد کا وجود ازمنہ ثلاثہ میں سے کسی میں نہ تھا تو بھی ہم کہتے ہیں کہ شرع میں یہ قاعدہ ثابت ہے:

کل فرد من افراد نشر العلم فهو مندوبٌ

علم پھیلانے کا ہر طریقہ مندوب ہے ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے:

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مما لحق المومن من حسناته بعد موته علم نشره

اور بخاری نے کتاب العلم میں عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

و ليفشوا العلم و ليجلسوا حتى يعلم من لا يعلم فان العلم لا يهلك حتى يكون سرًا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض رسائل میں حدیث اذا مات ابن آدم کی شرح میں لکھا ہے:

حمل العلماء الصدقة الجارية على الوقف و العلم المنتفع به على التصنيف و التعليم۔

علماء نے صدقہ جاریہ کو وقف پر محمول کیا ہے اور علم منتفع بہ سے تصنیف مراد لی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ذکر میلاد مصطفیٰ جو اوپر گزرا افراد نشر علم کا ایک فرد ہے پس دو مقدمے حاصل ہوئے ایک یہ کہ

ذكر المولد فرد من افراد نشر العلم۔

ترجمہ: میلاد کا ذکر کرنا،نشر علم کا ایک فرد ہے۔

دوسرا یہ کہ

کل فرد من افراد نشر العلم مندوب

ترجمہ: مندوب افراد نشر علم کا ہر فرد مندوب ہے۔

پس نتیجہ نکلا کہ ذکر المولد مندوبٌ۔"ذکر میلاد مندوب ہے۔"۱۲

فصل دوم

جشن میلاد کے جواز پر احادیث نبویہ

حدیث اول

ولادت رسول کی خوشی منانے پر اللہ تعالیٰ کافر کو بھی نوازتا ہے

بخاری شریف

قال عروة و ثويبة مولاة لابی لهب كان ابولهب اعتقها فارضعت النبی صلی الله عليه وسلم فلما مات ابولهب اری بعض اهله بشر هيئة. قال له ماذا لقيت؛ قال ابولهب لم الق بعدكم غير انی سقيت فی هٰذه بعتاقتی ثويبة۔

(بخاری شریف جلد دوم ۷۶۴، طبع نور محمد کراچی کتاب النکاح باب وامہاتکم التی ارضعنکم)

ترجمہ: عروہ کہتے ہیں ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی جسے ابولہب نے آزاد کیا تھا، اس نے نبی ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا، جب ابولہب مر گیا تو خاندان کے کسی فرد (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) کو خواب میں بری حالت میں نظر آیا اس نے (حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے) پوچھا مرنے کے بعد تیرا کیا انجام ہوا ہے؟ کہنے لگا تم سے جدا ہو کر میں نے کوئی بھلائی

نہیں پائی، البتہ میں اس انگشت میں سے سیراب کیا جاتا ہوں ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے۔

بخاری شریف کی اس حدیث کی شرح میں یہی واقعہ ذرا وضاحت کے ساتھ موجود ہے جو بات کو سمجھانے میں آسانی پیدا کرتا ہے۔ دیکھئے:

فتح الباری و عمدۃ القاری

و ذکر السھیلی ان العباس قال لما مات ابولھب رأیتہٗ فی منامی بعد حول فی شر حال فقال مالقیت بعد کم راحۃ الا ان العذاب یخفف عنی فی کل یوم اثنین قال و ذالك ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولد یوم الاثنین و کانت ثویبۃ بشرت ابالھب بمولدہٖ فاعتقھا۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد ۹،ص ۱۱۸، طبع مصر ۱۱۴۸) (عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۲۰،ص ۹۵، طبع بیروت)

ترجمہ: اور سہیلی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے ابولہب کے مرنے کے ایک سال بعد اسے خواب میں بری حالت میں دیکھا ابولہب کہنے لگا تم سے جدا ہو کر میں نے کوئی راحت نہیں دیکھی البتہ ہر پیر وار کو میرا عذاب کم کر دیا جاتا ہے۔ علامہ سہیلی کہتے ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے روز پیدا ہوئے تھے اور ثویبہ نے ابولہب کو اس بات کی بشارت سنائی تو اس نے اسے آزاد کر دیا۔

یہی مذکورہ واقعہ اس سے بھی ذرا تفصیل کے ساتھ درج ذیل عبارات میں پڑھیے:

المواهب اللدنیه

و قد رؤی ابولهب بعد موته فی النوم (و الرائی له اخوه العباس بعد سنة من وفاته بعد وقعته بدر) فقیل له ما حالك؟ قال فی النار الا انه خفف عنی کل لیلة اثنین و امص من بین اصبعی هاتین ماء و اشار برأس اصبعه و ان ذالك باعتاقی لثویبة حین بشرتنی بولادة النبی صلی الله علیه وسلم۔

(المواہب مع الزرقانی جلد اول ص ۱۳۸، طبع بیروت)

ترجمہ: اور تحقیق ابولہب اپنے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا دیکھنے والے حضرت عباس تھے؟ یہ خواب آپ نے جنگ بدر کے بعد ابولہب کی موت کے ایک سال بعد دیکھا تو ابولہب سے کہا تیرا کیا حال ہے،؟ بولا دوزخ میں ہوں البتہ ہر پیر کو میرا عذاب کم ہو جاتا ہے اور میں ان دو انگشتوں کے درمیان میں سے پانی چوستا ہوں (یہ اس نے دوسرے ہاتھ کی انگلی کے اشارہ سے سمجھایا) اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ثویبہ کو اس وقت آزاد کیا جب اس نے مجھے نبی ﷺ کی ولادت کی بشارت دی۔

یاد رہے یہی روایت حضرت علامہ سیوطی نے الحاوی للفتاویٰ میں حضرت امام شمس الدین ابن جزری سے نقل کی ہے دیکھئے الحاوی للفتاویٰ جلد اول ص ۱۹۶۔

سیرت حلبیه

و ثویبة هی جاریة عمه ابی لهب و قد اعتقها حین

بشر ته بولادته صلى الله عليه وسلم اى فانها قالت له اما شعرت ان اٰمنة ولدت ولدا و فى لفظ غلاما لاخيك عبدالله فقال لها انت حرةٌ! فجوزى بتخفيف العذاب عنه يوم الاثنين، بان يسقٰى ماء فى جهنم فى تلك الليلة اى ليلة الاثنين، فى مثل النقرة التى بين السبابة و الابهام اى ان سبب تخفيف العذاب عنه يوم الاثنين ما يسقاه تلك الليلة فى تلك النقرة۔

(سیرت حلبیہ مصنفہ علامہ علی بن برہان الدین حلبی (م ۱۰۴۴ھ) جلد اول ص ۱۳۸، طبع بیروت)

ترجمہ: ثویبہ نبی ﷺ کے چچا ابولہب کی لونڈی تھی جو اس نے اس وقت آزاد کر دی جب اس نے اسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی خبر سنائی یعنی یہ کہا کہ تمہیں پتہ نہیں کہ آمنہ نے بچہ جنا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ تیرے بھائی عبداللہ کا لڑکا جنا ہے۔ یہ سن کر اس نے ثویبہ سے کہا جاؤ تم آزاد ہو، جس کے بدلہ میں ہر پیر کے روز اسے تخفیف عذاب کی جزا دی گئی یعنی ہر پیر کی رات کو اسے جہنم میں پانی پلایا جاتا ہے انگوٹھے اور شہادت والی انگلی کے درمیان والے حصہ سے یعنی تخفیف عذاب کا مفہوم یہی ہے کہ اسے ہر پیر کی رات کو اس ہاتھ سے پانی پلایا جاتا ہے۔

خلاصہ: حضور ﷺ کی ولادت باسعادت سے پہلے آپ کے والد حضرت عبداللہ وصال کر گئے تھے ثویبہ ان کی لونڈی تھی جو وراثت میں ان کے بھائی ابولہب کو مل گئی

جب سیدہ آمنہ کے افق دامن سے آفتابِ رسالت طلوع ہوا تو ثویبہ نے دوڑ کر ابولہب کو بشارت سنائی، ابولہب کو از حد مسرت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے مرحوم بھائی کی نشانی پیدا کر دی اور سیدہ آمنہ کے گھر در یتیم پیدا ہو گیا۔ ابولہب نے عالم مسرت و فرحت میں شہادت کی انگلی کو حرکت دیتے ہوئے ثویبہ کو اشارہ کیا کہ جاؤ اس ولادت کی خوشی میں تمہیں آزاد کیا جاتا ہے۔ بعد ازاں چند دن کے لیے حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ بھی پلایا تو اللہ تعالیٰ نے ابولہب کے لیے اس خوشی کے صدقہ میں ہر پیر کو جہنم میں عذاب کی تخفیف کر دی۔

نتیجہ: ابولہب وہ کافر ہے جس کا نام لے کر قرآن نے اعلان جہنم کیا ہے۔ اللہ نے اسے یہ انعام دیا کہ جہنم میں ہر پیر وار اس کا عذاب کم کر دیا جاتا ہے اور جو انگلی میلادِ رسول یعنی ولادتِ رسول کی خوشی میں متحرک ہوئی تھی پانی کا میٹھا چشمہ بن جاتی ہے اور سارا دن ابولہب کی پورے ہفتہ کی پیاس بجھاتی ہے۔ جب ایک کافر کو میلاد النبی کی خوشی پر مال خرچ کرنے سے (کیونکہ لونڈی آزاد کرنا راہ خدا میں مال خرچ کرنے کا معنیٰ رکھتا ہے) دائمی رحمت خداوندی ملتی ہے تو ان غلامان مصطفیٰ علیہ السلام کا کیا حال ہے جو ایمان کی دولت سے مالا مال ہیں اور صرف ایک بار نہیں ہر سال میلاد النبی کے مبارک دن پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں مال خرچ کرتے غربا میں کھانے بانٹتے جلسے کرتے جلوس نکالتے اور ایسی ہی مبارک کوششوں میں مصروف رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی رحمت سے کیوں نہیں نوازے گا؟ گویا ہم شیخ سعدی کی زبان میں یہ کہنے پر مجبور ہیں۔ ؎

اے کریمے! کہ از خزانہ غیب

گبر و ترسا وظیفہ خود داری

دوستاں را کجا کنی محروم

تو کہ با دشمناں نظر داری

تخفیفِ عذاب ابی لہب کی حدیث سے محدثین و محققین امت کا عید میلاد النبی کے جواز پر استدلال

① امام القراء علامہ ابن جزری دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

سند المحدثین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ حسن المقصد فی عمل المولد میں جشن میلاد النبی کے جواز پر دلائل نقل کرتے ہوئے امام القراء امام علم قراءت حضرت علامہ شمس الدین بن الجزری (متوفی ۸۳۳ھ) کی کتاب عرف التعریف بالمولد الشریف (یہ کتاب بھی جشنِ میلاد النبی کے جواز پر لکھی گئی ہے) سے عبارت نقل کرتے ہیں۔ اس عبارت میں امام ابن جزری نے پہلے ابولہب کی تخفیف عذاب والی حدیث نقل کی ہے اور پھر فرمایا ہے:

الحاوی للفتاوی

فاذا کان ابولهب الذی نزل القرآن بذمه جوزی فی النار بفرحه لیلة مولد النبی صلی الله علی وسلم به فما حال المسلم الموحد من امة النبی صلی الله علیه وسلم یسر بمولده و یبذل ما تصل الیه قدرته فی محبته صلی الله علیه وسلم لعمری انما یکون جزاءه من الله الکریم ان یدخله بفضله

جنات النعیم۔

(الحاوی للفتاوی جلد اول رسالہ حسن المقصد ص ۱۹۶)

ترجمہ: ابولہب جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا، اگر نبی ﷺ کے میلاد پر خوشی منانے کی وجہ سے اس کا یہ حال ہے تو امتِ محمدیہ میں اس مسلمان کا کیا کہنا ہے جو آپ کے میلاد پر خوشی مناتا اور آپ کی محبت میں اپنی طاقت کے مطابق مال خرچ کرتا ہے مجھے اپنی زندگی کی قسم! اس کا اجر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل سے نعمتوں والی جنت میں داخل کر دے گا۔

امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کو عید میلاد النبی ﷺ کے جواز پر متعدد محققین علماء اسلام نے بطور ثبوت پیش کیا ہے، جن میں اولاً علامہ سیوطی ہیں۔ بعد ازاں مواہب لدنیہ میں حجۃ المحدثین امام قسطلانی شارح بخاری (متوفی ۹۲۳ھ) نے عید میلاد النبی منانے کے جواز پر اسے پیش کیا، دیکھئے المواہب اللدنیہ مع الزرقانی جلد اول ص ۱۳۹ ذکر رضاعہ ﷺ طبع بیروت، پھر شیخ المحققین شیخ الاسلام علامہ یوسف نبہانی مصری متوفی ۱۲ھ نے حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۳۸ پر علامہ ابن جزری کا یہ ارشاد اسی جواز پر پیش کیا۔

فَجَزَاهُمُ اللهُ عَنَّا اَحْسَنَ الْجَزَآءِ۔

② علامہ حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی کا ارشاد

یاد رہے علامہ شمس الدین قیسی دمشقی (مولود ۷۷۵ھ) متوفی ۸۴۲ھ اپنے دور میں امام حدیث وفقہ تھے امام سیوطی نے انہیں بلاد دمشقیہ کا سب سے بڑا محدث قرار دیا۔ آپ نے جشن میلاد النبی ﷺ منانے کے جواز پر متعدد رسائل لکھے جن میں

سے چند ایک کے نام یہ ہیں، جامع الآثار فی مولد المختار، اللفظ الرائق فی مولد خیر الخلائق اور المورد الصاوی فی مولد الھادی ۔ دیکھئے کشف الظنون جلد ۶ ص ۱۹۳ر مطبوعہ دار الفکر.
چنانچہ المورد الصاوی فی مولد الھادی میں آپ نے ابولہب کی تخفیف عذاب والی حدیث نقل کرنے کے بعد اس سے استدلال کرتے ہوئے جو کچھ فرمایا اسے سیوطی الحاوی للفتاوی میں یوں نقل کرتے ہیں:

الحاوی للفتاویٰ

و قال الحافظ شمس الدين بن ناصر الدين الدمشقی فی كتابه مورد الصادی قد صح ان ابا لهب يخفف عنه عذاب النار فی مثل يوم الاثنين لاعتاقه ثويبة سرورا بميلاد النبی صلی الله عليه وسلم ثم انشد.

اذا كان هذا كافر جاء ذمه
و تبت يداه فی الجحيم مخلدا
اتی انه فی يوم الاثنين دائما
يخفف عنه للسرور باحمدا
فما الظن بالعبد الذی طول عمره
باحمد مسرورا و مات موحدا

(الحاوی للفتاویٰ جلد اول ص ۱۹۷، رسالہ عمل المولد) (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۳۸)

ترجمہ: حافظ شمس الدین دمشقی نے مورد الصاوی میں فرمایا یہ صحیح حدیث ہے کہ پیر کے دن ابولہب کا عذاب جہنم کم کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے میلاد النبی کی خوشی مناتے ہوئے ثویبہ کو آزاد کر دیا اس کے بعد

انہوں نے (تین) شعر کہے جن کا ترجمہ یہ ہے:

۱- جب یہ ابولہب کافر ہے جس کی مذمت قرآن میں یوں آئی ہے کہ تبت ید ۱۱ الخ اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہنے والا ہے۔

۲- حدیث میں آیا ہے کہ ہمیشہ پیر کے روز اس کے عذاب میں کمی ہوتی ہے نبی ﷺ کی خوشی منانے کی وجہ سے۔

۳- تو اس بندے کے متعلق کیا گمان ہے جو ساری زندگی یہ خوشی مناتا رہا اور موحد ہو کر دنیا سے گیا۔

③ قدوۃ المحدثین محقق مطلق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

شیخ محقق کی ذات محتاج تعارف نہیں اپنے بیگانے سب آپ کی جلالت علمی کے معترف ہیں۔ مدارج النبوت میں ذکر ولادت رسول اللہ ﷺ کے دوران ابولہب کے لیے تخفیف عذاب کی حدیث نقل کر کے آگے لکھتے ہیں:

مدارج النبوت

"و درینجا سند است اہل موالید را کہ در شب میلاد آنحضرت ﷺ سرور کنند و بذل اموال نمایند یعنی ابولہب کہ کافر بود و قرآن بمذمت وے نازل شد، چوں بسرور میلاد آنحضرت و بذل شیر جاریہ وے بجہت آنحضرت جزا دادہ شد تا حال مسلم کہ مملوست بمحبت و سرور و بذل مال در وے کند چہ باشد۔"

(مدارج النبوت جلد دوم ص ۱۹ وصل، اول کسیکہ آنحضرت را شیر داد، طبع سکھر)

ترجمہ: اس حدیث میں عید میلاد النبی ﷺ منانے والوں کے لیے دلیل موجود ہے کہ جو لوگ شب میلاد میں اظہارِ خوشی کرتے اور مال خرچ

کرتے ہیں یعنی ابولہب جو کافر ہے اور قرآن اس کی مذمت میں اترا ہے جب وہ میلادِ رسول پر خوشی کرے اور آپ ﷺ کو دودھ پلانے کے لیے عورت مقرر کرے تو اللہ اسے اس کی جزا عطا فرماتا ہے تو پھر ایک مسلمان کا حال کیا ہوگا جس کا دل میلاد کی خوشی سے بھرا پڑا ہے اور اس خوشی میں مال خرچ کر رہا ہے۔

④ علامہ ابن حجر ہیتمی کا تلمیحی ارشاد

النعمة الکبریٰ

و اول من ارضعته ثویبة مولاة عمه ابی لهب فاعتقها لما بشرته بولادته صلی الله علیه وسلم فخفف الله عنه من عذابه کل لیلة اثنین جزاء لفرحه فیها بمولده صلی الله علیه وسلم الخ

(النعمۃ الکبریٰ) (جواہر البحار، جلد سوم ص ۳۳۵)

ترجمہ: سب سے پہلے آپ کو آپ کے چچا ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا جسے ابولہب نے اس وقت آزاد کر دیا تھا جب اس نے ابولہب کو آپ ﷺ کی ولادت کی خوش خبری دی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے میلاد کی خوشی کے صدقے میں ہر پیر کو اس کے عذاب میں کمی کر دی۔

اعلان قرآن ہے کہ کافر کا عذاب کم نہیں ہوتا مگر حضور ﷺ کی خوشی منانے والا کافر اس سے مستثنیٰ ہے

بخاری شریف کے شارحین جن میں سے کچھ حنفی کچھ شافعی ہیں جو ابولہب کے لیے تخفیف عذاب کی بخاری شریف والی حدیث کے تحت یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ ابولہب کا عذاب کیوں کم ہوگیا جب کہ اللہ فرماتا ہے:

لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾

(سورۃ بقرہ، آیت ۱۶۲)

ترجمہ: نہ اُن سے عذاب کم کیا جائے گا اور نہ ان کی مدد ہوگی۔

شارحین نے اس کے چند ایک جواب دیے ہیں جن میں سے ایک درج ذیل یہ بھی ہے:

عمدۃ القاری

واجیب ثانیا علی تقدیر القبول یحتمل ان یکون ما یتعلق بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم مخصوصا من ذالک بدلیل قصۃ ابی طالب حیث خفف عنہ فتقل من الغموات الی الضحضاح۔ (عمدۃ القاری جلد ۲، ص ۹۵)

ترجمہ: اور میں (علامہ عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ) دوسرا یہ جواب دیتا ہوں کہ علیٰ تقدیر القبول یہ احتمال ہے کہ نبی ﷺ سے تعلق رکھنے والا عمل (یعنی آپ کی خوشی منانا) اس سے مستثنیٰ ہے جیسا کہ ابوطالب کا قصہ ہے کہ اس کا عذاب کم ہو کر آگ میں غرقابی سے تھوڑی سی آگ میں تبدیل ہوگیا۔

فتح الباری

و ثانیا علی تقدیر القبول فیحتمل ان یکون ما یتعلق بالنبی صلی الله علیه وسلم مخصوصا من ذالك بدلیل قصة ابی طالب کما تقدم انهٗ خفف عنه فنقل من الغمرات الی الضحضاح۔

(فتح الباری، علامہ شہاب الدین عسقلانی شافعی، جلد ۹ ص ۱۱۹)

ترجمہ: اور دوسری بات یہ ہے کہ علیٰ تقدیر القبول یہ احتمال ہے کہ نبی کریم ﷺ سے تعلق رکھنے والا کام اس لیے مخصوص ہے اس کی دلیل ابو طالب کا قصہ ہے جیسا کہ پیچھے گذرا کہ اس کا عذاب کم کر دیا گیا پہلے وہ آگ کے سمندر میں غرق تھا پھر اسے اس سمندر کے تھوڑے پانی والی جگہ منتقل کر دیا گیا۔

مذکورہ حوالہ جات سے یہ امور ثابت ہوئے

۱۔ ابولہب نے حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی میں ایک انگلی کو حرکت دیتے ہوئے لونڈی آزاد کی، اللہ تعالیٰ نے وہ انگلی جہنم میں بھی ٹھنڈے پانی کا اُبلتا ہوا چشمہ بنادی، تو جو مسلمان میلاد النبی کی خوشی میں سارا دن اپنے تمام جسم کو حرکت میں رکھے جلوسوں میں شرکت کرے جلسوں میں جائے یقیناً یہ مبارک عمل اس کے سارے بدن کے لیے باعث رحمت ثابت ہوگا۔

۲۔ ابولہب نے حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی بحیثیت رسول اور پیغمبر نہیں منائی یعنی یہ خوشی نہیں منائی کہ آج اللہ کے رسول اور حبیب خدا ﷺ پیدا ہوا

ہوئے ہیں بلکہ صرف یہ کہ میرا یتیم بھتیجا پیدا ہوا ہے لہٰذا جو مسلم عید میلاد النبی ﷺ پر یہ خوشی مناتے ہیں کہ آج سید الانبیاء حبیب کبریا محبوب خدا مالک ہر دوسرا، ہادی سبل، مولائے کل ختم الرسل سرور سرداراں مالک دو جہاں سید انس و جان سجدہ گاہِ قدسیاں سبب تخلیق کائنات فخر موجودات رسول معظم شافع اعظم فخر آدم و بنی آدم سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا یوم ولادت ہے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر نعمتوں کے دریا کیوں نہیں بہائے گا اور جنت کا مالک کیوں نہیں بنائے گا۔ ان شاء اللہ ضرور بنائے گا۔

۳- اللہ تعالیٰ ہر پیر کو میلاد النبی ﷺ کی خوشی کے صدقے ابولہب کا عذاب کم کر دیتا ہے۔ یہ قدرت کا اعلان ہے کہ اے ابولہب! تو نے تو صرف ایک بار ہمارے حبیب ﷺ کی خوشی منائی، ہم ہر پیر کو اپنے حبیب ﷺ کی ولادت کی خوشی مناتے ہیں، اس میں یہ نصیحت بھی ہے کہ اللہ فرماتا ہے اے مسلمانو! ہم تو اپنے حبیب ﷺ کی ولادت کی خوشی ہر پیر کو مناتے ہیں کیونکہ پیر آپ کی ولادت کے دن ہے۔ تمہیں بھی چاہئے کہ ہمارے حبیب ﷺ کے ولادت کی دن خوشی ہر ہفتہ کرو نہیں تو کم از کم سال میں ایک مرتبہ بارہ ربیع الاول میں ہی کرو۔ بے رخی اور انکار کی بات تو نہ کرو۔

حدیث دوم

آپ کے یوم میلاد پر خوشی کرنے کا حکم نبی علیہ السلام نے خُود دیا ہے

مسلم شریف

عن ابی قتادة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سُئل عن صوم الاثنین فقال فیه وُلِدتُ و فیه اُنزل علیّ۔

(مسلم شریف جلد اول ص ۳۶۸، کتاب الصوم باب صوم التطوع طبع نور محمد دہلی) (مشکوٰۃ شریف باب صیام التطوع ص ۱۷۹ طبع نور محمد کراچی)

ترجمہ: ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے روزہ کے بارے میں سوال کیا گیا آپ نے فرمایا اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر نزول قرآن ہوا۔

کنز العمال بحوالہ ابن عساکر

عن مکحول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبلال لا تغادر صیام یوم الاثنین فانی ولدت یوم الاثنین و اوحی الی یوم الاثنین و ھاجرت یوم الاثنین و اموت یوم الاثنین۔

(کنز العمال جلد ۸، حرف الصاد کتاب الصوم ۶۵۱ طبع جلد)

ترجمہ: مکحول سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا: پیر کا روزہ نہ چھوڑنا۔ میں پیدا ہوا تو پیر کے دن۔ مجھ پر وحی آئی تو

پیر کے دن۔ میں نے ہجرت کی تو پیر کے دن اور دنیا سے وصال
کروں گا تو پیر کے دن۔

وضاحت:

علاوہ ازیں کتب حدیث میں بکثرت آیا ہے کہ نبی ﷺ پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ اسی لیے تو حدیث مسلم میں ہے کہ آپ سے پیر کے روزہ کے بارے میں سوال ہوا یعنی یہ کہ آپ اس دن روزہ کیوں رکھتے ہیں آپ نے فرمایا میں اس دن پیدا ہوا ہوں اور حدیث کنز العمال میں صاف آگیا کہ آپ نے اس دن نہ صرف یہ کہ خود روزہ رکھا بلکہ صحابہ کو بھی یہ روزہ ہمیشہ رکھنے کی ترغیب دی۔

یہ امر بھی قابل نوٹ ہے کہ پیر کے دن کے فضائل بیان کرتے ہوئے ہر جگہ نبی ﷺ نے سب سے مقدم اپنی ولادت کا تذکرہ کیا ہے اور نزول قرآن وغیرہ امور بعد میں ذکر کیے ہیں، گویا آپ کی ولادت باسعادت خود آپ کے نزدیک دنیا کے لیے اتنی بڑی نعمت ہے کہ نزول قرآن وغیرہ نعمتیں اس سے کم درجہ رکھتی ہیں۔

نتیجہ:

آقائے دو جہاں ﷺ کا دنیا میں ظہور پر نور تمام مخلوق کے لیے ایک بہت بڑی نعمت ہے اور نعمت کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ اس لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا اے مسلمانو! میری ولادت جیسی نعمت کا ہر پیر کو جو میرا یوم میلاد ہے روزہ رکھ کر شکریہ ادا کیا کرو۔ یعنی میری ولادت کی خوشی ہر پیر کے روز ہمیشہ کے لیے تا قیامت مناتے رہو۔ تم اس نعمت کا شکریہ تا قیامت بھی ادا کرو تو نہ کرسکو گے۔ لہٰذا اہل اسلام پیر کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ پاکستان میں بھی ایسے عاشق لوگ ہیں مگر کم جب کہ بلاد عرب میں پیر کا روزہ عام معمول ہے اور امت مسلمہ مذکورہ حکم رسول پر عمل پیرا ہے۔

روزہ ایک عبادت ہے اور غرباء و احباب میں کھانا تقسیم کرنا محفل صلوٰۃ و سلام منعقد کرنا اور سیرت طیبہ اور ذکر ولادتِ مبارکہ کا جلسہ کرنا بھی عبادات ہیں اور نبی علیہ السلام نے ہمیں یوم میلاد پر عبادت کا حکم دیا ہے، تو عبادتوں کی اگرچہ صورتیں مختلف ہیں مگر مقصد ایک ہے اور وہ ہے شکرانہ نعمت، خواہ روزہ کی شکل میں ہو یا کھانا کھلانے کی شکل میں یا کسی اور بہتر صورت میں، الغرض ان سب افعال حسنہ کا یوم میلاد پر بجا لانا عند الشرع محبوب ٹھہرا۔

مذکورہ حدیث کے تحت محققین علماء اسلام کے جوازِ جشنِ میلاد پر تلمیحی اور تصریحی ارشادات

(۱) حضرت ملا علی اور علامہ طیبی کا ارشاد

مرقات شرح مشکوٰۃ

فوقت یکون منشاء للنعم الدنیویة و الاخرویة حقیق بان یوجد فیه الطاعة الظاهرية و الباطنية فیجب شکرہٗ تعالیٰ علیہ و القیام بالصیام لدیہ لما اولی من تمام النعمة الیہ۔

و قال الطیبی اختیارا للاحتمال الثانی ای فیه وجود نبیکم و فیه انزل کتابکم و ثبوت نبوته فای یومٍ اولی بالصوم منه۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۴، ص ۳۱۱ طبع ملتان)

ترجمہ: تو ایسا وقت جو دنیوی اور اخروی نعمتوں کا مصدر ہو اس لائق ہے کہ اس میں ہر طرح کی ظاہری اور باطنی عبادتیں کی جائیں لہٰذا حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ پیر کے دن مجھ پر شکر ذاتِ خداوندی کے طور پر روزہ رکھنا ضروری ہے کیونکہ اس دن مجھ پر نعمت کی گئی۔

علامہ طیبی دوسرا معنیٰ اختیار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے مسلمانو! پیر کے روز تمہارا رسول تشریف لایا اور اسی دن تمہاری راہنما کتاب نازل ہوئی اور تمہارے رسول کو تاج رسالت پہنایا گیا تو اس دن سے زیادہ کون سا دن روزہ کا حق رکھتا ہے۔ ۱۲

صاحب مرقات اور علامہ طیبی کا یہ ارشاد علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے فتح الملہم شرح مسلم جلد ۳، ص ۱۸۵ ر پر اس حدیث کے تحت نقل کیا ہے اور اسی مفہوم کو شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات جلد ۲ ص ۱۰۸ ر اپنے الفاظ میں پیش کیا ہے بخوف طوالت ہم عبارت لکھنے سے گریز کر رہے ہیں۔

اس ارشاد کا خلاصہ

ملا علی قاری علامہ طیبی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شبیر احمد دیوبندی کے مذکورہ اقوال کا خلاصہ یہ ہوا کہ پیر کا دن اللہ کی طرف سے سب سے بڑی نعمت (یعنی میلاد النبی اور نزول قرآن کا دن ہے اس نعمت میں ہر طرح کی دینی دنیاوی نعمتیں داخل ہیں لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ اس میں ہر طرح کی ظاہری اور باطنی عبادت کریں تو ظاہری باطنی عبادتوں میں محفل ذکر مصطفیٰ علیہ السلام کا انعقاد بھی شامل ہے مسلمانوں میں کھانے تقسیم کرنا بھی ہے اور دیگر وہ افعال محمودہ بھی ہیں جو جشن میلاد

النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کیے جاتے ہیں۔

② امام ابو عبد اللہ المعروف بابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

امام ابن حاج نے میلاد شریف کے موضوع پر المدخل کے نام سے مستقل کتاب لکھی ہے جس میں جہاں میلاد النبی منانے کی عظمت بیان کی ہے وہاں اس مبارک عمل میں بعض جہلاء کی طرف سے کی جانے والی منکرات کا رد بھی کیا ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میلاد میں المدخل کے اقتباسات پیش کر کے جوازِ عید میلاد پر استدلال کیا ہے ہم بھی علامہ سیوطی کے حوالہ سے ایک اقتباس پیش کرتے رہیں جو زیر بحث حدیث کی تشریح سے تعلق رکھتا ہے۔

الحاوی للفتاویٰ

اشار علیه السلام الی فضیلة هٰذا الشهر العظیم بقوله للسائل الذی سئله عن صوم یوم الاثنین ذالك یوم ولدت فیه فتشریف هٰذا الیوم متضمن لتشریف هذا الشهر الذی ولد فیه فینبغی ان نحترمه حق الاحترام... فعلیٰ هذا فتعظیم هٰذا الشهر الشریف انما یکون بزیادة الاعمال الزاکیات فیه و الصدقات الی غیر ذالك من القربات فمن عجز عن ذالك فاقل احواله ان یجتنب ما یحرم علیه و یکره له تعظیماً لهٰذا الشهر الشریف و ان کان ذالك مطلوبا فی غیره الا انه فی هٰذا الشهر

اکثر تحریمًا کما یتأکد فی شھر رمضان و فی الاشھر الحرم۔ (الحاوی للفتاوی جلد اول ص ۱۹۴)

ترجمہ: نبی ﷺ نے اس باعظمت ماہ ربیع الاول کی فضیلت یوں بیان فرمائی کہ ایک سائل جو پیر کے روزہ کے متعلق پوچھ رہا تھا سے فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی تو پیروار کے معظم ہونے سے ربیع الاول کی عظمت بھی ثابت ہوگئی کیونکہ اس میں آپ پیدا ہوئے ہیں تو اس کا صحیح احترام کرنا چاہئے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس ماہ میں انسان کو پاکیزہ بنانے والے اعمال اور صدقات وغیرہ کرنے چاہئیں نہیں تو کم از کم حرام اور مکروہ کاموں سے بچا جائے۔ اگرچہ ان چیزوں کا خیال دوسرے مہینوں میں بھی کرنا چاہیے۔ مگر ماہِ رمضان کی طرح اس ماہ میں بھی حرام مزید حرام ہو جاتا ہے۔

اس ارشاد کا خلاصہ

معلوم ہوا ماہ ربیع الاول پورے کا پورا اس لائق ہے کہ اہل ایمان اس میں کثرت سے اعمال صالحہ اور صدقات و خیرات کریں۔ مال خرچ کریں۔ چنانچہ اہل سنت و جماعت کا اس پر عمل ہے جیسا کہ پاکستان میں اکثر جگہ یکم ربیع الاول سے لے کر بارہ ربیع الاول تک روانہ جلسۂ میلاد منعقد کرنے کا طریقہ جاری ہو چکا ہے۔ لوگ بڑھ چڑھ کر راہ خدا میں مال خرچ کرتے ہیں اور یہ سب کچھ اس لیے کیا جاتا ہے کہ پیر کے دن کی طرح اس ماہ کو نبی ﷺ کے میلاد سے تعلق ہے۔

③ وحید العصر فرید الوقت حضرت علامہ محمد بن علوی مالکی استاذ مسجد الحرام مکہ مکرمہ کا ارشاد

آپ کی ذات محتاجِ تعارف نہیں عرب و عجم میں آپ کا حلقہ اثر ہے سیرت النبی اور حقانیت اسلام پر آپ کی عربی تصانیف کا ہر طرف چرچہ ہے اور عرصہ سے بیت اللہ شریف میں معروفِ خدمتِ دین ہیں۔ آپ نے بھی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانے کے جواز پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اسی زیرِ بحث حدیث میں سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حول الاحتفال بالمولد النبوی

الثانی انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یعظم یوم مولدہٖ و یشکر اللہ تعالیٰ فیہ علی نعمتہ الکبریٰ علیہ و تفضلہٖ علیہ بالوجود لھٰذا الوجود ان سعد بہٖ کل موجود و کان یعبر عن ذلك التعظیم بالصیام کما جاء فی الحدیث عن ابی قتادۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن صوم یوم الاثنین؟ فقال فیہ ولدت و فیہ انزل علی رواہ الامام مسلم فی الصحیح فی کتاب الصوم و ھٰذا فی معنی الاحتفال بہ الا ان الصورۃ مختلفة و لکن المعنیٰ موجود سواء کان ذالك بصیام او اطعام طعامٍ او اجتماع علی ذکر او صلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ

وسلم او سماع شمائله الشريفة۔ (حول الاحتفال بالمولد النبوی ص ۷)

ترجمہ: دوسری بات یہ ہے کہ نبی ﷺ اپنے یوم میلاد کو عظمت والا دن قرار دیتے تھے اور اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرتے تھے کہ اس نے دنیا میں آنے کی نعمت عطا فرمائی کہ جس سے تمام موجودات کو سعادت حاصل ہوگئی اور یہ عظمت روزے کی شکل میں قائم فرماتے تھے جیسا کہ حدیث ابی قتادہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ نبی ﷺ سے پیر کے روزہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس میں پیدا ہوا ہوں اور اس میں مجھ پر قرآن اتارا گیا۔ صحیح مسلم کتاب الصوم۔ گویا آپ اس دن میلاد کی خوشی کر رہے ہیں اور خوشی کرنے کا مفہوم جیسے روزے میں موجود ہے کھانا کھلانے محفل ذکر و اور محفل درود و سلام قائم کرنے اور آپ کی صفات حمیدہ سننے میں بھی موجود ہے اگرچہ صورت مختلف ہے۔ مگر مقصد ایک ہے۔

مذکورہ حوالہ جات سے یہ امور ثابت ہوئے

۱۔ نبی ﷺ نے اپنی ولادت کی خوشی منانے کا حکم دیا اور اس کے لیے اپنے یوم میلاد کو مقرر فرمایا ہے۔ معلوم ہوا میلاد النبی ﷺ کی خوشی کرنا بھی صحیح ہے اور اس کے لیے دن مقرر کرنا خصوصاً میلاد النبی ﷺ والا دن مقرر کرنا بھی سنت رسول ہے جو اہل سنت کے حصہ میں آئی ہے۔

۲۔ بلکہ میلاد النبی کا سارا مہینہ ہی اس لائق ہے کہ اس میں مسلمان صدقات و

خیرات اور اعمال حسنہ کرتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ قرب خداوندی کے مستحق ٹھہریں۔

۳- یہ وہ امور ہیں جو علماء اسلام میں سے معتبر و مستند محدثین وفقہاء نے امت مسلمہ کے لیے مستحسن قرار دیے ہیں۔

حدیث سوم

انبیاء کی یاد میں سالانہ یومِ مسرت منانا سنت رسول کریم ﷺ ہے

یہ امر کسی سے مخفی نہیں کہ یہودی یوم عاشورا یعنی دس محرم کو بطور عید مناتے ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن قوم بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ کے ہاتھوں فرعون سے نجات عطا فرمائی۔ گویا اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور آپ کی قوم پر بہت بڑا انعام فرمایا۔ اس لیے یہ دن آپ کی طرف منسوب ہو گیا یہود اس دن آپ کی خوشی مناتے تھے اور مناتے ہیں اور اس خوشی کے ان۔ کے ہاں تین مظاہر ہوتے ہیں اپنی عورتوں اور بچوں کو اچھے کپڑے اور زیورات پہناتے ہیں دیکھئے مسلم شریف جلد اول ص ۳۵۹ اس دن کو "یوم عید" سے تعبیر کرتے ہیں۔ دیکھئے مسلم شریف حوالہ مذکورہ اور بخاری شریف جلد ا ص ۲۶۸۔ جب کہ ان میں سے بزرگ اور متقی لوگ اس دن روزہ رکھتے ہیں (عامہ کتب حدیث) روزہ شکرانہ نعمت کا روزہ ہوتا ہے اور یہ بھی اظہارِ مسرت کا ایک طریقہ سمجھا جاتا ہے۔

نبی ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے اور یہود کا یہ طرز عمل دیکھا تو اسے اچھا جانا اور مسلمانوں کو بھی عاشورا کے دن صوموہ انتم ایضاً للموافقة انہی تین امور کا حکم ارشاد فرمایا یعنی (۱) مسلمانوں کو اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (۲) حکم دیا

کہ اس دن گھر والوں اور بچوں کو خوش کریں، کھانے پینے کے لیے زیادہ خرچہ دیں تاکہ گھروں میں اچھے کھانے پکیں۔ دوستوں کی دعوت کی جائے اور خوشی عام ہو۔
(۳) اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ دن حضرت موسیٰ کی عید ہے جو میری امت کو زیادہ سے زیادہ منانی چاہیے۔ ذیل میں ہم اس کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں اور پھر اس بحث سے نتیجہ اخذ کر کے بات کو سمیٹتے ہیں۔

نبی علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خوشی اور یاد میں عاشورا کا روزہ رکھواتے تھے

بخاری شریف

عن ابن عباس قال قدم النبی صلی الله علیه وسلم المدینة فرأی الیهود تصوم یوم عاشوراء فقال ما هذا؟ قالوا هذا یوم صالح نجی الله بنی اسرائیل من عدوهم فصامه موسیٰ فقال فأنا احق بموسیٰ منکم فصامه و امر بصیامه عن ابی موسیٰ قال کان یوم عاشوراء تعده الیهود عیدًا قال النبی صلی الله علیه وسلم فصوموه و انتم۔

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں نبی ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہود کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے پایا، فرمایا یہ کیا ہے؟ کہنے لگے یہ ایک اچھا دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دی حضرت موسیٰ نے اس دن روزہ رکھا نبی علیہ السلام

نے فرمایا ہم موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی دیا۔

مسلم شریف

عن ابی موسیٰ قال کان یوم عاشوراء یومًا یعظمه الیهود تتخذہٗ عیدًا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم صوموہ انتم۔ (علی الحاشیة من السندی) قولهٗ یعظمه الیهود تتخذہٗ عیدًا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم صوموہ انتم ای قال للصحابة۔

(مسلم شریف جلد اول کتاب الصوم باب صوم عاشوراء ص ۳۵۹ طبع نور محمد)

ترجمہ: حضرت ابی موسیٰ سے روایت ہے کہ یہود عاشورا کی تعظیم کرتے اور اسے عید کی طرح مناتے تھے نبی ﷺ نے فرمایا تم بھی اس دن روزہ رکھو۔ حاشیہ سندی میں ہے قولہٗ: یہود عاشوراء کو عید مناتے تھے تو اس پر نبی ﷺ کے فرمان تم روزہ رکھو کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے صحابہ سے فرمایا تم بھی روزہ رکھ کر یہود کی موافقت کرو (عید مناؤ) بلکہ بیہقی شریف جلد ۴، ص ۲۸۶ میں مرفوع حدیث ہے کہ عاشورا کے روزہ سے پورے سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

عاشوراء میں نبی علیہ السلام شیرخوار بچوں کو اپنا لعاب دھن دیا کرتے تھے

بلوغ الامانی شرح مسندِ احمد بن حنبل

عن علیك عن امها قالت لأمة الله بنت رزینة یا

امة الله حدثتك امك انها سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یذکر صوم عاشوراء؟ قالت نعم و کان یعظمه حتی یدعو برضعائه و رضعاء ابنته فاطمة فیتفل فی افواههن و یقولُ للأمهات لا ترضعوهن الی اللیل و کان ریقه یجزئهم۔

(بلوغ الامانی شرح مسند احمد بن حنبل جلد ۱۰ ص ۱۹۰ طبع مصر)

ترجمہ: علیکہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ نے امت اللہ بنت رزینہ سے کہا اے امت اللہ! کیا تمہیں تمہاری ماں نے بتلایا ہے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کو عاشوراء کے دن روزہ رکھنے کے بارہ میں بیان کرتے ہوئے سنا تھا کہنے لگی ہاں اور نبی علیہ السلام اس عاشوراء کو معظم جانتے اور اپنے گھر کے شیرخوار بچوں اور اپنی بیٹی فاطمہ کے شیرخوار بچوں کو بلوا کر ان کے منہ میں اپنا لعاب ڈال دیتے اور ان کی ماؤں سے فرماتے رات تک انہیں دودھ نہ پلانا آپ کا لعاب انہیں رات تک کافی ہوتا تھا۔

یاد رہے یہ حدیث صاحب بلوغ الامانی علامہ عبدالرحمٰن النباء نے مسند ابو یعلیٰ، طبرانی صغیر اور طبرانی کبیر کے حوالہ سے نقل کی ہے۔

نبی علیہ السلام یوم عاشوراء کو اہل خانہ کے لیے وسیع خرچہ کرنے کا حکم دیا کرتے تھے

بلوغ الامانی

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله

علیه وسلم قال من اوسع علی عیاله فی یوم عاشوراء اوسع الله علیه سائر سنته (حق) واخراج ابن عبد البر عن جابر بن عبد الله رضی الله عنهما انه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من وسع علی نفسه واهله یوم عاشوراء وسع الله علیه سائر سنته قال جابرؓ فجربناهُ فوجدناه کذلك۔ (بلوغ الامانی شرح مسند امام احمد بن حنبل جلد ۱۰، ص ۱۹۰)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص نے عاشورا کے دن اپنے گھر والوں کو کھلا خرچہ دیا اللہ تعالیٰ اسے سارا سال رزق کی فراخی عطا فرمائے گا۔ (بیہقی شریف)

ابن عبد البر نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں میں نے سنا نبی ﷺ فرمارہے تھے جو شخص عاشوراء کے دن خود پر اور اپنے عیال پر زیادہ خرچہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سارا سال وسیع رزق عطا فرماتا ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے تجربہ کیا تو ایسے ہی ثابت ہوا۔

وضاحت:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ دیکھا کہ یہود عاشوراء کو روزہ رکھتے ہیں تو آپ نے مسلمانوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا اور جب یہ دیکھا کہ یہود اس دن یوں بھی اظہار مسرت کرتے ہیں کہ ان کی عورتیں اچھے زیوارات پہنتی ہیں اور بچے اچھے اچھے کپڑے پہنتے ہیں تو آپ نے حکم فرمایا کہ مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ اس دن گھر والوں کو

خرچہ زیادہ دیں تاکہ وہ بھی آج کے دن اچھے اچھے کھانے پکائیں اور یہ بھی حکم فرمایا کہ مسلمان اس دن اپنی ذات پر بھی زیادہ خرچ کریں (من وسع علی نفسہ) یعنی اچھا لباس پہنیں اور زیادہ خرچ کر کے اظہار مسرت کریں۔ گویا آپ چاہتے تھے کہ جس طرح یہود کے گھروں میں آج خوشی ہے مسلمانوں کے گھروں میں بھی ویسی ہی خوشی ہو کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی خوشی منانا مسلمانوں کا زیادہ حق ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا:

نحن احق و اولیٰ بموسیٰ منکم۔ (مسلم)

نتیجہ:

نبی ﷺ نے ہمیں یہ راستہ بتلا دیا ہے کہ مخصوص دن کے ساتھ سالانہ طور پر انبیاء کی یاد منانا اور اس دن کو یوم عید نبی کہنا اور اس دن اظہار مسرت وخوشی کرنا جائز ہے۔ جب دیگر انبیاء کے لیے یہ امر سنت رسول ہے تو خود سرور انبیاء ﷺ کی یاد کے لیے ایک دن مثلاً بارہ ربیع الاول جو یوم میلادِ رسول بھی ہے مخصوص کرنا اسے سالانہ طور پر منانا اسے یوم عید کہنا اور اس دن اظہار مسرت کرنا کیوں جائز نہیں۔

مذکورہ احادیث سے جواز عید میلاد پر مستند ترین عُلماءِ اسلام کا استدلال

(۱) سند المحدثین زبدۃ المحققین علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے کون صاحب علم واقف نہیں۔ آپ کی ثقاہت، جلالتِ علم، فن حدیث اور اسماء رجال میں آپ کا مقامِ امامت سب کے ہاں مسلم ہے۔ بلکہ بلاشک وشبہ آپ اسلام کی بہت بڑی شخصیت ہیں۔ آپ نے عید میلاد النبی ﷺ منانے کے جواز پر بڑی تفصیل سے کلام کیا ہے اس موضوع پر آپ کا رسالہ النعمۃ الکبریٰ بہت مشہور ہے اور علامہ جلال الدین سیوطی نے الحاوی للفتاوی

میں ،سیوطی کے ارشد تلامذہ صاحب سیرت شامی نے ،سیرت شامیہ میں علامہ یوسف نبہانی نے حجۃ اللہ علی العالمین میں اور دیگر علماء نے اپنی کتب میں عید میلاد النبی کے جواز پر، علامہ ابن حجر مکی کا درج ذیل ارشاد نقل کیا ہے، جس میں آپ زیر بحث حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الحاوی للفتاویٰ وغیرہ

و قد ظھر لی تخریجھا علی اصل ثابت و ھو ما ثبت فی الصحیحین من ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینۃ فوجد الیھود یصومون یوم عاشورآء فسألھم فقالوا ھو یوم اغرق اللہ فیہ فرعون و نجی موسٰی فنحن نصومہ شکرا للہ تعالٰی فیستفاد منہ فعل الشکر للہ علی ما من بہ فی یوم معین من اسداء نعمۃ او دفع نقمۃ و یعاد ذلک فی نظیر ذالک الیوم من کل سنۃ و الشکر للہ یحصل بانواع العبادۃ کالسجود و الصیام و الصدقۃ و التلاوۃ و ای نعمۃ اعظم من النعمۃ ببروز ھٰذا النبی نبی الرحمۃ فی ذٰلک الیوم. و علی ھٰذا فینبغی ان یتحری الیوم بعینہ حتٰی یطابق قصۃ موسٰی فی یوم عاشوراء.

(الحاوی للفتاویٰ جلد اول ص ۱۹۶) (تصحیح المسائل علامہ شاہ فضل الرسول بحوالہ سیرت شامیہ ص ۲۵۹) (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۳۷)

ترجمہ: مجھ پر ظاہر ہوا ہے کہ جشن میلاد کو شرع میں ثابت شدہ ایک اصول

پر جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ نبی ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہود کو عاشوراء کا روزہ رکھتے ہوئے پایا آپ نے اس کی وجہ پوچھی تو یہود نے کہا اس دن اللہ نے فرعون کو غرق کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا فرمائی تھی ہم اس نعمت کے شکرانہ میں روزہ رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا جب کوئی نعمت ملے یا مصیبت ٹلے تو اس کا شکرانہ ادا کرنے کے لیے دن مقرر کرنا جائز ہے۔ تاکہ ہر سال اس دن کے آنے پر شکرانہ ادا کیا جائے۔ اور اللہ کا شکر مختلف انواع عبادت سے ادا کیا جا سکتا ہے جیسے سجدہ، روزہ، صدقہ اور تلاوت قرآن وغیرہ ہے۔ اور بارہ ربیع الاول میں نبی رحمت علیہ السلام کی ولادت سے بڑھ کر کونسی نعمت ہو سکتی ہے، تو چاہیے کہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے عاشورہ کے تقرر کی طرح نبی علیہ السلام کی خوشی کے لیے ایک دن مقرر کیا جائے تاکہ عاشوراء کے ساتھ پوری مطابقت ہو جائے۔

۲ علامہ زماں محمد بن علوی مالکی حسینی استاذ مسجد الحرام کا ارشاد

الاحتفال بالمولد النبوی

الرابع ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان یلاحظ ارتباط الزمان بالحوارث الدینیة العظمی التی مضت وانقضت، فاذا جآء الزمان الذی وقعت فیه کان فرصة لذکرها وتعظیم یومها لاجلها ولانه ظرف لها وقد اصّل صلی اللہ علیه وسلم هذه القاعدة بنفسه کما صرح فی الحدیث بانه صلی اللہ

علیه وسلم لما وصل الی المدینة وارأی یصومون
یوم اشورآء فسال عن ذلك فقیل له انهم یصومون
لان الله نجی نبیهم واغرق عدوهم فهم یصومون
شکرا الله علیٰ هذه النعمة فقال صلی الله علیه
وسلم نحن اولیٰ بموسیٰ منکم فصامه وامر بصیامه۔

ترجمہ: چوتھی بات یہ ہے کہ نبی ﷺ ماضی میں گذشتہ بڑے دینی واقعات کو ان کی تاریخ وقوع کے مطابق ان کا تذکرہ کیا جانا پسند کرتے تھے۔ تاکہ اس تاریخ وقوع کے آنے پر مسلمانوں کو ان واقعات کی یاد تازہ کرنے اور ان کی تعظیم بجالانے کا موقع مل جائے، کیونکہ وہ تاریخ ان واقعات کا ظرف ہے۔

نبی ﷺ نے یہ قاعدہ اور ضابطہ بذات خود وضع فرمایا جیسا کہ حدیث میں صراحت ہے کہ نبی ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہود کو عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہوئے دیکھا پوچھنے پر بتلایا گیا کہ وہ اس لیے روزہ رکھ رہے ہیں کہ اس دن اللہ نے ان کے نبی موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی اور ان کے دشمن فرعون کو غرق کر دیا تو وہ اس نعمت کا شکریہ ادا کرنے کے لیے روزہ رکھتے ہیں، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا! ہم موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ تب آپ نے اس دن روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

حدیث چہارم

نبی علیہ السلام نے اعلان نبوت کے بعد جانور ذبح کر کے اپنا عقیقہ کیا یعنی اپنی ولادت کی خوشی منائی کہ مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر پیدا کیا گیا

بیہقی شریف

اخبرنا ابو الحسن بن الحسین بن داود العوی رحمہ اللہ انبانا حاجب بن احمد بن سفیان الطوسی ثنا محمد بن حماد الابیوردی ثنا عبدالرزاق انبانا عبداللہ بن محرر عن قتادۃ عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عق عن نفسہ بعد النبوۃ۔

(بیہقی شریف جلد ۳ صفحہ ۳۰۰ مطبوعہ حیدرآباد دکن (کتاب الضحایا)

ترجمہ: ہمیں ابوالحسن بن حسین بن داؤد علوی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی۔ وہ کہتے ہیں ہمیں صاحب بن احمد بن سفیان نے خبر دی۔ کہتے ہیں ہمیں محمد بن حماد بیوردی نے انہیں عبدالرزاق نے اور انہیں قتادہ رضی اللہ عنہ نے حصرت انس سے روایت بتلائی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت کے بعد اپنا عقیقہ دیا۔

زادالمعاد

وذکر ابن ایمن من حدیث انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عق عن نفسہ بعد ان

جاء ته النبوة۔ وهذا الحديث قال ابو داؤد فى مسائله

سمعت احمد حد ثهم بحديث الهيثم بن جميل عن

عبدالله المثنى عن ثمامة عن انس ان النبى صلى الله

عليه وسلم عق عن نفسه۔

(زاد المعاد فی ہدی خیر العباد علامہ ابن قیم جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۱۳۷ بر حاشیہ زرقانی مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: ابن ایمن نے حدیث انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نبوت آنے کے بعد اپنا عقیقہ دیا، یہ حدیث یوں بھی ہے کہ ابو داؤد اپنے مسائل میں کہتے ہیں کہ میں نے احمد سے سنا وہ ہیثم بن جمیل سے عبداللہ مثنیٰ اور ثمامہ کی روایت کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا عقیقہ خود دیا۔

علاوہ ازیں شرح سفر السعادت صفحہ نمبر ۳۸۰ طبع سکھر میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اور صاحب متن سفر السعادت علامہ محمد بن یعقوب نے بھی بروایت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد از نبوت اپنے عقیقہ کے کرنے کا ذکر کیا ہے۔

حالانکہ ولادت رسول کے سات دن بعد حضرت عبدالمطلب نے آپ کا عقیقہ کر دیا تھا

سیرت حلبیہ

عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال لما وُلد

رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عقّ عنه اى

يوم سابع ولادته جده بكبش وسماه محمدا فقيل له

يا ابا الحارث ما حملك على ان تسميه محمدا ولم تسمه باسم آباءه وفی لفظ وليس من اسماء ابائك ولاقومك. قال اردت ان يحمده الله فی السماء ويحمده الناس فی الارض.

(انسان العیون فی سیرت الامین المامون المعروف سیرت حلبیہ مصنفہ علامہ علی بن برھان الدین حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ جلد اول صفحہ نمبر ۱۲۸ بیروت)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کے دادا نے ساتویں دن بعد ایک دنبہ ذبح کر کے آپ ﷺ کا عقیقہ کیا۔ اور آپ کا نام محمد (ﷺ) رکھا۔ لوگوں نے کہا: اے ابوالحارث کیا بات ہے تم نے اس کا نام محمد رکھا ہے اور اپنے باپ دادا کے نام پر نام نہیں رکھا؟ ایک روایت میں یوں ہے کہ یہ نام تمہارے باپ دادا کا ہے نہ تمہاری قوم میں سے کسی کا؟ آپ کے دادا نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آسمان میں اس کی خدا تعریف کرے اور زمین میں لوگ کریں۔ (کیونکہ محمد کا معنیٰ ہے تعریف کیا جانے والا)

یاد رہے جناب عبدالمطلب کا نبی علیہ السلام کا عقیقہ کرنا محدث ابن عساکر نے بھی انہی حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ دیکھئے الدرالمنتظم فی المولد النبی الاعظم صفحہ نمبر ۴۹ مصنفہ شیخ الدلائل حضرت شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی۔

خصائص کبریٰ

اخرج البيهقی وابن عساكر عن ابی الحكم التنوخی

قال کان المولود اذا ولد فی قریش دفعوہ الی نسوۃ من قریش... فلما ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دفعہ عبدالمطلب الی نسوۃ فلما کان الیوم السابع ذبح عنہ ودعالہ قریشا فلما اکلوا قالوا یا عبدالمطلب ماسمیتہ قال سمیتہ محمدا اردت ان یحمدہ اللہ فی السمآء وخلقہ فی الارض۔

(خصائص کبریٰ جلداول صفحہ نمبر ۵۰)

ترجمہ: بیہقی اور ابن عساکر نے ابوحکم توفی سے روایت کی ہے کہ جب قریش میں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اسے بعض قریشی عورتوں کے سپرد کردیا جاتا، جب نبی ﷺ پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب نے آپ ﷺ کو بعض عورتوں کے سپرد کیا پھر جب ساتواں دن ہوا تو آپ کا عقیقہ کیا اور قریش کی دعوت کی، دعوت کے بعد قریش نے پوچھا بچے کا نام کیا ہے کہا محمد۔ میں چاہتا ہوں کہ خدا آسمان میں اس کی تعریف کرے اور لوگ زمین میں۔

نتیجہ: عقیقہ دوبار نہیں کیا جاتا اور نہ شرح میں اس کا جواز ہے۔ جب حضرت عبدالمطلب نے ایک بار آپ ﷺ کا عقیقہ کردیا تھا تو حضور ﷺ کا دوسری بار اعلان نبوت کے بعد عقیقہ کرنا چہ معنی وارد! لہذا اس کا یہ معنی کیا جائے گا کہ یہ دراصل عقیقہ نہیں تھا بلکہ آپ کی طرف سے اس بات پر اظہار مسرت تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت العلمین شفیع المذنبین، امام الانبیاء، حبیب کبریا اور سرور دو عالم بنا کر پیدا فرمایا۔ اس خوشی میں آپنے جانور ذبح کر کے اصحاب کو کھانا کھلایا جسے مجازاً عقیقہ کہ دیا گیا۔ معلوم ہوا حضور

ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں جانور ذبح کرنا مسلمانوں کو کھانا کھلانا اور مال خرچ کر کے اظہار فرحت وسرور کرنا خود نبی ﷺ کی سنت ہے اور ربیع الاول شریف کے مہینہ میں بالخصوص اور سارے سال میں بالعموم اہل سلام جو میلاد النبی ﷺ کی خوشی مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں۔اس کا اصل حدیث پاک میں موجود ہے۔

فالحمد الله علیٰ ذالك۔

مذکورہ حدیث سے جشن میلاد کے جواز پر علامہ سیوطی کا استدلال

الحاوی الفتاویٰ

(قلت) وقد ظهر لی تخریجه علی اصل آخر وهو ما اخرجه البیهقی عن انس ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم عق عن نفسه بعد النبوة مع انه قد ورد ان جده عبدالمطلب عق عنه فی سابع ولا دته والعقیقة لا تعاد مرة ثانیة فیحمل علی ان الذی فعله النبی صلی الله علیه وآله وسلم اظهار الشکر علی ایجاد الله ایاه رحمته للعلمین وتشریع لامته کما کان یصلی علی نفسه لذالك فیستحب لنا ایضا اظهارشکر بمولده بالاجتماع واطعام الطعام ونحوذالك من القربات واظهار المسرات۔

(الحاوی للفتاوی (رسالہ حسن المقصد) جلد اول صفحہ نمبر ۱۹۶) (حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ نمبر ۲۳۷)

ترجمہ: میں (سیوطی) کہتا ہوں جشن میلاد کا جواز ایک اور اصل پر بھی ثابت

ہونا مجھ پر ظاہر ہوا ہے۔ چنانچہ بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا۔ جب کہ یہ بھی وارد ہے کہ آپ کے دادا عبدالمطلب نے ولادت کے ساتویں دن بعد آپ کا عقیقہ کر دیا تھا اور عقیقہ دوسری مرتبہ دھرایا نہیں جا سکتا۔ تو اس کے سوا کیا معنیٰ کیا جائے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ کیا وہ اس بات پر اظہار شکر تھا کہ امت کے لیے اسے سنت بنانا مقصود تھا، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنے اوپر درود پڑھتے تھے اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پر اجتماع کریں کھانا کھلائیں اور ایسی ہی دیگر کارہائے خیر سے خوشیوں کے پھریرے لہرائے جائیں۔

وضاحت:

علامہ سیوطی کے بیان کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عظمتیں اور رفعتیں خود بیان فرمائیں۔ مثلاً یہ کہ فرمایا: میں خلق آدم علیہ السلام سے قبل نبی تھا میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں، میں حبیب اللہ ہوں۔ روز قیامت حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں شفاعت کا دروازہ کھولوں گا ساری مخلوق در در پھر کے میرے در پر آئے گی اور میں شفاعت کروں گا وغیرہ ذالك۔ یہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اس لیے اپنی عظمتیں بیان کیں تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو یہ سنت مل جائے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و کمالات زیادہ سے زیادہ بیان کریں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ولادت مبارکہ کے احوال بیان کر رہے ہیں، تا کہ امت کو یہ تعلیم مل جائے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد بڑھ چڑھ کر بیان کریں۔ بالکل اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ولادت کی خوشی کرتے ہوئے جانور کی قربانی کی اور کھانا کھلایا تا کہ

امت کو یہ طریقہ دکھلا دیا جائے جیسا کہ علامہ سیوطی کا بیان آپ پڑھ چکے ہیں۔

اعتراض: بیہقی شریف کی جس حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے اعلان نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا یہ حدیث ضعیف ہے، اس کی سند میں ایک راوی عبداللہ بن محرر ہے جسے تمام ائمہ نے ضعیف کہا ہے۔ تو یہ حدیث قابل حجت نہ رہی۔

جواب: یہاں چند امور قابل غور ہیں:

ا۔ ہم شرح صدر سے مانتے ہیں کہ عبداللہ بن محرر ضعیف ہے اور وہ بیہقی شریف کی مذکورہ حدیث کی سند میں موجود ہے۔ مگر کیا نبی علیہ السلام کا یہ فعل مبارک صرف روایت عبداللہ بن محرر میں ہی آیا ہے، اور کسی میں نہیں آیا؟ جواب نفی میں ہے کیونکہ زاد المعاد کے حوالہ سے ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ جس میں یہ عبداللہ موجود نہیں کیونکہ وہ سند یہ ہے۔

قال ابو داؤد بن الجمیل عن عبد الله المثنیٰ عن ثمامة عن انس رضی الله عنه۔

اس لیے یہ ماننا پڑے گا کہ یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ کسی حدیث کی ایک سند کے ضعیف ہونے سے اس حدیث کا مطلقاً ضعیف ہونا لازم نہیں آتا ممکن ہے وہ حدیث دوسری سندوں سے ہر طرح صحیح ہو۔ محض ایک سند کے ضعیف ہونے کو بنیاد بنا کر مطلق حدیث کو ضعیف کہ دینا بہت بڑی دھوکہ دہی اور زیادتی نہیں تو اور کیا ہے؟ بلکہ اصول حدیث پڑھنے والے طلباء بھی یہ جانتے ہیں کہ اگر ایک حدیث کے مختلف طرق ہوں۔ بعض ضعیف اور بعض صحیح تو صحیح سند کی تائید سے ضعیف سند بھی قوت پکڑ جاتی اور صحیح قرار پاتی ہے۔

۲- یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ مستند فقہاء و مجتہدین کا کسی حدیث سے استدلال کرنا بھی اسے قوی بنا دیتا ہے۔ علامہ سیوطی جو مأۃ تاسعہ کے مجددین اور ان کی جلالت علم کے آگے بڑے بڑوں کے سر خم ہیں۔ آپ نے اس حدیث کو صحیح سمجھ کر ہی اس سے استدلال کیا ہے۔

ایک اور شبہ

ممکن ہے نبی علیہ السلام کا اعلان نبوت کے بعد عقیقہ کرنا اس لیے ہو کہ آپ کو معلوم نہ ہوا تھا کہ بچپن میں میرا عقیقہ کیا گیا تھا یا نہیں۔ تو آپ ﷺ نے احتیاطاً اپنا عقیقہ کر دیا۔ لہٰذا اس سے ولادت کی خوشی کرنے کا مفہوم اور استدلال قائم نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں یہ شبہ بالکل بے بنیاد ہے۔ پیچھے آپ عبدالمطلب کا آپ ﷺ کی ولادت کے ساتویں روز عقیقہ کرنا پڑھ چکے ہیں، تو یہ بڑی عجیب بات ہے کہ جس بات کو عبداللہ بن عباس جانتے تھے وہ نبی علیہ السلام کو اپنے بارے میں معلوم نہ ہو سکی۔ اور کئی صدیوں بعد آنے والے محدثین و مورخین تو اس بات کو جان گئے مگر نبی علیہ السلام کو اس کا علم نہ ہو سکا۔

فصل سوم

نبی ﷺ محفلوں میں اپنا میلاد خود سنایا کرتے تھے

اس بات سے ہر کوئی واقف ہے کہ محفل میلاد شریف میں نبی علیہ السلام کی عظمت کا تذکرہ ہوتا ہے، یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے رب کے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور دوسرا سارا جہان آپ ﷺ کے نور سے پیدا کیا گیا ہے۔ تخلیق کائنات سے

قبل کئی لاکھ سال تک آپ ﷺ ایک نور کی شکل میں رہے اور اللہ کی حمد و ثنا اور عبادت کرتے رہے۔ تخلیق کائنات کے بعد سب سے قبل آپ ﷺ کا نور پیشانی آدم علیہ السلام میں ظاہر ہوا۔ پھر یہ نور نسل در نسل ایمان والے لوگوں کی اصلاب وارحام سے منتقل ہوتا ہوا جبین عبد المطلب میں آ ظاہر ہوا۔ پھر یہ نور رسالت آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ کے پاس آیا۔ پھر یہ امانت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو منتقل کر دی گئی۔

ایام حمل میں کیا کیا نشانیاں اور خوارق عادت امور ظاہر ہوئے۔ آپ ﷺ کی ولادت کے وقت دنیا پر نور رحمت کی کیا کیا بارش کی گئی۔ آپ ﷺ کی دائی سیدہ حلیمہ کو آپ ﷺ کی برکت سے کون کون سی رحمت ملی۔ دور بچپن میں لوگوں نے آپ ﷺ کی کیا عظمتیں دیکھیں وغیرہ ذالك۔ یہ تمام باتیں محفل میلاد کا موضوع خاص ہوتی ہیں۔ یعنی آپ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری سے متعلق تمام احوال سے عوام الناس کو علماء کرام آگاہ کرتے ہیں۔

اگر احادیث رسول علیہ السلام کا ذخیرہ زیر نظر لایا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ تمام باتیں نبی علیہ السلام اپنے صحابہ کی مجلسوں میں یعنی اپنے حلقہ ہائے درس میں خود بیان فرمایا کرتے تھے۔ پھر صحابہ کرام نے آپ کی اس سنت کو قائم رکھا اور ذکر میلاد رسول ﷺ کی مجلسیں جمتی رہیں۔ بعد ازاں کچھ محدثین نے آپ ﷺ کی ولادت سے متعلقہ احادیث کو ایک جگہ مستقل کتابوں اور رسالوں کی شکل میں لکھنا شروع کر دیا۔ جس کا نام وہ کتاب مولد النبی ﷺ رکھتے تھے۔ ایسی کتابوں اور رسالوں کو لوگوں نے بڑے شوق سے محفلوں میں پڑھنا شروع کر دیا اور میلاد خوانی کا سلسلہ چل نکلا۔ پھر تقریباً چھٹی صدی ہجری میں مسلمانوں نے ایک نئی بات یہ اپنائی کہ ایسی کتابوں کو محفلوں میں پڑھنے کے لیے ایک خاص دن مقرر کر لیا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس مبارک عمل

میں شریک ہوں۔ وہ دن تھا ۱۲ ربیع الاول کا کیونکہ اس دن آپ ﷺ کی ولادت مبارک ہوئی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ مسلمانوں نے اس کے علاوہ کسی اور دن میں ذکر ولادت رسول قطعی چھوڑ دیا۔ نہیں یہ سلسلہ سارا سال جاری رہتا ہے، مگر ۱۲ ربیع الاول کو اس کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ ہے محفل میلاد کی مختصر تعریف وتاریخ

اب ہم وہ احادیث پیش کرتے ہیں جن میں نبی علیہ السلام نے محفلوں میں اپنے خلق نور سے دور بچپن تک کے احوال بیان کیے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ ایسے ذکر کے لیے محفل قائم کرنا خود صاحب میلاد کی سنت ہے۔

دلیل اول

زبان رسالت سے خلق نور محمدی کا ذکر

سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا

مسند عبد الرزاق

عن جابر بن عبد الله قال قلت یارسول الله بابی انت و امی اخبرنی من اول شئی خلقه الله تعالیٰ، قال ان الله تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نوره فجعل ذالك النور یدور بالقدرة حیث شآء الله ولم یکن فی ذالك الوقت لوح ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملك ولاسمآء ولا ارض ولاشمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی، فلما اراد الله ان یخلق الخلق قسم

ذالك النور اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم ومن الثانى الوح و من الثالث العرش ثم قسم الجزء الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول حملة العرش ومن الثانى الكرسى ومن الثالث الملائكة ثم قسم الرابع اربعة اجزآء فخلق من الاول السموات ومن الثانى الارضين ومن الثالت الجنة والنار ثم قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول نور ابصار المومنين ومن الثانى نور قلوبهم وهى المعرفة بالله ومن الثالث نور انسهم وهى التوحيد لااله الاالله محمد رسول الله۔ (الحديث)

(مسند عبدالرزاق) (المواہب اللدنیہ بحوالہ مسند جلد اول صفحہ نمبر ۴۶ طبع بیروت) (نشر الطیب مولانا اشرف علی تھانوی صفحہ نمبر ۵)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ﷺ پر میرے والدین قربان مجھے بتلائیے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کون سی چیز پیدا فرمائی ؟ آپ نے فرمایا! اے جابر، بے شک اللہ تعالیٰ سب چیزوں سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کا نور پیدا کیا، تو یہ نور اللہ کی قدرت سے جہاں خدا نے چاہا پھرتا رہا۔ اس وقت لوح تھا نہ قلم اور نہ جنت تھی، نہ دوزخ، نہ فرشتہ آسمان تھا، نہ زمین تھی نہ شمس تھا، نہ قمر اور جن تھا، نہ انسان۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرنا چاہی تو اس نور کے چار حصے کیے۔ پہلے سے

لوح دوسرے سے قلم تیسرے سے عرش بنایا، اور چوتھے کے چار حصے کردیے۔ پہلے سے حاملین عرش دوسرے سے کرسی تیسرے سے فرشتے بنائے اور چوتھے کو پھر چار حصوں میں بانٹ دیا۔ پہلے سے تمام آسمان دوسرے سے سب زمین، تیسرے سے جنت و دوزخ بنائے اور چوتھے کے پھر چار حصے کردیے۔ پہلے سے مومنوں کا نور نگاہ، دوسرے سے نور قلب یعنی معرفت خداوندی، اور تیسرے سے ان کا نور محبت پیدا کیا اور وہ کلمہ توحید ہے یعنی:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میں خلق آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار سال پہلے اللہ کے نزدیک نور تھا

المواہب اللدنیہ و فی اعلام ابن القطان فی ما ذکرہ

ابن مرزوق عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کنت نورا بین یدی ربی قبل خلق آدم باربعة عشر الف عام۔

(المواہب اللدنیہ مع الزرقانی جلد اول صفحہ نمبر ۴۹ طبع بیروت)

ترجمہ: ابن القطان کی کتاب احکام میں ابن مرزوق کی ذکر کردہ روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت زین العابدین۔ امام حسین سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں پیدائش آدم سے چودہ ہزار سال قبل اللہ کے ہاں نور تھا۔

جبریل علیہ السلام کی عمر اور نور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جواھر البحار

وروی فی التشریفات عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنه ان النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم سئل جبرئیل علیه السلام کم عمرت من السنین قال واللہ لا ادری غیر ان کوکبا من الحجاب الرابع یظھر فی کل سبعین الف سنة مرۃ ورایته اثنین وسبعین الف مرۃ فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم یا جبریل وعزۃ ربی انا ذالک الکوکب۔

(جواہر البحار جلد دوم صفحہ نمبر ۲۰۸ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: تشریفات میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا تمہاری کتنے سال عمر ہے؟ وہ کہنے لگے بخدا مجھے اس کے سوا کچھ معلوم نہیں کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ستر ہزار سال بعد طلوع ہوتا تھا اور میں نے اسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میں خلق آدم سے قبل اللہ کے ہاں خاتم النبین تھا

مستدرک وغیرہ

وعن العرباض بن ساریة عن النبی صلی اللہ علیه

وسلم قال انی عندالله لخاتم النبین وان آدم
لمنجدل فی طینتة

(مسند امام احمد بن جبل) (مستدرک للحاکم) (دلائل النبوۃ (محدث ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ) جلد اول صفحہ نمبر ۵۴ طبع حلب (جدید) (المواہب اللدینہ مع الزرقانی جلد اول صفحہ نمبر ۳۱)

ترجمہ: عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین تھا اور آدم علیہ السلام ابھی اپنی مٹی میں تھے۔

یاد رہے اسی معنیٰ کی چند احادیث محدث ابن سعد نے بھی طبقات جلد اول ص ۱۴۸ پر روایت کی ہیں۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میں خلقت میں سب نبیوں سے اول ہوں اور بعثت میں سب سے بعد

دلائل النبوۃ

حدثناہ ابو محمد عبدالله بن ابراهیم بن ایوب ثنا جعفربن احمد بن عاصم قال ثنا هشام بن عمار قال ثنا بقیة قال ثنا سعید بن بشیر ثنا قتادة عن الحسن عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی قوله تعالیٰ واذا اخذ نا من النبین میثاقهم قال کنت اول النبین فی الخلق وآخرهم فی البعث.

(دلائل النبوۃ (ابو نعیم) جلد اول صفحہ نمبر ۴۵)

ترجمہ: ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبداللہ بن ابراہیم نے انہیں جعفر بن احمد بن عاصم نے انہیں ہشام بن عمار نے انہیں بقیہ نے انہیں سعید بن بشیر نے انہیں قتادہ نے اور انہیں حسن (بصری) نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے

واذا خذنا من النبین الخ

کے بارے میں فرمایا! میں سب نبیوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے آخر میں بھیجا گیا ہوں۔

ابن سعد وجامع صغیر

اخبرنا عبدالوهاب بن عطاء عن سعيد بن ابي عروبة عن قتادة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كنت اول الناس فى الخلق وآخر هم فى البعث.

(الطبقات الکبریٰ ابن سعد جلد نمبر ۱۴۹ ار بیروت (جدید) (جامع صغیر جلد دوم (حرف کاف) صفحہ نمبر ۳۰۲ بیروت جدید)

ترجمہ: قتادہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا میں پیدائش میں سب نبیوں سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب سے بعد۔

یاد رہے امام سیوطی نے یہ حدیث نقل کر کے لکھا ہے۔ (حدیث صحیح)

آدم علیہ السلام کے انگوٹھوں میں نور نبی ﷺ کی تابانی

روح البیان

وفى قصص النبياء وغير ها ان آدم عليه السلام اشتاق الى لقاء محمد صلى الله عليه وسلم حين كان

فی الجنة فاوحی الله تعالیٰ الیه فجعل الله النور المحمدی فی اصبعه المسبحة من یده الیمنی فسبح ذالك النور فلذالك سمیت تلك الاصبح مسبّحة کما فی الروض الفائق او اظهر الله تعالیٰ جمال حبیبه فی صفاء ظفری ابهامه مثل المرأة فقبل آدم ظفری ابهامیه ومسح علی عینیه فصار اصلا لذریته فلما اخبر جبریل النبی صلی الله علیه وسلم بهذاه القصة قال علیه السلام من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابهامیه ومسح علی عینیه لم یعم ابدا۔

(روح البیان جلد ہفتم صفحہ نمبر ۲۶۹ سورۃ احزاب زیر آیت ان اللہ وملائکتہ (لخ)

ترجمہ: قصص الانبیاء وغیرہ میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی خواہش کی اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی اور ان کے دائیں ہاتھ کی شہادت والی انگلی میں نور محمدی ظاہر کیا۔ اس نور نے تسبیح پڑھی اس لیے اس انگلی کو مُسَبِّحہ کہا جاتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کا جمال حضرت آدم کے انگوٹھوں کے ناخن میں شیشے کی طرح ظاہر کیا آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں پر مل لیے اور یہ عمل آپ کی اولاد کے لیے اصل بن گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اذان میں میرا نام سنا اور انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں پر لگا لیے وہ کبھی اندھا نہیں ہوگا۔

اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے دست آدم علیہ السلام میں اپنی تابانی نور کا اپنی زبان اقدس سے تذکرہ فرمایا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور اپنے امت کو واقعہ بتلایا جو ہم تک پہنچا۔ یہ حدیث اگرچہ درجہ ضعف میں شمار کی جاتی ہے۔ لہٰذا تاہم صاحب روح البیان علامہ اسماعیل حقی اور اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں۔

''یعنی میں فقیر (علامہ اسماعیل حقی) کہتا ہوں کہ علماء سے یہ صحیح فیصلہ موجود ہے کہ باب اعمال میں ضعیف حدیث سے استدلال کرنا درست ہے اس لیے حدیث کے ضعیف ہونے سے اس پر عمل چھوڑ دینا لازم نہیں آتا۔

میرے وسیلہ سے حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی میں نہ ہوتا تو آدم علیہ السلام بھی نہ ہوتے (الحدیث)

خصائص کبریٰ بحوالہ حاکم و بیہقی و طبرانی

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ لما اقترف آدم الخطیئۃ قال یارب بحق محمد لما غفرت لی قال و کیف عرفت محمدا قال لانک لما خلقتنی و نفخت فیّ من روحک رفعت راسی فرایت علی قوائم العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انک لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک قال صدقت یا آدم ولو لا محمد ما خلقتک۔

(الخصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۶، علامہ سیوطی)

ترجمہ: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب آدم علیہ السلام نے غلطی کا اعتراف کیا تو کہا: اے ہمارے رب! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں میری خطا معاف کر دے۔ اللہ نے فرمایا: آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسے جانا۔ عرض کیا: اے اللہ! جب تو نے مجھے پیدا کیا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے عرش کے پائیوں پر لکھا دیکھا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام رکھا ہے جو تجھے سب سے محبوب ہے۔ اللہ نے فرمایا: ہاں اے آدم تم نے سچ کہا۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو آپ کو پیدا نہ کیا جاتا۔

میرے نام کی اذان دی گئی تو آدم علیہ السلام کی وحشت دور ہوئی (الحدیث)

خصائص کبریٰ

عن ابی هريرة قال قال رسول الله نزل آدم بالهند واستوحش فنزل جبريل عليه السلام فنادىٰ بالاذان الله اكبر، الله اكبر، اشهد ان لا اله الا الله مرتين، اشهد ان محمد رسول الله مرتين۔ قال آدم من محمد؟ قال آخر ولدك من الانبياء۔

(الخصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۶)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، حضرت آدم ہند میں اتارے گئے اور وہاں (تنہائی کی وجہ سے) وحشت محسوس کی تو جبریل امین اترے اور آذان دی: اللہ اکبر اللہ

اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ (دو مرتبہ) اشھد ان محمداً رسولُ اللہ (دو مرتبہ) حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: محمد کون ہے؟ حضرت جبریل نے جواب دیا: آپ کی اولاد میں سے آخری نبی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو میری عظمت، میرے حسب ونسب اور میری امت کے مقام سے آگاہ کیا (الحدیث)

خصائص کبریٰ بحوالہ طبرانی

عن ابی امامۃ الباھلی قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لما بلغ ولد معد بن عدنان اربعین رجلا وقعوا فی عسکر موسٰی فانتھبوہ۔ فدعا علیھم موسٰی فاوحی اللہ الیہ لا تدع علیھم فان منھم النبی الامی النذیر البشیر و منھم الامۃ المرحومۃ امۃ محمد الذین یرضون من اللہ بالیسیر من الرزق۔۔۔ نبیھم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب المتواضع فی ھیئتہ المجتمع لہ اللب فی سکوتہ ینطق بالحکمۃ و یستعمل الحلم اخرجتہ من خیر جیل من امۃ قریش اخرجتہ صفوۃ من قریش فھو خیر من خیر الی خیر و امتہ الی خیر بصیرون۔ (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۹ تا ۱۰)

ترجمہ: ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا: جب معد بن عدنان کی اولاد چالیس مرد ہوگئی تو انہوں نے لشکر

حضرت موسیٰ پر حملہ کر دیا اور مال لوٹ لیا۔ آپ نے ان کے حق میں بد دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی ارشاد فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں پر بد دعا نہ کرو ان کی اولاد میں سے نبی امی نذیر و بشیر ظاہر ہوگا اور انہی لوگوں میں سے امتِ مرحومہ امتِ محمدیہ پیدا ہوگی جو اللہ سے تھوڑا سا رزق لے کر راضی ہو جائیں گے ان کا نبی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوگا جس کی رفتار پر وقار ہوگی وہ چپ رہے گا تو چہرے پر دانائی برسے گی اور بولے گا تو منہ سے حکمت کے موتی برسیں گے۔ میں اسے قریش کے بہتر قبیلہ سے فصیح اللسان بنا کر پیدا کروں گا۔ وہ ایک بہتری سے دوسری بہتری حاصل کرتا ہوا خوب سے خوب تر ہوتا جائے گا اور اس کی امت بھی خیر کی طرف بڑھتی جائے گی۔

میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت (الحدیث)

مسند احمد بن حنبل

عن العرباض بن سارية قال قال رسول الله انا دعوة ابي ابراهيم وبشارة عيسى عليهما السلام۔

(مسند احمد بن حنبل، خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۹)

ترجمہ: عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کی محافل و مجالس میں اپنے نور کی تخلیق بیان فرماتے تھے، آپ نے صحابہ کرام کو بتایا کہ اللہ نے میرا نور آدم علیہ السلام کے انگوٹھوں میں ظاہر فرمایا تو انہوں نے انگوٹھے چوم لیے، پھر ابراہیم علیہ السلام

نے میری آمد کے لیے دعاء فرمائی، اور عیسیٰ علیہ السلام نے میری آمد کی بشارت سنائی، اور انہی چیزوں کو محفل میں بیان کرنے کا نام محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

دلیل دوم: نبی علیہ السلام نے حضرت آدم وحوا علیہما السلام تک اپنے تمام آباء واجداد کی طہارت وعظمت کا بیان فرمایا ہے

کسی کی ولادت یا میلاد کے ذکر میں یہ بیان بھی ضروری ہوتا ہے کہ اس کا حسب ونسب کیسا ہے۔ نبی علیہ السلام نے اپنے میلاد کے اس حصہ کو بھی اپنے صحابہ کی محفل میں بارہا بیان فرمایا ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میری پیدائش تمام نسل آدم کے زمانوں میں سے بہتر زمانہ میں ہوئی

بخاری شریف

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال رسول الله ﷺ بعثت من خير قرون بنی ادم قرنا فقرنا حتی كنت من القرون الذی كنت منه.

(۱۔بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰۳ کتاب المناقب، ۲۔طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۲۵ طبع بیروت. ۳۔دلائل النبوۃ بیہقی جلد اول صفحہ ۱۷۵)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زمانہ بہتر سے بہتر ہوتا رہا۔ تا آنکہ مجھے سب سے بہتر زمانہ میں پیدا کیا گیا۔

فرمانِ رسول ﷺ

مجھے اللہ تعالیٰ نے سب سے بہتر قبیلہ وخاندان میں پیدا کیا

مسلم شریف

واثلة بن الاسقع يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول ان الله عزوجل اصطفٰى كنانة من ولد اسماعيل عليه الصلوٰة والسلام واصطفٰى قريشا من كنانة واصطفٰى من قريش بنى هاشم۔

(۱۔مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۲۴۵ کتاب الفضائل، ۲۔دلائل النبوۃ (بیہقیؒ) جلد اول صفحہ ۱۶۵ باب ذکر شرف اصل رسول اللہ ﷺ، ۳۔الطبقات الکبریٰ (ابن سعدؓ) جلد اول صفحہ ۲۵ طبع بیروت)

ترجمہ: واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا اللہ تعالیٰ نے اولادِ اسماعیل علیہ السلام میں سے کنانہ کو چنا پھر کنانہ میں سے قریش اور قریش میں سے بنوہاشم کو چنا اور پھر مجھے بنوہاشم سے چن لیا۔

یہ حدیث ابن سعدؓ نے محمد بن علی (غالباً امام باقر رضی اللہ عنہ) اور عبداللہ بن عبیداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اور ترمذی شریف جلد ۲، صفحہ ۲۰۱، ابواب المناقب میں بھی یہ حدیث موجود ہے اور امام ترمذی نے کہا: هٰذا حديث حسن صحيح۔

ترمذی شریف

عن العباس بن عبد المطلب قال قلت يا رسول الله ان قريشا جلسوا فتذا كروا احسابهم بينهم فجعلوا

مثلك مثل نخلة في كبوة من الارض فقال النبی ﷺ ان الله خلق الخلق فجعلنی من خير فرقهم و خير الفريقين ثم خير القبائل فجعلنی من خير القبيلة ثم خير البيوت فجعلنی من خير بيوتهم فانا خيرهم نفسا و خيرهم بيتا۔

(۱۔ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۲۰۱، ابواب المناقب، ۲۔ دلائل النبوۃ بیہقی جلد اول صفحہ ۱۶۸ باب ذکر شرف اصل رسول اللہ ﷺ، ۳۔ دلائل النبوۃ (محدث ابونعیم) جلد اول صفحہ ۶۶ صلب الفصل الثانی)

ترجمہ: حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ قریش نے بیٹھ کر اپنے اپنے حسب و نسب بیان کیے ہیں اور آپ کی مثل کھجور کے اس درخت سے دی ہے جو ایک چٹیل میدان میں ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو مجھے بہترین فریق میں رکھا پھر قبائل میں چناؤ کیا تو مجھے سب سے بہتر قبیلہ میں رکھا پھر گھروں میں چناؤ کیا تو مجھے بہترین میں سے پیدا کیا تو میں اپنی ذات اور گھرانہ کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوں۔

اسی طرح محدث ابونعیمؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے ایک اور حدیث روایت کی ہے جس کا مفہوم بھی یہی ہے۔ دیکھیے دلائل النبوۃ جلد اول صفحہ ۶۷۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب بھی اللہ نے اہلِ ارض کی تقسیم کی تو میرے جوہر ولادت کو بہتر قسم میں رکھا

طبقات ابن سعد

اخبرنا جعفر بن محمد بن علی عن ابیہ محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ان النبی ﷺ قال قسم اللہ الارض نصفین فجعلنی فی خیرھما ثم اختار العرب من الناس ثم اختار قریشا من العرب ثم اختار بنی ھاشم من قریش ثم اختار بنی عبدالمطلب من بنی ھاشم ثم اختارنی من بنی عبدالمطلب۔

(طبقات ابن سعدؒ جلد اول صفحہ ۲۰ ذکر من انتمی الیہ رسول اللہ ﷺ)

ترجمہ: امام جعفر اپنے والد امام محمد باقر سے وہ اپنے والد امام زین العابدین بن علی بن حسین سے وہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کے دو حصے کیے اور مجھے بہتر حصہ میں رکھا، پھر لوگوں میں سے عرب کو فضیلت دی تو مجھے عرب میں رکھا، پھر عرب میں سے قریش کو پھر قریش میں سے بنو ہاشم اور پھر بنو ہاشم میں سے

بنو عبد المطلب کو فضیلت دی اور مجھے بنو عبد المطلب میں سے پیدا کیا۔

طبقات ابن سعد

عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ خیر العرب مضر و خیر مضر بنو عبد مناف و خیر بنی عبد مناف بنو ھاشم و خیر بنی ھاشم بنو عبد المطلب واللہ ما افترق فرقتان منذ خلق اللہ آدم الا کنت فی خیر ھما۔

(طبقات ابن سعد بطریق الکلبی عن ابی صالح)

ترجمہ: ابو صالح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عرب میں سے بہتر مضر ہیں اور مضر میں سے بہتر قبیلہ بنو عبد مناف ہے اور بنو عبد مناف سے بنو ہاشم اور بنو ہاشم میں سب سے بہتر بنو عبد المطلب ہیں۔ بخدا جب بھی اللہ تعالیٰ نے پیدائش آدم علیہ السلام سے لے کر انسانوں کے دو گروہ بنائے مجھے (یعنی میرے جوہر ولادت کو) ان میں سے بہتر گروہ میں رکھا۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میرے جوہر ولادت کو کبھی بھی زنا نے پیدا نہیں کیا

بیہقی شریف

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ولدنی من سفاح الجاھلیۃ شیئٌ ما ولدنی

الا نکاح کنکاح الاسلام۔

(ا۔بیہقی شریف جلد ہفتم صفحہ ۱۹۰ طبع حیدر آباد دکن 1353ھ کتاب النکاح ۲۔المواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۶۶ طبع مصر)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے کبھی بھی جاہلیت کے طریقہ زنا نے پیدا نہیں کیا۔ مجھے ہمیشہ سے نکاح اسلام نے ہی پیدا کیا (یعنی میرے سلسلۂ نسب میں سے کوئی فرد بھی زنا سے پیدا نہیں ہوا)۔

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت آدم علیہ السلام سے میرے والدین تک میرے جوہر ولادت کو نکاح سے منتقل کیا گیا

دلائل النبوت

عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن آدم الی ان ولدنی ابی و امی لم یصبنی من سفاح الجاھلیۃ شیئٌ۔

(ا۔دلائل النبوت جلد اول صفحہ ۱۶۵ الفصل الثانی طبع حلب، ۲۔المواہب جلد اول صفحہ ۶۷ طبع بیروت)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں نکاح سے منتقل ہوا ہوں زنا سے نہیں اور آدم علیہ السلام سے لے کر تا آنکہ

میرے والدین نے مجھے جنا میرا جوہر ولادت جاہلیت کے زنا سے پاک رہا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا

دلائل النبوت

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یلتق ابوای فی سفاح لم یزل الله عزوجل ینقلنی من اصلاب طیبة الی ارحام طاهرة صافیا مهذّبًا لا تتشعب شعبتان الا کنت فی خیرهما۔

(دلائل النبوت جلد اول صفحہ ٦٦) (المواہب جلد اول صفحہ ٦٧)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میرے حسب ونسب میں کہیں بھی میرے دو والدین زنا میں اکٹھے نہیں ہوئے۔ اللہ تعالی مجھے پاک صلبوں سے پاک رحموں میں منتقل کرتا رہا ہے میں صاف ستھرا ہوں۔ جب بھی انسانوں کے دو گروہ بنے ہیں میں ان میں سے بہتر گروہ میں رہا۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میرا حسب ونسب تم سب سے بہتر ہے

دلائل النبوۃ بیہقی

عن انس بن مالك و ابي بكر بن عبدالرحمٰن قالا خطب رسول الله ﷺ فقال انا محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصي بن كلاب بن مرة بن لوي بن غالب بن فهر بن مالك بن النضر بن كنانة بن خذيمة بن مدركة بن الياس بن مضر بن نزار وما افترق الناس فرقتين الا جعلني الله في خيرهما فاخرجت من بين ابوين فلم يصبني شيءٌ من عهد الجاهلية و خرجت من نكاح ولم اخرج من سفاح من لدم آدم حتى انتهيت الى ابي و امي.

(دلائل النبوۃ بیہقی جلد اول صفحہ ۱۷۴ باب ذکر شرف اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ترجمہ: انس بن مالک اور ابوبکر بن عبدالرحمن دونوں کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا: میں ہوں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نصر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مغر بن نزار۔ جب بھی لوگ دو گروہوں میں بٹے مجھے اللہ نے ان میں سے بہتر میں رکھا میں اپنے والدین سے یوں نکالا گیا ہوں کہ عہد جاہلیت

کا کوئی اثر مجھ تک نہیں پہنچا میں آدم سے لے کر اپنے والدین تک نکاح سے منتقل ہوتا رہا زنا سے نہیں۔ تو میری ذات ونسب تم سے بہتر ہے۔

نوٹ: اس حدیث میں صاف الفاظ ہیں: خطب رسول اللہ ﷺ یعنی نبی ﷺ نے خطبہ دیا اور اپنے میلاد کی عظمت و شان ایک بھرے مجمع اور محفل میں بیان فرمائی تو جس محفل میں آپ اپنا میلاد بیان کریں اور اپنے نسب وحسب کا ذکر فرمائیں کیا وہ محفلِ میلاد النبی ﷺ نہیں۔ صاف معلوم ہوگیا کہ دورِ رسالت میں بھی محفل میلاد کا اصل موجود ہے کیونکہ خود حضور ﷺ نے محض اپنے میلاد سنانے کے لیے لوگوں کو بلایا اور اپنے میلاد کی محفل قائم فرمائی۔ لہٰذا اہلِ سنت محفلِ میلاد النبی ﷺ قائم کر کے سنتِ رسول ادا کرتے ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

دلیل سوم: نبی علیہ السلام محفلوں میں اپنے میلاد کی عظمتیں اور واقعات بیان فرماتے تھے

فرمانِ رسول ﷺ

میری والدہ نے میری ولادت کے وقت وہ نور دیکھا جس سے انہیں بصریٰ کے محلات نظر آگئے

طبقات ابنِ سعد

عن ابی العجفاء عن النبی ﷺ قال رأت امی حین

وضعتنی سطع منها نور اضاءت له قصور بصری.

(طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۱۰۲ ذکر مولاد رسول اللہ ﷺ) (جامع صغیر (علامہ سیوطی) جلد اول صفحہ ۶۷۰) (خصائص کبری جلد اول صفحہ ۴۶ ذکر ما ظھر فی لیلة مولاہ ﷺ)

ترجمہ: ابوجعفاء سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میری والدہ نے جب مجھے جنا تو ان سے وہ نور ظاہر ہوا جس سے ان پر بصریٰ کے محلات روشن ہو گئے۔

فرمانِ رسول ﷺ

میری والدہ نے میرے میلاد پر شام کے محلات دیکھے

مسند احمد بن حنبل وغیرہ

اخراج احمد والبزار والطبرانی والبیھقی و ابونعیم عن العرباض بن ساریة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی اخبرکم عن اول امری اناعبداللہ و خاتم النبیین و ان آدم لمنجدل فی طینته و ساخبرکم عن ذٰلك دعوة ابی ابراھیم و بشارة عیسٰی و رؤیا امی التی رأت و کذٰلك امھات النبیین یرین و ان ام رسول اللہ ﷺ رأت حین وضعته نورًا اضاءت له قصور الشام.

(مسند احمد بن حنبل) (جامع صغیر جلد اول صفحہ ۶۷۰ حرف الرا طبع بیروت) (بیہقی در دلائل جلد اول صفحہ ۸۳ باب ذکر مولاد المصطفی ﷺ) (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۵)

ترجمہ: احمد بزاء، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم نے عرباض بن ساریہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب آدم علیہ السلام ابھی مٹی کی منزل میں تھے میں اس وقت اللہ کی عبادت کرنے والا اور خاتم النبیین تھا، میں تمہیں اس کی خبر دیتا ہوں میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کی وہ دید ہوں جو انہوں نے دیکھی اور اسی طرح سب نبیوں کی ماؤں نے دیکھا، اور نبی ﷺ کی والدہ نے آپ کی ولادت پر وہ نور دیکھا جس سے ان پر شام کے محلات روشن ہو گئے۔

نوٹ: علامہ سیوطی نے جامع صغیر حوالہ مذکورہ میں مذکورہ دونوں حدیثوں کو حدیث صحیح کہا ہے۔

حاکم و خصائص کبریٰ

اخرج الحاکم وصححه والبیهقی عن خالد بن معدان عن اصحاب رسول الله صلی الله عیه وسلم انهم قالوا یا رسول الله اخبرنا عن نفسك فقال دعوة ابی ابراهیم وبشریٰ عیسٰی ورأت امی حین حملت كانه خرج منها نور اضاءت له بصریٰ.

(خصائص جلد اول صفحہ ۴۶) (حاکم جلد دوم صفحہ ۶۰۰) (بیہقی جلد: ۱، صفحہ ۸۳)

ترجمہ: خالد بن معدان روایت کرتے ہیں کہ اصحاب رسول ﷺ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے متعلق خبر عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

بشارت ہوں اور میری والدہ نے میری ولادت کے وقت وہ نور دیکھا جس سے بصری کے محلات ان پر روشن ہو گئے۔

طبقات ابن سعد

عن ابی امامة الباهلی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم رأت امی کانه خرج منها نور اضاءت منه قصور الشام۔

(طبقات ابن سعدؒ جلد اول صفحہ ۱۰۲، ذکر مولد رسول اللہ ﷺ)

ترجمہ: ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میری والدہ نے (میری ولادت پر) دیکھا کہ ان سے نور نکلا ہے۔ جس سے ان پر شام کے محلات روشن ہو گئے۔

قول رسول ﷺ

میں ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوا

خصائص کبریٰ

و اخرج الطبرانی فی الاوسط و ابونعیم والخطیب و ابن عساکر من طرق عن انس عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من کرامتی علی ربی انی ولدت مختونا ولم یرا احد سوأتی و صححه الضیاء فی المختارة۔

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۵۳ باب الآیة فی ولادتہ ﷺ) (دلائل النبوة ابونعیمؒ، جلد اول صفحہ

۱۹۲ طبع حلب جدید) (المواہب اللدنیہ صفحہ ۷ ۲ طبع بیروت)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی طرف سے میری توقیر و تکریم میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا کسی نے میرا ستر نہیں دیکھا اسے ضیاء نے مختارہ میں صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

دلائل النبوۃ

عن ابن عباس عن ابیه العباس رضی الله عنه قال ولد رسول الله صلی الله علیه وسلم مختونا مسروراً فاعجب ذالك جده و حظی عنده و قال لیكونن لابنی هذا شان فكان له شأنٌ۔

(دلائل النبوت (ابونعیم) جلد اول صفحہ ۱۹۲) (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۵۳) (طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۱۰۳ ذکر مولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ترجمہ: ابن عباس اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ شدہ ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا اس پر تعجب کیا اور آپ کی بڑی قدر سمجھی اور کہا میرے اس بیٹے کا ایک بڑا مقام ہوگا، تو واقعی آپ کا بڑا مقام تھا۔

تبصرہ: مسند احمد بن حنبل کی مذکورہ بالا حدیث کے الفاظ وسأخبرکم عن اول امری سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے میلاد کی عظمتیں محفلِ صحابہ میں بیان فرمائی تھیں۔ اسی طرح حاکم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

عن اصحاب رسول الله ﷺ قالوا اخبرنا عن نفسك۔

پتہ چلا کہ نبی ﷺ محفل میں اپنا میلاد اور اس کی عظمتیں بیان فرمایا کرتے تھے۔ لہذا محفلوں اور جلسوں میں آپ کا میلاد سنانا خود آپ کی سنت ہے اور یہ کہ محفلِ میلاد کا وجود دورِ رسالت میں بھی ہے اگرچہ اس وقت اس کا نام محفلِ میلاد نہ تھا۔ اب ہم نے ایسی محفلوں کا نام محفلِ میلاد رکھ لیا ہے اور یہ ہم نے کوئی بُرا کام نہیں کیا ان گنت محدثین کرام نے اپنی کتابوں میں لفظ میلاد النبی یا مولد النبی کے عنوان سے باب قائم کیے ہیں ترمذی شریف میں ہے: باب میلاد النبی ﷺ۔ دیکھیے ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۰۲ بلکہ بے شمار محدثین نے مولد النبی کے عنوان سے آپ کے میلاد کے جواز پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ آگے ان کا تذکرہ آئے گا۔

دلیل چہارم: نبی ﷺ نے اپنے دورِ رضاعت و بچپن کی عظمتیں خود بیان فرمائی ہیں

ہم اہلِ سنت و جماعت محفل میلاد النبی ﷺ میں آپ کی ولادت باسعادت کے ذکر کے ساتھ آپ کے بچپن کے احوال اور دورِ رضاعت میں آپ کی ذات سے ظاہر ہونے والی عظمتیں بیان کرتے ہیں۔ اس لیے کہ نبی ﷺ نے بھی ایسے کیا ہے یعنی جہاں آپ نے اپنے میلاد پر ظاہر ہونے والی آیاتِ الٰہیہ محفلوں میں بیان فرمائیں وہاں دورِ رضاعت وطفولیت کی عظمتوں سے بھی آگاہ فرمایا، تو محفلِ میلاد مکمل طور پر اتباعِ سنت ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گہوارہ میں چاند مجھ سے باتیں کرتا اور میرے اشارے پر چلتا تھا اور میں اس کے سجدوں کی آوازیں سنتا تھا

خصائص کبریٰ

و اخرج البیھقی والصابونی فی المأتین والخطیب و ابن عساکر فی تاریخھما عن العباس بن عبدالمطلب قال قلت یا رسول اللہ دعانی الی الدخول فی دینك امارة لنبوتك. رأیتك فی المھد تناجی القمر و تشیر الیه باصبعك فحیث اشرت الیه مال قال انی کنت احدثه و یحدثنی و یلھینی عن البکآء و اسمع و جبته حین یسجد تحت العرش.

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۵۳)

ترجمہ: بیہقی نے اپنی سنن میں، صابونی نے ماتین میں اور خطیب اور ابن عساکر نے اپنی اپنی تاریخ میں حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت کی ہے کہ آپ نے (ایک بار) عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے دین میں داخل ہونے پر مجھے آپ نبوت کی ایک نشانی نے مجبور کیا میں نے دیکھا آپ گہوارے میں لیٹے چاند سے باتیں کرتے اور اپنی انگلی سے اس کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ اور چاند آپ کے

اشارے پر چل رہا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: میں چاند سے باتیں کیا کرتا تھا اور وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے نہ دیتا تھا اور میں چاند کی دھنک سنتا تھا جب وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا تھا۔

فرمانِ رسول ﷺ

بچپن میں میرا سینہ پھاڑ کر میرے دل کو نور سے بھرا گیا

دلائل النبوة

عن خالد بن معدان عن اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم انهم قالوا له اخبرنا عن نفسك فذ كر الحديث. قال واسترضعت فى بنى سعد بن بكر. فبينا انا مع اخ لى فى بهم لنا. اتانى رجلان عليهما ثياب بياض معهما طست من ذهب مملوءة ثلجا فاضجعانى فشقا بطنى ثم استخرجا قلبى فشقاه فاخرجا منه علقة سوداء فالقياها ثم غسلا قلبى و بطنى بذلك الثلج حتى اذا القيا ثم رداه كما كان. ثم قال احدهما لصاحبه زنه بعشرة من امته فوزننى بعشرة فوزنتهم. ثم قال زنه بمأة من امته فوزننى بمأة فوزنتهم ثم قال زنه بالف من امته فوزننى بالف فوزنتهم فقال دعه فلو وزنته بامته لوزنهم۔ (دلائل النبوة جلد اول صفحہ ۱۴۶ باب ذکر رضاع النبی طبع بیروت)

ترجمہ: خالد بن معدان نے بعض اصحاب رسول ﷺ سے روایت کی ہے کہ صحابہ نے آپ سے عرض کیا کہ ہمیں اپنے بارہ میں کچھ خبر دیجیے، تو آگے ساری حدیث بیان کی، جس میں ہے کہ میں نے بنو سعد بن بکر کا دودھ پیا ہے ایک دن میں اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ اپنے جانور لے کر گیا ہوا تھا کہ میرے پاس سفید کپڑوں والے دو شخص آئے جن کے پاس برف سے بھرا ہوا سنہری طباق تھا۔ انہوں نے آ کر مجھے لٹا لیا، میرا پیٹ پھاڑا میرا دل نکالا پھر دل کو چیرا اور اس سے ایک سیاہ رنگ کا لوتھڑا نکال کر پھینک دیا، پھر میرا دل اور پیٹ اس برف سے دھویا اور وہ صاف ہو گئے پھر انہیں پہلے کی طرح ملا کر جسم کو درست کر دیا، پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا اسے اس کی امت کے دس افراد کے ساتھ وزن کرو۔ جب دس افراد کے ساتھ میرا وزن کیا تو میں ان سے بھاری رہا، اس نے کہا: سو افراد کے ساتھ اس کا وزن کرو میں پھر بھی بھاری رہا۔ اس نے کہا: اس کی امت کے ہزار افراد کے ساتھ اسے تولو! جب میں ہزار پر بھی بھاری رہا، تو اس کے ساتھی نے کہا: رہنے دو اگر تم اسے اس کی ساری امت کے ساتھ وزن کرو گے تو بھی یہ بھاری رہے گا۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میرے بچپن میں یہودی میری مہر نبوت کو دیکھ کر کہتے کہ یہ نبی ہے

دلائل النبوت ابو نعیم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: بچپن میں میری والدہ اپنے علاقہ مدینہ منورہ میں مجھے لے کر آئیں جب میں آیا تو:

نظرت الی رجل من الیهود یختلف الی ینظر الی ثم ینصرف عنی فلقینی یوما خالیا. فقال یا غلام؟ ما اسمك؟ قلت احمد، و نظر الی ظهری، فاسمعه یقول هذا نبی هذا الامة ثم راح الی اخوالی فخبرهم الخبر فاخبروا امی فخافت علی فخرجنا من المدینة.

(دلائل النبوت (ابونعیمؒ) جلد اول صفحہ ۲۰۵ طبع صلب جدید)

ترجمہ: میں نے دیکھا ایک یہودی شخص بار بار مجھے دیکھتا اور نگاہ پھیر لیتا ہے۔ ایک دن وہ مجھے تنہائی میں ملا تو کہا: اے لڑکے! تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس نے میری پشت کو دیکھا، تب میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا: یہ بچہ اس امت کا رسول ہے، پھر وہ میرے ننھیال گیا اور ساری بات بتلائی، میری والدہ نے سنا تو اسے میری بڑی فکر لاحق ہوگئی تب ہم مدینہ طیبہ سے چلے آئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے میلاد اور بچپن پر فخر کیا

طبرانی

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ انا اعرب العرب ولدت فی قریش و نشأت فی بنی سعد فأنی یاتینی اللحن۔ (رواہ الطبرانی)

(جامع صغیر (للسیوطی) جلد اول صفحہ ۲۱۳ طبع بیروت)

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں سب عرب سے زیادہ فصیح ہوں کیونکہ قریش میں میرا میلاد ہوا اور بنو سعد میں پرورش تو میرے تلفظ میں خرابی کیسے آسکتی ہے

پتہ چلا کہ جس طرح محفل میلاد اور جلسہ میلاد میں آپ کے نور کی تخلیق آپ کی ولادت کی عظمتیں اور آپ کے پاک بچپن کے احوال بیان کیے جاتے ہیں بالکل اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی صحابہ کی محفلوں میں اپنی ولادت اپنا بچپن اور اپنا دور رضاعت خود بیان کرتے تھے اور بالکل اسی بیان کے لیے آج محفل میلاد منعقد کی جاتی ہے۔ لہٰذا محفل میلاد سراسر اتباعِ سنت ہے، اس لیے اہلِ سنت کا حق بنتا ہے کہ اسے قائم کریں اور اسے خلافِ شرع حرکات سے پاک رکھیں۔

دلیل پنجم: صحابہ کرام نبی علیہ السلام کو محفلوں میں آپ کے میلاد کی نظمیں سناتے تھے

مستدرک

اخرج الحاکم والطبرانی عن خریم بن اوس قال

هاجرت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم منصرفه من تبوك فسمعت العباس يقول يا رسول الله انى اريد ان امتدحك قال قل لا يفضض الله فاك فقال:

۱- من قبلها طبت فى الظلال و فى
مستودع حيث يخصف الورق

۲- ثم هبطت البلاد لا لبشر
انت ولا مضغة ولا علق

۳- بل نطفة تركب السفين و قد
الجم نسر و اهله الغرق

۴- تنقل من صالب الى رحم
اذا مضى عالم بدا اطبق

۵- وردت رالخليل مسترا
فى صلبه انت كيف يحترق

۶- حتى احتوى بيتك المهيمن من
خندف علياء تحتها النطق

۷- و انت لمّا ولدت اشرقت
ارض وضاءت بنورك الافقْ

۸۔ فنحن فی ذالک الضیاء و فی
النور و سبل الرشاد تخترق

(المستدرک للحاکم جلد سوم صفحہ ۳۲۷، مناقب العباس بن عبد المطلب، ذکر دعاء النبی النبی ﷺ فی حق العباس ؓ) (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۳۹ باب اختصامیہ بطہارت ﷺ) (المواہب اللدنیہ) (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب علامہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۷ طبع کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند)

ترجمہ: حاکم وطبرانی نے خریم بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہتے ہیں میں ہجرت کر کے نبی علیہ السلام کے پاس پہنچا، آپ اس وقت سفر تبوک سے واپس آئے میں نے سنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کی تعریف کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: کہو! اللہ تمہارا چہرہ سلامت رکھے تو حضرت عباس نے یہ اشعار کہے:

(۱) اے نبی ﷺ آپ دنیا میں آنے سے پہلے جنت کے سایوں میں خوش رہتے تھے۔ آپ آدم علیہ السلام کی پشت میں تھے۔ جب وہ پتوں سے خود کو ڈھانپ رہے تھے۔

(۲) پھر زمین پر اترے آپ کے ساتھ کوئی شر نہ تھی اس وقت آپ گوشت کا ٹکڑا تھے نہ خون کا لوتھڑا (یعنی ابھی آپ کی ولادت قریب نہ آئی تھی)

(۳) بلکہ آپ نطفہ کی شکل میں تھے جو صلب نوح علیہ السلام میں رہتے ہوئے کشتی پر سوار ہوا۔ اس وقت نسر بت کو لگام دی گئی اور اس کے پجاری غرق کیے گئے۔

(۴) آپ ایک پشت سے دوسرے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے

ایک زمانہ گزرتا تو دوسرا دور شروع ہو جاتا۔

(۵) پھر آپ نارِ خلیل میں اُترے، جب آپ حضرت خلیل کی پشت میں تھے تو وہ آگ میں کیسے جل سکتے تھے۔

(۷) جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو زمین چمک اٹھی، اور آپ کے نور سے آفاقِ عالم منور ہو گئے۔

(۸) تو ہم اب بھی اسی روشنی اور نور میں ہیں، اور ہدایت کے راستے طے کیے جا رہے ہیں۔

المواہب مع الزرقانی

بنو تمیم اپنے خاندانی شاعر اقرح بن جابس (جو بعد میں ایمان لے آئے تھے) کو ساتھ لے کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس مدینہ منورہ آئے اور حجروں کے پیچھے سے پکارا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) باہر آؤ ہم اشعار میں اپنے اپنے مفاخر بیان کرنے کا مقابلہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے شاعر اور متکبر بنا کر نہیں بھیجا گیا تاہم جو کہنا چاہتے ہو کہو۔" تو ان کے خطیب نے اپنی عظمتیں گنوائیں، آپ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ ان کے خطیب کا جواب دیں۔ انہوں نے ایسا خطبہ دیا کہ سب پر غالب آگئے، تب اقرع بن جابس شاعرِ تمیمی نے اٹھ کر اپنے قبیلہ کی عظمتوں کو اشعار میں پیش کیا۔ آگے حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

فامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم حسانا یجیبهم فقام فقال:

۱۔ هل المجد الا السود والعود والندیٰ
وجاه الملوك واحتمال العظائم

۲- نصرنا و آوینا النبی محمدا
علی انف راض من معد و راغم

۳- زکی جرید اصله و ثراءة
بجابیة الجولان وسط الاعاجم

۴- و نحن ولدنا فی قریش عظیمها
ولدنا نبی الخیر من اٰل ہاشم

ھکذا انشدھا کلھا ابن ھشام فی السیرۃ۔

(المواہب اللدنیہ مع الزرقانی جلد سوم صفحہ ۱۳۷۴ الفصل السابع فی خطائبہ و شوائہ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے حضرت حسان کو انہیں جواب دینے کا حکم فرمایا:

حضرت حسان اٹھے اور فرمایا:

(۱) شرافت انہی چیزوں سے تو ہے (۱) سرداری (۲) مرجع خلائق ہونا (۳) مجلسِ مشاورت قائم کرنا (۴) بادشاہوں جیسا بدیہ اور عظیم ذمہ داریاں سر پر اٹھانا۔

(۲) ہم نے محمد ﷺ کو مدد اور پناہ دی چاہے کوئی راضی تھا یا ناراض۔

(۳) آپ کا نسب صاف ستھرا ہے اور آپ کی دولت (دولتِ اسلام) جابیۂ جولان تک جا پہنچی ہے جو عجم کے وسط میں ہے۔

(۴) ہم قریش کے عظیم قبیلہ میں پیدا ہوئے، ہم نے آلِ ہاشم سے بھلائی والا رسول پیدا کیا ہے۔

مذکورہ دونوں احادیث سے یہ امور ثابت ہوئے

(۱) حضرت عباس اور حضرت حسان رضی اللہ عنہما کی نظمیں آپ نے ملاحظہ فرمائیں، حضرت حسان کی نظم میں میلادِ رسول کا مختصر اور جامع بیان ہے جب کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آٹھ اشعار پر مشتمل نظم اول تا آخر میلادِ رسول کا بیان ہے۔ بلکہ اسے قصیدہ میلاد النبی ﷺ کہنا چاہیے، دونوں واقعات بتلا رہے ہیں کہ میلاد النبی کی یہ نظمیں محفلوں میں حضور علیہ السلام کو سنائی گئیں۔

پہلی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

فسمعت العباس يقول يا رسول الله انی ارید ان امتدحك.

یعنی راوی حدیث خریم بن اوس صحابی رسول کہتے ہیں میں نے حضرت عباس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یارسول اللہ میں آپ کی مدح کرنا چاہتا ہوں۔ معلوم ہوا حضرت عباس نے یہ قصیدۂ میلاد سننے والوں کی مجلس و محفل میں سنایا اور چونکہ آپ نے نبی ﷺ کی تبوک سے بخیریت واپسی پر خوشی کا اظہار کرنے کے لیے یہ قصیدہ پڑھا ہے۔ اس لیے عقل کا تقاضا ہے کہ اسے محفل میں پڑھا گیا تاکہ دوسرے صحابہ بھی اس خوشی میں شامل ہوں، جب کہ حضرت حسان والی حدیث میں تو صاف ہے کہ بنو تمیم کے لوگ بھی موجود تھے اور صحابہ بھی، اور حضرت حسان نے یہ اشعار سنا کر شاعرِ بنو تمیم کو عاجز کر دیا۔

منکرو! ذرا آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر بتلاؤ کہ جس محفل میں نبی علیہ السلام کے سامنے آپ کے میلاد کی عظمتیں بیان ہو رہی تھیں کہ

انت لما ولدت اشرقت

ارض وضاءت بنورك الافق

اور یہ اشعار پڑھے جا رہے تھے کہ

و نحن ولدنا فی قریش عظیمها

ولدنا نبی الخیر من آل هاشمِ

کیا وہ محفل میلاد النبی ﷺ نہ تھی؟ تو پھر تم یہ کیوں نہیں اقرار کرتے کہ دورِ رسالت میں بھی محفل میلاد ہوتی تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ اس وقت اسے محفلِ میلاد کا نام نہیں دیا گیا تھا۔ یہ نام بعد کے دور میں تجویز ہوا مگر میلاد خوانی کا کام تو دورِ رسالت ہی سے شروع ہو گیا تھا

(۲) میلاد خوانی سے اور آپ کے میلاد کی محفل بنانے سے آپ خوش ہوتے اور دعا دیتے ہیں جیسا کہ آپ نے حضرت عباس سے فرمایا:

قل لا یفضض الله فاك۔

یعنی میری تعریف کرو اللہ تمہارا چہرہ سلامت رکھے۔

لہٰذا محفل میلاد سراسر رضائے نبی کا حصول ہے۔ اس لیے چاہیے کہ ایسے مبارک کام میں کوئی خلاف شرع حرکت نہ ہو ورنہ بڑا گناہ ہوگا۔

محفل میلاد دورِ رسالت اور دورِ صحابہ میں بھی ہوتی تھی

مولانا عبدالحی دیوبندی کا واضح تر فتویٰ

مجموعۃ الفتاویٰ

ذکر میلاد اسے کہتے ہیں کہ ذاکر کوئی آیت یا حدیث پڑھ کر اس کی شرح میں

کچھ فضائل نبویہ اور معجزاتِ احمدیہ اور آپ کی ولادت اور نسب کا تھوڑا حال اور خوارق جو ولادت کے وقت ظاہر ہوئے، بیان کرے جیسا کہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے نعمۃ الکبریٰ علی العالم بمولد سید ولد آدم میں لکھا ہے اور اس کا وجود زمانہ نبوی اور زمانہ صحابہ میں بھی تھا، اگرچہ اس نام سے نہ تھا، ماہرین فن حدیث پر مخفی نہ ہوگا کہ صحابہ مجالس وعظ اور تعلیم علم میں فضائل نبویہ اور ولادتِ احمدیہ کا ذکر کرتے تھے اور صحاح میں مروی ہے کہ حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنی مسجد میں منبر پر بٹھاتے اور قصیدہ قصائدِ مدح نبوی کہ انہوں نے کہے ہوئے پڑھتے اور آپ ان کو دعاء خیر دیتے اور فرماتے:

اللھم ایدہ بروح القدس۔

اے اللہ! ان کی مدد کر بذریعہ جبرئیل۔

اور دیوانِ حسان رضی اللہ عنہ کے دیکھنے والوں پر پوشیدہ نہ ہوگا کہ ان کے قصائد میں معجزات اور حالاتِ ولادت اور نسب شریف وغیرہ موجود ہے۔ پس محفل میں ایسے اشعار پڑھنا عین ذکر میلاد ہے اور حسان رضی اللہ عنہ کے مسجد میں اشعار پڑھنے کا قصہ صحیح بخاری میں بھی موجود ہے پس درحقیقت ذکر میلاد میں اور اس قصہ میں کوئی معتدبہ فرق نہیں معلوم ہوتا یہ امر دیگر ہے کہ اس ذکر کا نام مجلسِ ذکرِ میلاد قرار نہیں پایا تھا۔ (مجموعۃ الفتاویٰ اردو کتاب الحظر والاباحت جلد دوم صفحہ ۱۶۰ طبع کراچی)

دعوتِ انصاف

آج کل تقریباً ہر دیو بندی عالم کی زبان پر یہی بات ہے کہ محفل میلاد بدعت ضلالت ہے گمراہی و بد دینی ہے۔ اس کے جواب میں جب ہم کہتے ہیں کہ بھلے لوگو!

محفلِ میلاد اس چیز کا نام ہے کہ مسلمان مل بیٹھ کر نبی ﷺ کے میلاد کا ذکرِ خیر کریں اور یہ عمل تو دورِ رسالت میں بھی ہوتا تھا تو دیوبندی علماء کو ہماری یہ بات بڑی ناگوار گزرتی ہے۔ اب ہم کہتے ہیں کہ ہماری نہ مانو اپنے امام مولانا عبدالحی دیوبندی کی بات مان لو۔ وہ بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ اگرچہ اس وقت اس کا نام مجلسِ ذکرِ میلاد قرار نہیں پایا تھا لیکن یہ محفل دورِ رسالت اور دورِ صحابہ میں بھی ہوتی تھی۔

والفضل ما شهدت به الأعداء

دلیلِ ششم: صحابہ محفلِ میلاد قائم کیا کرتے تھے اور نبی ﷺ انہیں دعائیں دیا کرتے تھے

شیخ المحدثین امام المحققین علامہ ابوالخطاب بن دحیہ علیہ الرحمہ اپنی کتاب التنویر فی مولد البشیر النذیر میں دو احادیث بیان کرتے ہیں۔

التنویر

عن ابن عباس رضی الله عنه انه كان يحدث ذات يوم فی بيته وقائع ولادته صلی الله عليه وسلم لقوم فيستبشرون و يحمدون الله و يصلون عليه عليه الصلوة والسلام فاذا جاء النبی صلی الله عليه وسلم قال حلت لكم شفاعتی۔

(التنویر فی مولد البشیر النذیر بحوالہ الدر المنظم للعلامۃ الشیخ عبدالحق المحدث الہ آبادی صفحہ ۹۵)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن اپنے گھر میں لوگوں کو نبی ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات بیان کر رہے

تھے۔لوگ سن کرخوش ہورہے تھے اور حمد الٰہی اور درود رسالت مآب ﷺ پڑھ رہے تھے اتنے میں نبی ﷺ آگئے تو فرمایا: تم پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔

التنویر

عن ابی درداء رضی الله عنه قال مر النبی صلی الله علیه وسلم الی بیت عامر الانصاری و کان یعلم وقائع ولادته علیه السلام لابنائه و عشیرته و یقول هذا الیوم هذا الیوم فقال علیه الصلوة والسلام ان الله فتح لك ابواب الرحمة و ملائکته کلهم لیستغفرون لك. من فعل فعلك نجی نجاتك۔

ترجمہ: ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عامر انصاری ؓ کے گھر کی طرف سے گزرے وہ اپنے بچوں کو نبی ﷺ کی ولادت کے واقعات پڑھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ فلاں تاریخ کو یہ ہوا فلاں کو یہ ہوا، نبی ﷺ نے سن کر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے ہیں اور سب فرشتے تمہارے لیے استغفار کر رہے ہیں۔جس نے تمہارے جیسا یہ کام کیا، وہ تم جیسا نجات یافتہ ہوگیا۔

مذکورہ دونوں احادیث سے درج ذیل امور ثابت ہوئے

ا۔ نبی ﷺ کی حیات ظاہرہ میں ہی صحابہ کرام نے اپنے اپنے گھروں میں ذکر

ولادت رسول ﷺ کی محافل قائم کرنے کا آغاز کر دیا تھا۔ لہٰذا محفل میلاد کو بدعت ضلالت کہنا سراسر حماقت و جہالت ہے۔

۲۔ نبی ﷺ محفل میلاد کو دیکھ کر خوش ہوتے اور دعا دیتے تھے لہٰذا اہلِ سنت کو مژدۂ رحمت ہو کہ اُن پر اللہ کا رسول خوش ہے۔

۳۔ صحابہ کی محفل میلاد کے لیے کسی خاص دن کا تقرر نہ ہوتا تھا اور نہ ہی محفل میلاد نام کا تقرر تھا یہ چیزیں بعد میں مقرر ہوئیں مگر اس محفل کا اصل دور رسالت میں ثابت ہو گیا۔ رہا دن اور نام کا تقرر تو یہ اپنی جگہ جائز اور درست کام ہے آگے اس کی تفصیلی بحث آ رہی ہے۔

دلیل ہفتم: دورِ رسالت کے بعد بھی صحابہ نے محفل میلاد کا سلسلہ قائم رکھا

(ا) ذکر میلاد النبی ﷺ بزبان ابن عباس رضی اللہ عنہما

جب نورِ نبی جبین عبد اللہ سے دامن آمنہ میں آیا

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عبد المطلب اپنے بیٹے عبد اللہ کو بیاہنے کے لیے لے کر نکلے ایک کاہنہ عورت فاطمہ خثعمیہ بنتِ مُر پر گزر ہوا جس نے آسمانی کتابیں پڑھی تھیں، اس نے جبین عبد اللہ میں نورِ نبوت چمکتا دیکھا تو کہنے لگی: اے نوجوان کیا تم ابھی میرے ساتھ حرام کام کرنے پر تیار ہو؟ میں تمہیں ایک سو اونٹ دے دوں گی، حضرت عبد اللہ نے فرمایا: (اشعار کا ترجمہ) حرام کام سے بچنے کے لیے موت قبول کر لینی چاہیے اور میں تو ہر صورت میں حلال کا طلب گار ہوں، میں تمہارا مقصد کیسے پورا کر سکتا ہوں، شریف انسان اپنی عزت اور دین کی حفاظت کیا

کرتا ہے۔

اس کے بعد آپ اپنے والد کے ساتھ آگے چلے آپ کا نکاح آمنہ بنت وھب بن عبد مناف بن زہرہ سے ہوگیا۔آپ اپنی بیوی کے پاس تین دن رہے۔ پھر اس کاہنہ عورت پر سے گزرے۔ وہ بولی: تم نے میرے بعد کیا کیا؟ فرمایا: میرے باپ نے میرا نکاح آمنہ بنت وھب سے کر دیا اور میں وہاں تین دن ٹھہرا رہا ہوں۔ کہنے لگی: میں کوئی بدکار عورت نہیں۔ مگر میں نے تمہاری پیشانی نور سے چمکتی دیکھی۔ تو میں نے چاہا کہ یہ نور مجھے مل جائے، مگر خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا، پھر کہنے لگی: (اشعار کا ترجمہ) میں نے ایک تصور سا دیکھا جو چمکا اور حاتم قطر کی طرح ضوفشاں ہوا۔ اس کے پانی میں ایک نور ہے جو ماہِ تمام کی طرح ماحول کو منور کر دیتا ہے۔ میں نے اس نور کی تمنا کی تھی، تاکہ ہر روشنی کرنے والے پر فخر کرسکوں۔

نوٹ: دلائل النبوہ جلد اول صفحہ ۱۶۲ پر نبی علیہ السلام کے والدین کی شادی اور نور نبی کا انتقال حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

دلائل النبوۃ ابو نعیم

عن ابن عباس رضی الله عنه قال کان فی عهد الجاهلیة اذا ولدلهم مولود من تحت اللیل رموه تحت الانآء فلا ینظرون الیه حتی یصبحوا فلما ولد النبی صلی الله علیه وسلم طرحوه تحت البرمة فلما اصبحوا اتوا البرمة فاذا هی قد انفلقت ثنتین و عیناه الی السمآء فعجبوا من ذالك ورفع الی امرأة من بنی بکر ترضعه فلما ارضعته دخل علیها الخیر

من کل جانب ولها شویهات فبارك الله فیها فنمت وزادت۔ (دلائل النبوۃ ابو نعیم جلد اول) (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۵۰)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عہد جاہلیت میں جب رات کو کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اسے کسی برتن کے نیچے رکھ دیتے اور صبح تک اسے نہ دیکھتے جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو آپ کو ایک ہنڈیا کے نیچے رکھ دیا گیا۔ صبح جب گھر والوں نے دیکھا تو ہنڈیا دو ٹکڑے ہو گئیں تھیں اور آپ کی آنکھیں آسمان پر لگی تھیں، تو وہ بڑے حیران ہوئے پھر آپ کو بنی بکر کی ایک عورت (حلیمہ رضی اللہ عنہا) کے سپرد کر دیا گیا تاکہ وہ دودھ پلائے اس عورت پر رحمت کے دروازے کھل گئے۔ اس کی چند کمزور بکریوں میں اللہ نے برکت ڈالی تو وہ بہت زیادہ ہوگئیں۔

علاوہ ازیں

پیچھے آپ وہ متعدد احادیث پڑھ چکے ہیں جن میں نبی علیہ السلام نے اپنے متعلق پیدائش نور اور عظمت حسب ونسب کا ذکر فرمایا ہے وہ اکثر ابن عباس سے مروی ہیں۔ اسی طرح نبی علیہ السلام کا مختون پیدا ہونا بھی بروایت ابن عباس پیچھے گذر گیا ہے۔

(۲) ذکر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ

بشارتِ آمد رسول

عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه قال لم یبعث الله نبیًّا آدم فمن بعدهٔ الا اخذ علیه العهد فی محمد

لئن بعث وهو حي ليؤمنن به و لينصرنه و يأمره

فيأخذ العهد على قومه۔

(تفسیر ابن جریر طبری جلد سوم صفحہ ۲۳۶ زیر آیت واذ اخذ اللہ میثاق النبیین) (درمنثور علامہ سیوطیؒ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے لے کر ہر نبی کو نبی ﷺ کے متعلق یہ عہد لے کر بھیجا کہ اگر آپ ﷺ تم میں سے کسی کی موجودگی پیدا ہو جائیں تو وہ آپ پر ایمان لائے گا اور آپ کی مدد کرے گا، اور یہ بھی حکم دیا کہ اپنی قوم سے بھی یہ وعدہ لے۔

مسرت میلاد النبی ﷺ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا ابو طالب بیان کرتے ہیں کہ جب آمنہ بنت وھب کے ہاں نبی ﷺ پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب تشریف لائے آپ کو گود میں رکھا اور بوسہ دے کر ابو طالب کے حوالہ کرتے ہوئے کہا: یہ تمہارے پاس میری امانت ہے اس بچے کی بڑی شان ہوگی، پھر انہوں نے حکم دیا تو دنبے اور بکریاں ذبح کی گئیں۔

و اطعم اهل مكة ثلاثا۔

اور اہلِ مکہ کو تین دن تک دعوت دی گئی۔

پھر مکہ کے ہر راستے پر ایک جانور ذبح کیا گیا:

لا يمنع منه انسانٌ ولا سبع ولا طائرٌ۔

جو سب انسانوں درندوں اور پرندوں کے لیے عام کر دیا گیا۔

(دلائل النبوۃ ابو نعیم جلد اول صفحہ ۱۷۳ فصل تابع فی ذکر حمل امہ ووضعھا)

(۳) ذکر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبان حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

شانِ ولادت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں، میں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچپن کے دوست تھے، میری والدہ شفا بنت عبد الرحمان، آپ کے والد کی عم زاد بہن تھیں، ایک دن وہ ہمیں بتلانے لگیں۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں پر تشریف لائے (یعنی میں بطور دایہ موجود تھی) آپ کچھ روئے تو میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا آپ کا رب آپ پر رحم کرے گا، میری والدہ شفا کہتی ہیں۔

فاضاء لی ما بین المشرق والمغرب۔

مجھ پر زمین کا مشرق ومغرب روشن ہو گیا حتیٰ کہ میں نے شام کے بعض محلات دیکھ لیے، فرمانے لگیں پھر میں نے آپ کو دودھ پلا کر لٹا دیا، تھوڑی ہی دیر بعد مجھ پر تاریکی، رعب اور خوف طاری ہو گیا پھر میری دائیں طرف روشنی ہوئی۔ میں نے سنا کوئی کسی کو کہہ رہا تھا تم انہیں کہاں لے گئے تھے۔ اس نے کہا: مشرق میں لے گیا تھا اور اس کا ذکر اب مشرق ومغرب میں ہمیشہ رہے گا۔ حضرت شفاء فرماتی ہیں۔ یہ واقعہ میرے دل پر ثبت رہا اور جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانِ نبوت کیا میں سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے تھی۔

میلاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنوں کا نغمۂ مسرت

حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا

ہوئے۔ تو جنوں نے مقام حجون میں جبل ابو قبیس پر جس کے دامن میں مقبرہ ہے اور قریش وہاں کپڑے ترکیا کرتے تھے۔ یہ آواز دی اور کہا:

فاقسم ما انثی من الناس انجبت
ولا ولدت انثی من الناس واحدۃ
کما ولدت زھویة ذات مفخر
نجیة من لوم القبائل ماجدہ
و قد ولدت خیر البریة احمدا
فاکرم مولود و اکرم والدۃ

ترجمہ: (۱) قسم بخدا، لوگوں میں سے کوئی اتنی خوش قسمت نہیں اور نہ ہی ایسا بچہ جنا ہے۔

(۲) جیسا بنو زہرہ کی قابل فخر عورت نے جنا ہے وہ عورت قبائل کی بری عادات سے پاک اور معزز ہے۔ (یعنی سیدہ آمنہ والدہ رسول ﷺ)

(۳) اس نے تمام جہان سے افضل ذات احمد مصطفیٰ ﷺ کو پیدا کیا ہے۔ کتنا بہتر بچہ ہے اور کتنی بہتر ماں۔

(الوفا باحوال المصطفیٰ (ابن جوزیؒ) جلد اول صفحہ ۹۶، باب ۲۱)

(۴) ذکر میلاد النبی ﷺ بزبان صحابی ابن صحابی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

ابو نعیم اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مر الظہران نامی جگہ جو مکہ کے قریب تھی میں شام کا ایک عیص نامی راہب رہتا تھا،

اسے خدا نے بڑا علم دیا تھا اور وہ اپنے معبد میں ہی رہتا تھا، جب کبھی مکہ شریف میں آتا تو کہتا مکہ والو! تم میں وہ بچہ پیدا ہونے والا ہے عرب جس کی غلامی کریں گے اور عجم پر وہ مالک ہوگا، یہی اس کا زمانہ ظہور ہے جو ان پر ایمان لائے گا نجات پائے گا اور نہ ماننے والا ناکام رہے گا۔ میں نے اس کی طلب میں سارا جہان چھان مارا ہے۔ تو مکہ میں جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا وہ اس کا حال سنتا اور کہتا ابھی وہ بچہ پیدا نہیں ہوا، جس رات نبی ﷺ کی ولادت ہوئی، اس کی صبح حضرت عبدالمطلب عیص کے معبد پر آئے اور نیچے کھڑے ہو کر آواز دی، اس نے پوچھا: کون آیا ہے، جواب ملا: ابن عبدالمطلب، اس نے معبد کے اوپر سے نیچے جھانکا اور کہا:

کن اباہ فقد ولد ذالك المولود الذی کنت احدثکم بہ۔

ترجمہ: تم اس کے باپ ہو وہ بچہ جس کے متعلق میں تمہیں بتلاتا تھا آج پیر کے روز پیدا ہو گیا ہے۔

وھو یبعث یوم الاثنین و یموت یوم الاثنین۔

ترجمہ: وہ پیر کے روز اعلانِ نبوت کرے گا اور پیر ہی کو دنیا سے جائے گا۔

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۵۰)

(۵) ذکر میلاد النبی ﷺ بزبان عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ

میلاد رسول ﷺ پر فرشتوں کی سلامی

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں میری والدہ نے مجھے بتلایا کہ وہ نبی ﷺ کی والدہ آمنہ بنت وھب رضی اللہ عنہا کے پاس وقتِ ولادت

حاضر تھیں، فرماتی ہیں میں نے دیکھا:

النجوم تدلّٰی الیّ۔

ستارے میری طرف جھک رہے تھے۔ حتیٰ کہ میں نے گمان کیا یہ مجھ پر گر جائیں گے۔

جب آپ پیدا ہوئے تو سیدہ آمنہ سے وہ نور نکلا جس سے سارا گھر اور ماحول روشن ہو گیا۔

حتّٰی جعلت لا اریٰ الّا نورا۔

ترجمہ: بلکہ میں جدھر دیکھتی نور ہی نور تھا۔

(دلائل النبوۃ جلد اول فصل تاسع فی ذکر حمل امہ صفحہ ۱۶۸)

(۶) ذکر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبان ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

میلادِ رسول کے چرچے

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ مکہ میں ایک یہودی تجارت کیا کرتا تھا، جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی رات آئی۔ اس نے ایک مجلس میں کہا: اے قریش! کیا تم میں آج کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ کہنے لگے: ہمیں تو خبر نہیں، کہنے لگا: اللہ اکبر، اگر وہ پیدا نہیں ہوا تو بہتر ہے اور اگر ہو گیا ہے تو یاد رکھو:

ولد فیکم ھذہ اللیلۃ نبی ھذہ الامۃ الاخیرۃ۔

تم میں اس رات اس آخری امت کا نبی پیدا ہوا ہے۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان علامت ہے وہاں اکٹھے بال ہیں جیسے گھوڑے کی گردن کے ہوتے ہیں۔

لوگ مجلس سے اٹھ کر گھروں کو گئے پتہ چلا اس رات آمنہ ؓ بنت وھب کے ہاں لڑکا ہوا ہے جس کا نام انہوں نے محمد رکھا ہے۔ لوگ یہودی کے پاس آئے اور حال بتلایا۔ تو وہ کہنے لگا: چلو چل کر اسے دیکھتے ہیں، لوگ وہاں آئے، یہودی نے کہا: وہ بچہ مجھے دکھلاؤ۔ آپ کو لایا گیا تو اس نے آپ کی پشت مبارک دیکھی، جب اسے وہ نشانی (مہر نبوت) نظر آئی تو بے ہوش ہو کر گر پڑا جب اسے ہوش آیا تو لوگوں نے کہا: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کہنے لگا: بخدا آج بنو اسرائیل سے نبوت نکل گئی۔ اے قریش تم اس پر خوش ہو؟

بخدا وہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کرے گا کہ

یخرج خبرها من المشرق والمغرب۔

اس کی خبر مشرق ومغرب سے نکل جائے گی۔

(دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد اول صفحہ ۱۰۸ تا ۱۰۹ باب تزوج عبداللہ بن عبدالمطلب بآمنہ بنت وھب) (مستدرک للحاکم جلد دوم صفحہ ۶۰۱ تا ۶۰۲ طبع بیروت باب اخبار سید المرسلین)

نوٹ: امام حاکم نے مذکورہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا:

هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه۔

یعنی یہ حدیث صحیح اسناد کے ساتھ ہے جسے امام بخاری مسلم نے بیان نہیں کیا۔

(۷) ذکر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبان سیدہ اسماء بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما

کہ اصنام حرم ٹوٹ گئے

خرائطی نے اسماء بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل ذکر کیا کرتے تھے کہ وہ دونوں نجاشی کے

پاس گئے بعد ازاں کہ ابرھہ مکہ مکرمہ سے واپس گیا تھا۔

کہتے ہیں جب ہم نجاشی کے پاس پہنچے تو اس نے ہمیں کہا، اے قریشی جوانو! سچ کہنا کیا تم میں کوئی ایسا بچہ پیدا ہوا تھا جسے اس کے والد نے ذبح کرنا چاہا تو اس کی مخالفت کی گئی، جس پر اُس نے بچے کو ذبح کرنے کے بجائے اس کے بدلہ میں کئی اونٹ ذبح کیے تھے؟ ہم نے کہا: ہاں۔ کہنے لگا: اس بچے کا حال بتلاؤ۔ ہم نے کہا: اس نے بڑے ہو کر ایک عورت آمنہ سے نکاح کیا اور اسے حاملہ چھوڑ کر دنیا سے چلا گیا۔ کہنے لگا: کیا اس نے پھر بچہ بھی جنا یا نہ۔ ورقہ بن نوفل نے کہا: بادشاہ! اب تجھے بتلاتا ہوں، ایک رات میں اپنے بت کے پاس گیا تھا تو اس کے اندر سے آواز آئی:

ولد النبی فذل الاملاك

و نأیٰ الضلال وادبر الاشراك

یعنی نبی پیدا ہو گیا۔ بادشاہ ذلیل ہو گئے۔ گمراہی جاتی رہی اور شرک و کفر بھاگ نکلے، پھر وہ بت سر کے بل گر پڑا، یہ سن کر زید نے کہا: میرے پاس بھی کچھ ایسی ہی خبر ہے، اے بادشاہ! میں ایک روز جبل ابوقبیس پر آیا، کیا دیکھتا ہوں ایک شخص آسمان سے جبل ابوقبیس پر اترا، اس کے دو سبز پَر تھے، پھر اس نے شہر مکہ پر جھانکتے ہوئے کہا، شیطان ذلیل ہو گیا، بت ناکارہ ہو گئے، اور رسول امین پیدا ہو گئے پھر اس نے اپنا ایک کپڑا ہوا میں بلند کر کے مشرق و مغرب کی طرف کر کے جھاڑا۔

فرأیت قد جلل ما تحت السمآء و سطع نور کاد یخطف بصری.

میں نے دیکھا کہ آسمان کے نیچے سب کچھ روشن ہو گیا ہے اور ایسا نور چمکا کہ قریب تھا میری نگاہ جاتی رہے، میں یہ دیکھ خوف زدہ ہو گیا، پھر اس آسمانی شخص نے

اپنے پر پھیلائے اور کعبہ کی چھت پر جا اترا۔

فسطع لہٗ نورٌ اضاءت لہٗ تھامۃ۔

جس سے ایسا نور نکلا کہ تہامہ روشن ہو گیا (تہامہ جنوب عرب کا علاقہ ہے)

پھر اس شخص نے کہا: بتوں کی طرف جو کعبہ میں تھے اشارہ کیا تو وہ سب کے سب گر گئے۔

نجاشی نے کہا: میرے پاس بھی تمہاری ہی طرح کی ایک خبر ہے۔ میں ایک رات اپنے قبہ میں خلوت گزیں تھا اچانک زمین سے ایک سر اور گردن نمودار ہوئی اور اس نے کہا: ہاتھی والوں پر عذاب آگیا، انہیں ابابیلوں نے مار ڈالا، ان پر پتھر برسا دیے، نبی امی مکی حرمی پیدا ہو گیا ہے اس کی اتباع کرنے والا خوش بخت ہے اور نافرمانی کرنے والا سرکش، پھر وہ غائب ہو گیا۔ مارے دہشت کے میں نے چیخنا چاہا تو میں بول نہ سکا میں نے اٹھنا چاہا تو اٹھ نہ سکا، پھر کچھ وقت بعد میری زبان اور پاؤں نے کام کرنا شروع کیا۔

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۵۲ تا ۵۳ باب ما ظہر فی لیلۃ مولدہٖ ﷺ)

(۸) ذکر میلاد النبی ﷺ بزبان سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

ابن اسحاق، ابن راہویہ، ابو یعلی، طبرانی، بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت حلیمہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتی ہیں ہم (کوئی بچہ لینے کے لیے) مکہ مکرمہ میں آئے، ہم میں سے ہر عورت کے سامنے نبی ﷺ کو پیش کیا گیا لیکن وہ یہ کہہ کر انکار کر دیتی تھیں کہ یہ یتیم ہے، میرے سوا ہر عورت کو بچہ مل گیا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا میں جا کر اسی یتیم بچے کو لے لیتی ہوں خالی ہاتھ واپس جانا اچھا نہیں، تو میں آئی، دیکھا کہ آپ کو

دودھ سے زیادہ سفید کپڑے میں لپیٹا گیا ہے جس سے خوشبو آرہی تھی اور آپ کے نیچے سبز ریشمی چادر بچھی تھی آپ کمر کے بل لیٹے خراٹے بھر رہے تھے۔ آپ کے نیچے سبز ریشمی چادر بچھی تھی، آپ کمر کے بل لیتے خراٹے بھر رہے تھے، آپ کا حسن و جمال دیکھ کر مجھے آپ کو جگانے کی صحت نہ ہوئی میں آہستہ قریب ہوئی اور آپ کے حسن و جمال کو دیکھا۔ آپ نے مسکرا کر آنکھیں کھول دیں اور میری طرف دیکھنے لگے۔

فخرج من عينيه نورٌ حتى دخل خلال السماء و انا انظر۔

آپ کی آنکھوں سے ایسا نور نکلا جو آسمان میں جا داخل ہوگیا اور میں دیکھتی رہ گئی۔ میں نے آپ کا ماتھا چوم لیا، اور اپنا دایاں دودھ پیش کیا۔ آپ نے جس قدر چاہا دودھ پیا، پھر میں نے دوسرا دودھ پیش کیا تو آپ متوجہ نہ ہوئے اور بعد میں بھی آپ کا یہی معمول رہا۔ (اہلِ علم کہتے ہیں اللہ نے آپ کو بتلا دیا تھا کہ اس دودھ میں آپ کا ایک ساتھی بھی ہے، اس لیے آپ نے عدل قائم کیا) فرماتی ہیں اس طرح آپ اور آپ کا بھائی دونوں سیر ہو گئے۔

پھر میں اپنی گدھی پر سوار ہوئی اور نبی ﷺ کو آگے بٹھا لیا، فرماتی ہیں میں نے گدھی کو دیکھا۔

وقد سجدت نحو الكعبة ثلاث سجدات۔

اس نے کعبہ کی طرف تین سجدے کیے رفعت رأسها الى السماء۔

پھر اس نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور چل پڑی حتیٰ کہ ان سب سواریوں سے آگے نکل گئی جو میرے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف آئی تھیں، فرماتی ہیں میں نے سنا میری گدھی کچھ کہہ رہی ہے، وہ کہتی تھی، آج میرا ایک مقام ہے اللہ نے مجھے موت

کے بعد زندگی بخشی اور لاغری کے بعد صحت لوٹا دی، اے بنو سعد کی عورتو! تم پر افسوس تم غفلت میں ماری گئیں۔

و ھل تدرین علی ظھری خیر النبیین و سید المرسلین و افضل الاولین والآخرین و حبیبُ رب العالمین۔

ترجمہ: تم کیا جانو میری پشت پر جو سوار ہیں، سب نبیوں سے بہتر سردارِ رُسل، اولین و آخرین سے برتر اور محبوب تر ہیں۔

(المورد الروی حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ، بحوالہ الدر المنظم للعلامۃ الشیخ عبدالحق المحدث الہ آبادی علیہ الرحمۃ صفحہ ۷۳ تا ۷۴)

دلیل ہفتم کا خلاصہ

آپ نے بالتفصیل پڑھ لیا کہ حضرت ابن عباس حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عبدالرحمان بن عوف، حضرت عثمان بن ابی العاص، حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت اسماء بنتِ ابی بکر صدیق اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہم سے راویوں نے نبی علیہ السلام کا میلاد روایت کیا ہے، کہ آپ کی ولادت پر فلاں فلاں قدرتِ الٰہیہ ظاہر ہوئی، فلاں فلاں معجزات دیکھنے میں آئے، پھر آپ کی پرورش ایسے ایسے ہوئی بچپن میں ان ان کمالات کا ظہور ہوا وغیرہ ذالک، اگر ہم تفصیل میں جاتے تو مزید کئی صحابہ سے آپ کے میلاد کا ذکر تحریر میں آتا۔ مگر ہم نے طوالت کے خوف سے اسی قدر پر اکتفا کیا ہے۔

چنانچہ مذکورہ روایات سے درج ذیل امور ثابت ہوئے۔

(۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لوگوں کو آپ کا میلاد سنایا کرتے تھے، اور سامعین کے سامنے

آقا کے میلاد کا تذکرہ کیا کرتے تھے، گویا نبی علیہ السلام کے میلاد کے ذکر کی مجلسیں دورِ صحابہ میں منعقد ہوتی تھیں۔

(۲) اہلِ سنت و جماعت ایسی مجلسوں کو محافل میلاد النبی کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اور ایسی محافل کا انعقاد اپنے لیے باعث حصولِ برکت وثواب قرار دیتے ہیں جس سے صاف معلوم ہوا کہ اہلِ سنت کا یہ عمل صحابہ کرام کے طریقہ کے عین مطابق ہے جب کہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

اصحابي كالنجوم بأيهم اقتديتم اهديتم۔

یعنی میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم جس کی اتباع کرو گے ہدایت پالو گے۔ اس لیے محفلِ میلاد قائم کرنا ارشاد رسول کے مطابق یقیناً راہِ ہدایت ہے۔ فالحمد لله على ذلك۔

دلیل ہشتم: صحابہ کے بعد دورِ تابعین میں بھی محافل ذکرِ میلاد النبی کا سلسلہ جاری رہا

(۱) ذکر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ

میلاد النبی کی رات شیطان پر کیسے گزری

اخوج ابن ابي حاتم في تفسيره عن عكرمة قال لما ولد النبي صلى الله عليه وسلم اشرقت الارض نورا وقال ابليس لقد ولد الليلة ولد يفسد علينا امرنا فقال له جنوده فلو ذهبت اليه فخبلته فلما دنا من

النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث اللہ جبرئیل فرکضة فوقع بعدن۔

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۵۱ باب ما ظہر فی لیلۃ مولدہ ﷺ) (السیرۃ الحلبیہ (علامہ علی بن برھان الدین حلبی) جلد اول صفحہ ۱۱۱ طبع بیروت ذکر مولدہ ﷺ)

ترجمہ: ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: جب نبی ﷺ پیدا ہوئے تو زمین نور سے جگمگا اٹھی، ابلیس نے کہا: آج ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو ہمارا کام خراب کر دے گا، اس کے چیلوں نے اسے کہا: تم جا کر اسے تکلیف دو۔ تو جب ابلیس آپ کے قریب ہوا۔ اللہ نے جبریل علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے اسے مُکا مارا تو وہ عدن میں گرا۔

طبقات ابن سعد

عن عکرمة ان رسول اللہ ﷺ لما ولدته امه وضعته تحت برمة فانفلقت عنه قالت فنظرت الیه فاذا هو قد شق بصرہ ینظر الی السمآء۔

(طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۱۰۲ ذکر مولد رسول اللہ ﷺ)

ترجمہ: عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو جب آپ کی والدہ ماجدہ نے جنا تو آپ کو ایک ہنڈیا کے نیچے رکھ دیا (کیونکہ قریش ایسا ہی کرتے تھے) صبح دیکھا تو ہنڈیا پھٹ گئی تھی اور آپ آنکھ کھولے آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

نوٹ: زیر نظر دلیل کی مذکورہ بالا پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ شب میلاد النبی ﷺ

میں شیطان کا مارے غم کے برا حال تھا اور پیچھے گزر چکا ہے کہ شب میلادالنبی میں جانور بھی خوشی کر رہے تھے خدا کی ساری خدائی خوش تھی۔ اس لیے تو محسن اہلِ سنت مفتی احمد یار خان رحمہ اللہ کا ارشاد ہے:

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

تو بارہ ربیع الاول شریف کو جو شخص اظہارِ مسرت نہیں کرتا اسے غور کرنا چاہیے کہیں شیطان کی سنت تو نہیں ادا کر رہا؟

(۲) ذکر میلاد النبی ﷺ بزبان حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

حضرت عروہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں قریش کی ایک جماعت جن میں ورقہ بن نوفل زید بن عمرو بن نفیل اور عبیداللہ بن جحش اور عثمان بن حویرث بھی تھے اپنے ایک بت کے پاس جمع ہوا کرتے تھے، ایک رات جب وہ اس بت کے پاس آئے تو دیکھا منہ کے بل گرا پڑا ہے انہیں بڑا تعجب ہوا، انہوں نے اسے اٹھا کر اپنی جگہ ٹھہرایا تو تھوڑی دیر بعد وہ پھر گر گیا، انہوں نے پھر اٹھایا تو وہ تیسری مرتبہ پھر گر پڑا۔ عثمان بن الحویرث نے کہا یہ کوئی حادثہ ہوا ہے۔

و ذالك فى ليلة التى ولد فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

اور یہی وہ رات تھی جس میں نبی ﷺ پیدا ہوئے تھے، پھر عثمان بن حویرث کہنے لگا۔ (اشعار کا ترجمہ) اے عید کے بت جس کے گرد دور و نزدیک سے بڑے بڑے سردار آ کر صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں تو اوندھا پڑا ہے کیا بات ہے ہمیں بتلا کیا

کوئی حادثہ ہوا ہے یا تو ہم سے مذاق کر رہا ہے۔

پھر انہوں نے بت کو اٹھایا، جب وہ اپنی جگہ ٹھہر گیا تو کسی آواز دینے والے نے آواز دی:

۱- تردی لمولودٍ اضاءت بنورہٖ
جمیع فجاج الارض بالشرق والغرب

۲- و خرت له الاوثان طرا و ارعدت
قلوب ملوك الارض طرا بالرعب

۳- و نار جمیع الفوس باخت و اظلمت
و قد بات شاہ الفرس فی اعظم الکرب

۴- و صد عن الکهان بالغیب منها
فلا مخبر منهم بحق ولا کذب

۵- فیال قصی ارجعوا عن ضلالکم
و هبوا الی الاسلام والمنزل الرحب

ترجمہ: (۱) میں اس نومولود بچہ کے لیے گر پڑا ہوں جس کے نور سے مشرق مغرب میں زمین کے تمام راستے منور ہو گئے۔

(۲) سب کے سب بت اس کے لیے گر پڑے اور شاہانِ جہان کے دل رعب وخوف سے تھر تھرا اٹھے۔

(۳) تمام اہلِ فارس کی آگ ٹھنڈی اور تاریک ہوگئی اور شاہِ فارس (کسریٰ) نے رات بڑے کرب میں گذاری ہے۔

(۴) اے آلِ قصی اپنی گمراہی سے باز آجاؤ اور اسلام وجنت کی طرف

دوڑ پڑو۔ (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۵۲ باب ما ظہر فی لیلۃ مولدہ ﷺ)

(۳) میلاد النبی ﷺ بزبان حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ

جب سیدہ آمنہ کو نورِ نبوت کی امانت ملی

وفی روایۃ کعب بن الاحبار انہ نودی تلک اللیلۃ فی السمآء و صفاحھا والارض و بقاعھا ان النور المکنون الذی منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بطن امہ فیاطوبٰی ثم یاطوبٰی و اصبحت یومئذ اصنام الدنیا منکوستا و کانت قریش فی جدب شدید و ضیق عظیم فاخضرت الارض و حملت الاشجار و اتاھم الرفد من کل جانب فسمیت تلک السنۃ التی حمل فیھا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنۃ الفتح والابتھاج۔

(مواہب اللدنیہ مع الزرقانی جلد اول صفحہ ۱۰۵ ذکر تزوج عبداللہ آمنۃ)

ترجمہ: حضرت کعب بن الاحبار سے روایت ہے کہ اس رات زمین و آسمان کی وسعتوں میں ندا کی گئی کہ وہ نورِ مکنون جس سے نبی ﷺ کا ظہور ہوگا، اپنی والدہ کے بطن میں جلوہ گر ہو گیا ہے، تو مبارک ہو پھر مبارک ہو۔ اس دن صنم ہائے دنیا اوندھے ہو گئے۔ قریش سخت قحط سالی اور تنگ دستی میں تھے اب وہ ان کی زمین سرسبز ہو گئی درخت بارور ہو گئے اور ہر طرف خیر و برکت آنے لگی۔ اس لیے جس میں نبی ﷺ اپنی والدہ کے بطنِ انور میں رہے اسے سن فتح و ابتہاج (سالِ

کامرانی ومسرت) کہا گیا۔

خلاصہ دلیل ہشتم

ہم نے بنظرِ اختصار صرف چند مشہور و عظیم المرتبت تابعین کا ذکر کیا ہے ورنہ یہ سلسلہ طویل تر ہے۔ اور مذکورہ احادیث اور اس طرح کی دیگر غیر مذکور احادیث سے یہ امور ثابت ہوتے ہیں۔

۱۔ تابعین میں سے جلیل القدر اور کثیر العلم حضرات نے اپنے اپنے حلقہ درس میں نبی ﷺ کے میلاد کا بیان اپنا وطیرہ بنایا ہوا تھا، عروہ بن زبیر، عکرمہ، مجاہد اور کعب بن احبار کا مقام تابعین میں نہایت بلند ہے۔ اور ان کی زبان سے امتِ محمدیہ کو احادیث رسول اللہ ﷺ کے بڑے بڑے خزانے منتقل ہوئے ہیں۔

۲۔ یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ذکر میلاد النبی ﷺ کی محفل ومجلس کو بدعت ضلالت کہنا صحیح نہیں، جس عمل کا اصل دورِ نبوی میں موجود ہو پھر دورِ صحابہ وتابعین میں بھی اس کا اصل ثابت ہو، اگر وہ عمل بھی بدعت ضلالت ہے تو بتلایا جائے کہ پھر سنت کسے کہتے ہیں جو اہلِ علم غلط فہمی کی بناء پر محفل میلاد کو بدعت ضلالت کہتے ہیں ہمارے ان صفحات کا مطالعہ کرنے کے بعد انہیں چاہیے کہ اپنے نظریہ پر نظر ثانی کریں۔

دلیل نہم: دوشنبہ اور بارہ ربیع الاول کا دن ہر لحاظ سے روزِ جمعہ کی طرح ہے لہٰذا اس کی طرح یومِ عید بھی ہے

روزِ جمعہ کا آدم علیہ السلام سے تعلق

طبقات ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ

عن ابی لبابۃ بن عبد المنذر ان رسول اللہ صلی اللہ

علیه وسلم قال یوم الجمعة سید الایام و اعظمها
عند الله خلق الله فیه آدم و اهبط فیه آدم الی
الارض وفیه توفّی الله آدم۔

(طبقات ابن سعدیہ جلد اول صفحہ ۳۰ ذکر من ولد رسول اللہ ﷺ من الانبیاء)

ترجمہ: ابولبابہ بن عبدالمنذر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
روزِ جمعہ سردارِ ایام ہے اور اللہ کے ہاں سب دنوں سے افضل، اس
میں اللہ نے حضرت آدم کو پیدا فرمایا، اس میں آدم واردِ ارض ہوئے
اور اسی میں انہوں نے وصال فرمایا۔

کنز العمال

عن اوس بن اوس الثقفی عن النبی صلی الله علیه
وسلم قال من افضل ایامکم یوم الجمعة فیه خلق
آدم و فیه قبض و فیه النفخة و فیه الصعقة
فاکثروا علی الصلٰوة فیه فان صلٰوتکم تعوض علی۔
قالوا یارسول الله کیف تعرض علیك صلٰوتنا و قد
ارمت و یقول بلیت؟ قال ان الله حرم علی الارض
ان تاکل اجساد الانبیاء۔ (حم و ابونعیم)

(کنز العمال جلد ہشتم صفحہ ۳۶۸ (حم و ابونعیم) (حرف الصاد) الباب السادس فی صلوٰۃ الجمعہ طبع
حلب حدیث ۲۳۳۰۱)

ترجمہ: اوس بن اوس ثقفی نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا
تمہارے دنوں میں سے روزِ جمعہ ہے اسی دن حضرت آدم پیدا

ہوئے اسی میں فوت ہوئے، اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اس روز تم مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھا کرو تمہارا درود مجھے پیش کیا جاتا ہے، لوگ کہنے لگے: یارسول اللہ آپ کو ہمارا درود اس وقت کیسے پیش کیا جائے گا جب آپ خاک میں مل جائیں گے اور ایک قول یوں ہے کہ بوسیدہ ہو جائیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجسام کو کھانا حرام قرار دے دیا ہے۔

نوٹ: مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۲۰ میں یہی حدیث اوس بن اوس بحوالہ ابوداؤد نسائی ابن ماجہ دارمی اور الدعوات الکبیر (للبیہقی) موجود ہے۔

مشکوٰۃ شریف

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير يوم طلعت فيه الشمس يوم الجمعة فيه خلق آدم و فيه اهبط و فيه تيب عليه و فيه مات۔ رواه مالك و ابوداؤد والترمذی والنسائی۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۲۰ باب الجمعہ الفصل الثانی)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جمعہ ہر اس دن سے بہتر ہے جس میں سورج طلوع کرتا ہے۔ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی میں زمین پر بھیجے گئے۔ اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی اور اسی میں ان کا وصال ہوا۔

دوشنبہ اور بارہ ربیع الاول کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق

الوفا

قال ابن اسحاق ولد رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم الاثنین عام الفیل لاثنتی عشرۃ لیلة مضت من شهر ربیع الاول۔ (الوفا جلد اول صفحہ ۹۰ فی ذکر مولد نبینا)

ترجمہ: ابن اسحاق نے کہا نبی ﷺ عام الفیل میں پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

المواهب اللدنیه

والمشهور انه صلی الله علیه وسلم ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول وهو قول ابن اسحاق وغیره قال ابن کثیر وهو المشهور عند الجمهور و بالغ ابن الجوزی و ابن الجزار فنقلا فیه الاجماع وهو الذی علیه العمل۔

(المواہب مع الزرقانی جلد اول صفحہ ۱۳۲ طبع بیروت)

ترجمہ: سب سے مشہور قول یہی ہے کہ نبی ﷺ پیر کے روز بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے یہی ابن اسحاق وغیرہ کا قول ہے ابن کثیر وغیرہ کا قول ہے ابن کثیر نے کہا جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے اور ابن جوزی اور ابن جزار نے تو بڑا اضافہ کیا اور اس پر اجماع نقل کیا، بہر حال اسی قول پر امت کا عمل ہے۔

پیچھے آپ خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۵۰ کے حوالہ سے پڑھ چکے ہیں کہ جس رات کو نبی ﷺ پیدا ہوئے آپ کے دادا عبد المطلب ایک راہب عیص نامی کے پاس گئے تو اس نے کہا وہ بچہ جس کا مجھے انتظار تھا وہ پیدا ہو گیا ہے۔ تم اس کے باپ (یعنی دادا) ہو وہ پیر کے دن پیدا ہوا ہے، پیر کو اعلان نبوت کرے گا اور پیر کے دن ہی وصال کرے گا۔

حدیث کا صاف فیصلہ

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال ولد رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم الاثنین فی اول شهر ربیع الاول و انزلت علیه النبوة فی یوم الاثنین فی اول شهر ربیع الاول و دخل المدینة فی یوم الاثنین فی اول شهر ربیع الاول و توفی فی یوم الاثنین فی اول شهر ربیع الاول۔

(دلائل النبوة ابو نعیمؒ جلد اول صفحہ ۱۹۱، الفصل الحادی عشر حدیث نمبر ۹۰ طبع حلب) (سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ ۹۴ باب ذکر مولدہ ﷺ طبع بیروت) (الوفا باحوال المصطفیٰ (ابن جوزی) جلد اول صفحہ ۲۴۹ الباب الثامن)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے پیر کے دن ربیع الاول کے پہلے حصہ میں پیدا ہوئے آپ پر نبوت بھی پیر کے دن ربیع الاول کے پہلے حصے میں نازل ہوئی، آپ مدینہ طیبہ میں داخل بھی پیر کے دن ربیع الاول کے پہلے حصہ میں ہوئے اور آپ کا وصال بھی پیر کے دن ربیع الاول کے پہلے حصہ میں ہوا۔

مذکورہ روایات واحادیث سے یہ امور ثابت ہوتے ہیں

۱- جمعہ کے روز آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔

۲- جمعہ ہی جناب آدم کے زمین پر اترنے کا دن ہے یعنی حضرت آدم کا یوم بعثت ہے۔

۳- جمعہ کے روز ہی آپ کی توبہ قبول کی گئی اور ابتلاء وامتحان کے دور سے آزادی ملی۔

۴- جمعہ کے روز آپ نے دنیا سے وصال فرمایا۔

۵- جب کہ پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد ہوا۔

۶- پیر کے دن ربیع الاول میں کو آپ پر نزولِ قرآن کا آغاز ہوا یعنی ربیع الاول پیر کا دن آپ کا یومِ بعثت اور ماہ بعثت ہے۔

۷- ربیع الاول میں پیر کے دن آپ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے یعنی یہ دن اور تاریخ اسلام کا یومِ آزادی ہے کہ نبی علیہ السلام اور صحابہ کو اللہ تعالیٰ نے کفار کے ظلم سے نجات کا مقام اور جائے پناہ عطا فرمائی جو بہت بڑی نعمت ہے۔

۸- بارہ ربیع الاول کو ہی آپ کا وصال ہوا۔

نتیجہ: جو خصوصیات روزِ جمعہ کی ہیں بعینہٖ بارہ ربیع الاول کی ہیں اور جن وجوہ سے جمعہ کا روز متبرک ہوا ہے انہی وجوہ سے بارہ ربیع الاول بھی متبرک ہے، جس کا صاف صاف نتیجہ یہ ہے کہ جس طرح جمعہ اہلِ اسلام کے لیے یوم عید ہے۔ بارہ ربیع الاول بھی یوم عید ہے۔ بلکہ جمعہ سے بھی بڑی عید ہے، کیونکہ جمعہ حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت سے مشرف ہوا ہے اور بارہ ربیع الاول سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے مشرف

ہے جن کے واسطے سے حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی۔ اور جن کی ذات پر درود شریف پڑھنے سے حضرت آدم کا نکاح ہوا۔

رہا جمعہ کا عید ہونا تو اس کی ہم آگے مستند احادیث کی روشنی میں تحقیق لا رہے ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر کوئی اعتراض کرے کہ جمعہ میں تو اللہ نے مسلمانوں کے لیے ایک مخصوص نماز مقرر کی ہے اور ایک مخصوص اجتماع کا حکم دیا ہے پھر چاہیے تھا کہ بارہ ربیع الاول کو بھی اللہ تعالیٰ ایسی ہی کسی نماز اور اجتماع کا حکم دیتا، ایسا کیوں نہیں ہوا کیا وجہ ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کی امت پر تخفیف کرتے ہوئے ایسا حکم نہیں دیا گیا کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین بن کر آئے ہیں اور رحمت کا تقاضا تخفیف بھی ہے۔ ہاں اگر اہلِ اسلام اس دن تبرعاً اور تطوعاً اجتماع کریں جلسے کریں محافل میلاد قائم کریں۔ یا شکرانے کے نوافل ادا کریں تو اس سے بڑی سعادت کوئی نہیں تاہم اس دن کسی خاص نماز اور خاص اجتماع کو امت پر تخفیف کے لیے فرض نہیں کیا گیا، اگر ہماری بات پر یقین نہیں تو علامہ سیوطی علیہ الرحمہ کا فیصلہ سنیے جو انہوں نے علامہ وقت امام عبیداللہ بن الحاج کی کتاب المدخل سے نقل کیا ہے۔

الحاوی للفتاویٰ

فان قال قائل قد التزم علیه الصلوٰة والسلام فی الاوقات الفاضلة ما التزمهٗ مما قد علم ولم یلتزم فی هذا الشهر ما التزمه فی غیره فالجواب ان ذالك لما علم من عادته الکریمة انه یرید التخفیف عن

امته سيما فيما كان يخصه الا ترى انه عليه السلام حرم المدينة مثل ما حرم ابراهيم مكة و مع ذالك لم يشرع فى قتل صيده ولا قطع شجره الجزاء تخفيفا على امته رحمة بهم فكان ينظر الى ماهو من جهته و ان كان فاضلا فى نفسه فيتركه للتخفيف عنهم۔

(الحاوی للفتاویٰ جلد اول صفحہ ۱۹۴ حکم عمل المولد) (سیرت شامیہ، علامہ شیخ محمد بن یوسف شامی)

ترجمہ: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نبی ﷺ نے بابرکت اوقات میں کئی عبادات کی پابندی کی مگر ماہِ ربیع الاول میں ایسی کوئی پابندی آپ سے دیکھنے میں نہیں آئی۔ کیوں؟ جواب یہ ہے کہ آپ کی یہ معروف عادتِ کریمہ تھی کہ آپ امت کے لیے تخفیف کے طلب گار رہتے تھے۔ خصوصاً ان معاملات میں جو آپ کی ذات سے متعلق ہوں، مثلاً یہ کہ جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا نبی علیہ السلام نے مدینہ کو حرم فرمایا۔ مگر حرمِ مکہ کی طرح حرمِ مدینہ میں شکار مارنے اور درخت کاٹنے پر کوئی سزا جاری نہیں فرمائی محض امت پہ تخفیف کرتے ہوئے، تو جو وقت یا جگہ آپ کی ذات سے متعلق ہو اس میں آپ امت پر تخفیف کرتے ہوئے کسی عبادت کی پابندی نہ فرماتے تھے اگرچہ وہ اپنی جگہ بڑا ہی بابرکت ہوتا تھا۔

یومِ عید میلاد النبی جمعہ کی طرح ہے، شارح شفا امام خفاجی کا فیصلہ

ان یوم الاثنین فی حقہٖ صلی اللہ علیہ وسلم کیوم الجمعۃ لآدم علیہ السلام فانہ فیہ خلق و فیہ نزل الی الارض و فیہ تاب اللہ علیہ و مات فیہ ولم یجعل اللہ تعالٰی فی یوم الاثنین یوم مولدہٖ علیہ السلام من التکلیف بالعبادات ما جعل فی یوم الجمعۃ المخلوق فیہ ادم من صلٰوۃ الجمعۃ والخطبۃ و غیر ذٰلک اکراما لنبیہٖ علیہ الصلٰوۃ والسلام بالتخفیف عن امتہٖ بسبب وجودہٖ قال تعالٰی وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین و من ذٰلک عدم التکلیف.

(شرح شفا علامہ احمد شہاب الدین خفاجی مصری علیہ الرحمہ) (جواہر البحار علامہ یوسف نبہانی مصری جلد سوم صفحہ ۳۶۸ طبع مصر من جواہر سید احمد عابدین دمشقی)

ترجمہ: بلاشک پیر کا دن نبی علیہ السلام کے لیے ایسے ہے جیسے آدم علیہ السلام کے لیے جمعہ کا دن کیونکہ حضرت آدم جمعہ میں پیدا ہوئے اسی میں زمین پر اترے، اسی میں آپ کی توبہ قبول ہوئی اور اسی میں آپ نے وصال فرمایا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے پیر کے دن میں جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوم میلاد ہے کوئی نماز یا خطبہ لازم نہیں کیا جیسے جمعہ میں کیا ہے جو کہ حضرت آدم کا یوم میلاد ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی عزت افزائی کے لیے، آپ کے صدقہ میں آپ کی امت پر تخفیف فرماتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے: وما ارسلناك الا رحمةً للعٰلمين اور ہم نے

آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

جمعہ کی طرح یومِ میلاد بھی یومِ مغفرت ہے امام جلال الدین بن عبد الملک کا فتویٰ

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز ترین تلامیذ میں سے حضرت امام محمد بن یوسف شامی ہیں جن کی کتاب سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرت خیر العباد المعروف سیرتِ شامیہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے عالم اسلام میں شہرتِ دوام بخشی ہے۔ آپ نے اس میں جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانے کے جواز پر ان گنت مستند فقہاء، ومحدثین کے اقوال پیش کیے ہیں، ہمارے پاس یہ کتاب موجود نہیں۔ البتہ شاہ فضل الرسول رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تصحیح المسائل میں اس کے چند اقتباسات لکھے ہیں یہ کتاب تصحیح المسائل تقریباً ۱۲۷۰ھ میں مطبع گلزار حسنی بمبئی سے چھپی تھی ہمارے پاس موجود ہے۔ اسی طرح شیخ عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی نے الدر المنتظم میں سیرت شامیہ سے ویسے ہی چند اقتباسات پیش کیے ہیں۔ یہ کتاب الدر المنتظم ۱۳۰۷ھ میں چھپی تھی ہمارے پاس موجود ہے۔ ہم اس میں موضوع کی مناسبت سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں۔

و قال الشیخ الامام جمال الدین عبدالرحمٰن بن عبدالملک المعروف بالمخلص الکتانی مولد رسول اللہ مبجل مکرم. قدس یوم ولادتہ و شرف و عظم. و کان وجودہ سبب النجاۃ لمن تبعہ و تقلیل حظ جھنم من اعدلہ الفرح بولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم و تمت برکاتہ علی من اھتدیٰ بہ

فیُشابه هذا الیوم یوم الجمعة من حیث ان یوم الجمعة لا تسحو فیه جهنم هکذا ورد عنه صلی الله علیه وسلم فمن المناسب اظهار السرور و انفاق المیسور و اجابة من دعاه رب الولیمة للحضور۔

(تصحیح المسائل صفحہ ۲۵۷ بحث مولد شریف) (الدرالمنتظم صفحہ ۹۸ ساتواں باب)

ترجمہ: شیخ امام جمال الدین عبدالرحمان بن عبدالملک المعروف مخلص کتانی فرماتے ہیں میلادِ رسول ﷺ قابل صد عزت و احترام ہے آپ کا یوم ولادت مشرف و معظم ہے۔ آپ کا وجود آپ کے غلاموں کے لیے سبب نجات ہے اور میلاد کی خوشی منانے والوں کے لیے جہنم کا حصہ کم کرنے کا باعث ہے۔ تو یوم میلاد یوم جمعہ کی طرح ہو گیا۔ جس میں جہنم نہیں بھڑکایا جاتا نبی ﷺ سے ایسے ہی مروی ہے اس لیے مناسب ہے کہ آپ کے میلاد پر اظہارِ مسرت کیا جائے۔ طاقت کے مطابق مال خرچ کیا جائے اور اگر کسی نے اس موقع پر دعوت کی ہو تو اس میں شرکت کی جائے۔

دلیل دہم: بارہ ربیع الاول یومِ ولادتِ رسول بھی ہے اور یوم آزادی اسلام بھی

ابھی آپ نے پڑھا کہ نبی ﷺ کی ولادت بھی بارہ ربیع الاول کو ہوئی اور آپ نے مدینہ طیبہ میں ورود مسعود بھی بارہ ربیع الاول کو فرمایا۔ مزید تسلی کے لیے ہم چند عبارات پیش کیے دیتے ہیں اور پھر ہم اپنا مدعیٰ بیان کریں گے۔

الوفا باحوال المصطفیٰ

قال الزهری قدم رسول الله صلی الله علیه وسلم المدینة یوم الاثنین لاثنتی عشرة لیلة خلت عن ربیع الاول۔ (الوفا ابن جوزیؒ جلد اول صفحہ ۲۴۹ الباب الثامن)

ترجمہ: زہریؒ کہتے ہیں نبی ﷺ بارہ ربیع الاول کو مدینہ طیبہ میں تشریف لائے۔

طبقات ابن سعد

فلما کان الیوم الذی قدم فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو یوم الاثنین لیلتین خلتا من شهر ربیع الاول و یقال لاثنتی عشرة لیلة خلت من شهر ربیع الاول۔

(طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۲۲۳ ذکر خروج رسول اللہ ﷺ الی المدینۃ)

ترجمہ: جب نبی ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو وہ پیر کا دن دو ربیع الاول اور کہا گیا ہے کہ بارہ ربیع الاول کی تاریخ تھی۔

زاد المعاد

فلما انتهوا الی المدینة و ذالك یوم الاثنین لاثنتی عشرة لیلة خلت من شهر ربیع الاول۔

(زاد المعاد جلد اول مع الزرقانی صفحہ ۸۵)

ترجمہ: جب حضور مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ اور یہ پیر کا دن بارہ ربیع الاول کی تاریخ تھی۔

پیچھے آپ پڑھ چکے ہیں کہ نبی ﷺ نے مدینہ طیبہ آ کر دیکھا کہ یہود دس محرم الحرام یعنی عاشورا کے دن روزہ رکھتے اپنے بچوں اور عورتوں کو اچھے اچھے لباس اور زیور پہناتے ہیں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے قوم فرعون سے نجات عطا فرمائی تو ہم اظہار شکر کے لیے روزہ رکھتے ہیں اور حضرت موسیٰ کی یاد مناتے ہیں، حضور علیہ السلام نے فرمایا: ہم موسیٰ علیہ السلام کی یاد منانے کے زیادہ حقدار ہیں۔ (نحن احق بموسٰی منکم مسلم شریف) چنانچہ نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام نے عاشورا کا روزہ رکھا، علاوہ ازیں نبی علیہ السلام نے فرمایا: اے مسلمانو! یہ عاشورا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عید ہے یعنی اُن کا یادگار دن ہے۔ (مسلم شریف)

نتیجہ:

جس طرح عاشورا قوم بنی اسرائیل کے لیے آزادی کا دن تھا اسی طرح بارہ ربیع الاول اہلِ اسلام کے لیے آزادی کا دن ہے۔ جیسے عاشورا میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو قوم فرعون کے ظلم وستم سے نجات دی۔ نبی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کو کفار مکہ کے ظلم واستبداد سے نجات کا مقام عطا فرمایا اور جائے پناہ عنایت کر دی اور آزادی سے اسلام کی تبلیغ شروع ہو گئی۔ حضور ﷺ نے بنی اسرائیل کو عاشوراء بطور یوم آزادی مناتے دیکھا تو اسے پسند فرمایا۔ اور مسلمانوں کو بھی اس میں شرکت کا حکم دیا اور یہ بھی فرمایا کہ اس دن گھر والوں کو زیادہ خرچہ دیا کرو (تاکہ وہ اچھے اچھے کھانے تیار کر سکیں اور دعوتِ عام ہو) تو اہلِ اسلام کو چاہیے کہ بارہ ربیع الاول کے دن کو بطور یوم آزادی اسلام ہمیشہ ہمیشہ کے لیے منایا کریں، مجالس واجتماعات کر کے اس نعمت کا شکریہ ادا کیا کریں، گویا بارہ ربیع الاول دو طرح سے مسلمانوں کے لیے مسرت اور خوشی کا دن ہے۔ یہ یوم ولادت رسول بھی

ہے اور یومِ آزادی اسلام بھی اور یہ دونوں اللہ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں جن کا ذکر اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے۔

ولادت رسول کی نعمت کا ذکر یوں فرمایا:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾

(سورۃ توبہ، آیت: ۱۲۸)

ترجمہ: تحقیق تشریف لایا تمہی سے تمہارے پاس رسول تمہارا مشکل میں پڑنا اسے ناگوار ہے اور وہ مومنوں کے لیے مہربان اور رحیم ہے۔

اور فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۶۴﴾ (آلِ عمران: ۱۶۴)

ترجمہ: تحقیق احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر۔ کہ ان میں رسول بھیج دیا جو انہوں میں سے ہے ان پر اللہ کی آیات پڑھتا، انہیں پاکیزہ بناتا اور کتاب وحکمت سکھلاتا ہے، اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

جب کہ آزادی اسلام اور کفار مکہ کے ظلم وستم سے نجات کی نعمت کا تذکرہ یوں فرمایا:

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی بعد ازاں کہ انہیں ظلم کا نشانہ بنایا گیا۔ ہم انہیں دنیا میں بہترین ٹھکانہ (مدینہ شریف میں سکونت) عطا فرمائیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے اگر وہ جانیں۔ (سورہ نحل، آیت: ۴۱)

جس طرح آج یوم آزادی پاکستان پر خوشی کی جاتی ہے جشن منایا جاتا ہے اسی طرح بارہ ربیع الاول میں بانی اسلام ﷺ اور آپ کے صحابہ کو کفار مکہ کے ظلم و استبداد سے آزادی ملی اور وہ شہر مدینہ میں سکونت پذیر ہوئے اور عظمت اسلام کی بنیاد پڑی اور پہلی اسلامی ریاست وجود میں آئی۔ پاکستان کی صورت میں قائداعظم نے اسلامی ریاست قائم کی تو مدینہ طیبہ کی صورت میں نبی اکرم ﷺ نے اسلام کی پہلی ریاست قائم کی۔ اگر پاکستان کی خوشی جائز ہے تو جس دن پہلی اسلامی ریاست بنی اس کی خوشی کیوں جائز نہیں۔

دلیل یاز دہم: حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت کا وقت ہر بار جب بھی لوٹ کر آتا ہے رحمتیں اور برکتیں لے کر آتا ہے

جمعہ کے دن عصر کے بعد وہ ساعت آتی ہے کہ جو مانگو اللہ عطا فرماتا ہے

ترمذی شریف

عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم التمسوا الساعة التی ترجی فی یوم الجمعة بعد العصر

الی غیبوبة الشمس۔

(ترمذی شریف جلد اول باب الجمعۃ) (مشکوۃ شریف صفحہ ۱۲۰ باب الجمعۃ طبع نور محمد کراچی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو ساعت روز جمعہ طلب کی جاتی ہے اسے عصر سے غروب آفتاب تک تلاش کرو۔

ابو داؤد شریف

عن جابر بن عبداللہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه قال یوم الجمعة ثنتا عشرة یرید ساعة لا یوجد مسلم یسئل اللہ شیئا الا اتاہ اللہ عزوجل فالتمسوها اخر ساعة بعد العصر۔

(ابو داؤد شریف جلد اول صفحہ ۱۵۰ کتاب الصلوۃ باب الجمعہ، الدجاجۃ آیت ساعۃ)

ترجمہ: جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یومِ جمعہ میں ایک ساعت ہے اس میں جو مسلمان جو دعا مانگتے پایا جائے اللہ اسے قبول فرماتا ہے تو تم وہ ساعت جمعہ کو عصر کے بعد تلاش کرو۔

نسائی شریف

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے طویل حدیث مروی ہے جس کے آخر میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں روز جمعہ کی اس گھڑی کو جانتا ہوں جس میں ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں:

فقلت یا اخی حدثنی بها قال هی اخر ساعة من الجمعة قبل ان تغیب الشمس۔

یاد رہے یہی حدیث مسند احمد بن حنبل میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

فقال هی فیما بین العصر والمغرب۔

یعنی حضرت عبداللہ نے فرمایا: وہ ساعت عصر ومغرب کے درمیان ہے۔ دیکھیے، مسند احمد بن حنبل مبوب جلد ششم صفحہ ۱۶ مصر باب ماورد فی ساعۃ الجمعۃ۔

مسند امام احمد بن حنبل

عن ابی سعید الخدری و ابی هریرة رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان فی الجمعة لساعة لا یوافقها عبد مسلم یسئل الله عزوجل فیها الا اعطاه وهی بعد العصر۔

(مسند امام احمد بن حنبل مبوب جلد ششم صفحہ ۱۳ باب ماورد فی ساعۃ الجمعۃ)

ترجمہ: ابوسعید خدری ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ میں ایک وہ ساعت ہوتی ہے جس میں ایک مسلمان بندہ جو بھی دعا کرے قبول ہو جاتی ہے اور وہ عصر کے بعد آتی ہے۔

نوٹ: جمعہ کے دن ساعۃ قبولیت میں اختلاف ہے کہ کب آتی ہے مگر تمام اقوال میں سے بہتر اور راجح واقوی قول یہی ہے کہ وہ عصر کے بعد سے غروب شمس تک کے مابین آتی ہے، اکثر علماء کا یہی فتویٰ ہے۔

ابن قیم کا فتویٰ

روی سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی الله عنهما قال الساعة التی تذکر یوم الجمعة ما بین صلوة العصر الی غروب الشمس، و کان سعید بن جبیر اذا صلی العصر لم یکلم احدا حتی تغرب الشمس و

ھذا ھو قول اکثر السلف وعلیہ اکثر الاحادیث۔

(زاد المعاد علی الزرقانی جلد اول صفحہ ۳۹۴ بحث نفیس فی ساعۃ الجمعۃ)

ترجمہ: سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جمعہ کے دن جس ساعت کا ذکر کیا جاتا ہے، عصر سے غروب آفتاب تک متوقع ہوتی ہے، اور سعید بن جبیر عصر پڑھنے کے بعد غروب آفتاب تک کسی سے بات نہ کرتے تھے اور یہی اکثر سلف کا قول ہے اور اکثر احادیث بھی اسی قول پر ہیں۔

خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا طرزِ عمل

گفت بندہ ضعیف عفا اللہ عنہ بتحقیق بصحت رسید است از حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا وعلی سائر اہل بیت النبوۃ کہ دے مے گماشت خادمہ خود را تا انتظار کند ونگہ بانی نماید آخر ساعت را از روز جمعہ وخبر کند تا ذکر و دعا کند در وے واللہ اعلم۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ جلد اول کتاب الصلوۃ باب الجمعہ صفحہ ۶۱۰ (نولکشوری)

ترجمہ: بندہ ضعیف عفا اللہ عنہ (شیخ عبد الحق محدث دہلوی) کہتا ہے کہ تحقیق کے ساتھ یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا وعلیٰ سائر اہلِ بیت النبوۃ نے ایک لونڈی مقرر کر دی ہوتی تھی جو روز جمعہ کے آخر وقت پر آپ کو متنبہ کرتی اور آپ اس میں مشغولِ ذکر و دُعا ہو جاتیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا یہ عمل علامہ ابن الحاج نے بھی المدخل میں بیان فرمایا ہے جسے جواہر البحار میں علامہ نبہانی نے جلد اول صفحہ ۲۲۴ (طبع مصر) میں نقل کیا ہے۔

بہر حال یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ جمعہ کے دن والی ساعتِ قبولیت عصر کے بعد غروب شمس تک کسی وقت آتی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن عصر کے بعد پیدا کیا

مسلم شریف و مسند احمد بن حنبل

عن ابی هریرة قال اخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم بیدی فقال خلق الله التوبة یوم السبت و خلق فیها الجبال یوم الاحد و خلق الاشجار یوم الاثنین و خلق المکروه یوم الثلاثآء و خلق النور یوم الاربعاء و بث فیها الدوات یوم الخمیس و خلق آدم علیه السلام بعد العصر من یوم الجمعة فی آخر الخلق فی آخر ساعة من ساعات الجمعة فیما بین العصر الی اللیل۔

(مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۳۷۱ کتاب صفۃ المنافقین و احکام مہم باب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار طبع نور محمد کراچی) (مسند امام احمد بن حنبل مبوب جلد ۲۰، صفحہ ۸ کتاب خلق العالم باب ماورد فی خلق السماوات السبع والارضین طبع مصر قاصرہ) (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۷ حرف الخاء کتاب خلق العالم (خلق التربۃ) طبع صلب حدیث ۱۵۱۲۵)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ تھام کر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کو زمین پیدا کی، اتوار کو پہاڑ بنائے، پیر کو درخت پیدا کیے منگل کو مکروہات کی پیدائش کی۔ بدھ کو نور بنایا، جمعرات کو زمین پر جانور پھیلائے اور جمعہ کے دن آخری وقت میں

عصر کے تمام مخلوق کے آخر میں حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔

طبقات ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ

عن ابی سلمۃ عن عبداللہ بن سلام قال خلق اللہ آدم فی آخر یوم الجمعۃ۔

(طبقات جلد اول صفحہ ۳۰ ذکر من ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الانبیاء)

ترجمہ: ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن آخری وقت میں پیدا فرمایا۔

جمعہ کے دن عصر کے بعد ساعۃ اجابت خلق آدم علیہ السلام کی برکت سے ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

کنزالعمال

عن عطاء بن ابی رباح قال کنت عند ابن عباس فاتاہ رجل فقال یا ابن عباس! ارأیت الساعۃ التی ذکرھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجمعۃ ھل ذکرھا لکم منھا؟ فقال اللہ اعلم ان اللہ خلق آدم یوم الجمعۃ بعد العصر خلقہ من اریم الارض کلھا الا تری ان من ولدہ الاسود والاحمر والخبیث والطیب۔

(کنزالعمال جلد ۸ صفحہ ۳۸۱ تا ۳۸۲ حرف الصاد صلوٰۃ الجمعہ (ساعۃ الجمعہ) حدیث ۲۲۳۵۷ طبع حلب)

ترجمہ: عطا بن ابی رباح سے روایت ہے کہتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص نے آکر کہا ابن عباس جمعہ کی جس ساعت کے بارہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر فرمایا کرتے تھے، کیا اس کی کوئی وجہ آپ نے ارشاد فرمائی تھی؟ ابن عباس نے فرمایا: اللہ بہتر جانتا ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد ساری زمین کی مختلف طرح کی مٹی سے پیدا کیا۔ اسی لیے تو آپ کی اولاد میں کوئی سیاہ ہے تو کوئی سرخ اور کوئی خبیث ہے تو کوئی پاکیزہ۔

مذکورہ احادیث سے یہ امور ثابت ہوئے

1. جمعہ کے دن عصر کے بعد دن کے آخری وقت میں ایک گھڑی وہ آتی ہے کہ بندہ جو کچھ مانگے اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے جب تک حرام کا سوال نہ کرے۔ آدم علیہ السلام جمعہ کے دن عصر کے بعد دن کے آخری وقت میں پیدا کیے گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ یہ ہے کہ جمعہ کی اس گھڑی کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی برکت حاصل ہوئی ہے اور جب بھی یہ ساعت آتی ہے حضرت آدم کی پیدائش کی برکت سے آپ کی اولاد کی دعائیں دربارِ الٰہی میں قبول ہوتی ہیں۔

2. جب آدم علیہ السلام کی پیدائش والی ساعت کو اس قدر برکت و رحمت حاصل ہو گئی تو اس ساعت کا کیا کہنا ہے جس میں آدم و ماسواب انبیاء کے سردار اور باعث تکوین دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش ہوئی، تو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساعت بھی یقیناً جب آتی ہے ساعتِ جمعہ سے بھی زیادہ برکت

و رحمت لے کر آتی ہے اور اہلِ سنت اس کی برکت حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔

۵ پیدائش آدم علیہ السلام کی ساعت جمعہ کے سارے دن میں ایک ہے مگر اس کی برکت سے جمعہ کا سارا دن متبرک و مقدس ہو گیا، اسی طرح نبی علیہ السلام کی ولادت کی ساعت بھی بارہ ربیع الاول کو صبح صادق کے وقت آتی ہے، مگر اس کی برکت سے بارہ ربیع الاول کا سارا دن اور بارہ ربیع الاول کی ساری رات مقدس و مطہر ہو گئی اور اہلِ اسلام سارا دن اور ساری رات صدقات و خیرات کرتے اور محافل درود و سلام اور مجالس ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعقد کرتے رہتے اور رحمت خداوندی لوٹتے رہتے ہیں۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

ساعت ولادتِ رسول علیہ السلام کی برکت ساعتِ جمعہ سے کہیں زیادہ ہے

علامہ ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

علامہ یوسف نبہانی رحمہ اللہ نے امام ابن الحاج متوفی ۷۳۷ھ کی کتاب المدخل کا خلاصہ اپنی کتاب جواہر البحار جلد اول میں پیش کیا ہے جس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

جس گھڑی میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، جب اس کا حال یہ ہے کہ

کوئی مسلمان بندہ اس میں جو دعا کرے اللہ اسے اس کی مراد عطا فرما دیتا ہے تو

فلا شك ان من صادف الساعة التی ظهر فيها عليه الصلوٰة والسلام الى الوجود وهو يسل الله تعالىٰ شيئًا الا انه قد نجح وظفر بموارة۔

کوئی شک نہیں کہ جس گھڑی نبی ﷺ دنیا میں تشریف لائے، اس میں اللہ سے دعا کرنے والا کامیاب ہوتا ہے اور اس کی مرادیں پوری ہو جاتی ہیں کیونکہ جمعہ کی ساعت کو محض اس لیے فضیلت مل گئی کہ اس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں۔

فما بالك بالساعة التی ولد فيها سيد الاولين والآخرين صلى الله عليه وسلم۔

تو کیا خیال ہے تمہارا۔ اس ساعت کے متعلق، جس میں سید اولین و آخرین ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اور آپ کا ارشاد ہے: میں سید اولادِ آدم ہوں اور کوئی فخر نہیں اور آدم و اولادِ آدم میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

(جواہر البحار جلد اول صفحہ ۲۲۴ طبع مصر)

محدث وقت امام قسطلانی رحمہ اللہ کا جامع و محققانہ فتویٰ

صحیح قول پر آپ کا میلاد ربیع الاول میں ہے۔ محرم رجب رمضان یا کسی اور مہینہ میں نہیں۔ کیونکہ نبی ﷺ کسی زمانہ سے فضیلت حاصل نہیں کرتے بلکہ زمانہ آپ کی نسبت سے متشرف ہوتا ہے جیسے مقامات متشرف ہوئے ہیں۔ اگر آپ رمضان وغیرہ کسی مہینہ میں پیدا ہوتے تو کسی کو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ شاید آپ نے اس متبرک مہینہ سے عظمت حاصل کی ہے۔ اللہ نے آپ کو ربیع الاول میں پیدا کر کے بتلا دیا کہ

میرا حبیب خود مہینوں کو شرافت و کرامت عطا فرماتا ہے۔

اور جب جمعہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تو اللہ نے اس دن میں ایک ساعت رکھ دی جس میں دعا قبول کی جاتی ہے۔

فما بالك بالساعة التي ولد فيها سيد المرسلين۔

تو اس گھڑی کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جس میں سید المرسلین ﷺ پیدا ہوئے۔ (المواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۳ طبع بیروت)

نوٹ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۲ طبع لاہور میں ایسا ہی کلام فرمایا ہے اور ساعتِ ولادتِ رسول ﷺ کو ساعتِ جمعہ سے زیادہ بابرکت قرار دیا ہے۔

دلیل دوازدہم: میلاد النبی ﷺ کی خوشی اللہ تعالیٰ نے منائی

نبی ﷺ جہاں اپنی امت بلکہ تمام جہان کے لیے رحمت ہیں رحمۃ للعالمین ہیں، باعث تخلیق کائنات ہیں، سید اولاد آدم ہیں اور امام الانبیاء ہیں وہیں حبیب خدا، محبوب کبریا، جمال و جلالِ الٰہی کے مظہر اتم، اور قدرت کے فن تخلیق کا شاہکار اعظم بھی ہیں، آپ کی ولادت باسعادت کی خوشی جہاں مخلوق کو ہے خالق کو بھی ہے۔ آپ کے میلاد پر جہاں خدا کی خدائی اظہار مسرت کرتی ہے وہاں خود خالق کائنات میلاد النبی ﷺ کی خوشی مناتا ہے۔ لہٰذا میلاد النبی کی خوشی منانا سنتِ الٰہیہ ہے۔ مختصر دلائل درج ذیل ہیں۔

وما توفيقي الا بالله عليه توكلت واليه انيب۔

اللہ نے فرمایا نبی کے میلاد پر جنت کے دروازے کھول دیے جائیں

خصائص

واخرج ابو نعیم عن عمرو بن قتیبه قال سمعت ابی وکان من اوعیة العلم قال لما حضرت ولادة آمنة قال الله تعالٰی للملائکة افتحوا ابواب السمآء کلها وابواب الجنان کلها و امر الله الملائکة بالحضور فنزلت تبشر بعضها بعضا۔ (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۷)

ترجمہ: ابو نعیم نے عمرو بن قتیبہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے سنا جو علم کے خزانوں میں سے ایک خزانہ تھے، فرماتے تھے جب سیدہ آمنہ کو ولادت قریب ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے فرشتو! آسمان کے سب دروازے اور جنت کے سب دروازے کھول دو اور فرشتوں کو حکم دیا گیا تو وہ اتر کر ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے۔

اپنے حبیب کے میلاد پر اللہ نے سارا سال دنیا کو لڑکے تقسیم کیے

خصائص کبریٰ

اخرج ابونعیم عن عمرو ابن قتیبه قال و کان قد اذن الله تلك السنة للنساء الدنیا ان یحملن ذکورا

كرامة لمحمد صلى الله عليه وسلم و ان لا تبقى شجرة الا حملت ولا خوف الا عاد امنا۔

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۷ باب ما ظہر فی لیلۃ مولدہ ﷺ) (مواہب لدنیہ جلد اول مع الزرقانی صفحہ ۱۱۱ طبع بیروت)

ترجمہ: ابونعیم نے عمرو بن قتیبہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس سال تمام دنیا کی عورتوں کو حکم دیا کہ لڑکے ہی لڑکے جنیں، نبی ﷺ کی عزت افزائی کے لیے، اس سال میں ہر درخت پھل دار ہو گیا تھا اور ہر خوف امن میں بدل گیا تھا۔

آتش کدہ ایران ٹھنڈا ہو گیا ایوانِ کسریٰ کے منارے گر گئے

دلائل النبوۃ

عن مخزوم بن هانی المخزومی عن ابيه و كانت له من عمره خمسون و مأة سنة قال لما كان ليلة ولده فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم ارتجس ايوان كسرىٰ و سقطت منه اربعة عشرة شرافة و خمدت نار فارس ولم تخمد قبل ذالك بالف عام۔

(دلائل النبوۃ ابونعیم جلد اول صفحہ ۱۷۴ الفصل التاسع فی ذکر حمل امہ الخ) (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۹ باب ما ظہر فی لیلۃ مولدہ ﷺ) (الوفا باحوال المصطفیٰ (ابن جوزی) جلد اول صفحہ ۹۷ باب ۲۳)

ترجمہ: مخزوم بن ہانی اپنے والد سے جن کی عمر ڈیڑھ سو سال تھی روایت کرتے ہیں جب نبی ﷺ کی شب ولادت آئی شاہِ فارس کسریٰ کا محل

لرز اٹھا اور اس کے چودہ منارے گر گئے، اور فارس کا آتشکدہ سرد ہو گیا جو ایک سال سے مسلسل بھڑک رہا تھا۔

میلاد النبی ﷺ کی رات اللہ نے نہر کوثر کے کناروں پر ستر ہزار درخت لگائے

خصائص کبریٰ

اخرج ابونعیم عن عمرو بن قتیبة قال وقد انبت الله لیلة ولد علی شاطئ نهر الکوثر سبعین الف شجرة من المسك الاذفر وجعلت ثمارها بخور اهل الجنة و کل اهل السموات یدعون الله بالسلامة۔

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۷)

ترجمہ: ابونعیم نے عمرو بن قتیبہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں جس رات آپ پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے نہر کوثر کے کنارے کستوری کے ستر ہزار درخت پیدا فرمائے اور ان کے پھلوں سے جنت مہکنے لگی اور تمام آسمانی مخلوق آپ کے لیے سلامتی کی دعا کرنے لگی۔

میلاد النبی ﷺ پر آسمان سے زمین تک ایک نورانی چادر پھیلا دی گئی

مواھب لدنیه

اخرج ابونعیم عن ابن عباس رضی الله عنه قال

کانت آمنة تحدث عن نفسها و تقول لقد اخذنی ما

یاخذ النساء فسمعت و جبة شدیدة و امرا عظیما فھا

بنی ذلك فرایت کان جناح طیر ابیض قد مس علی

فوادی فذھب عنی کل رعب و کل وجع کنت اجد

فبینما انا کذلك اذ بدیباج ابیض قد مد بین السماء

والارض۔

(مواہب لدنیہ مع الزرقانی جلد اول صفحہ ۱۱۳) (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۷ تا ۴۸ باب ما ظہر فی لیلۃ مولدہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ترجمہ: ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں، سیدہ آمنہ بتلایا کرتی تھیں کہ مجھے عورتوں والی تکلیف شروع ہوئی تو میں نے ایک زوردار دھماکہ سنا جس سے میں خوف زدہ ہوگئی، پھر کیا دیکھتی ہوں کہ کچھ سفید پرندے میرے سینے پر اپنے پر مار رہے ہیں جس سے میرا سارا خوف اور درد جاتا رہا، ابھی یہی حالت تھی کہ اچانک ایک سفید تر چادر آسمان سے زمین تک پھیلا دی گئی۔

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سارا جہان نور سے بھر گیا اور ہر آسمان پر بے حد نورانی ستون لگوائے گئے

خصائص کبریٰ

اخرج ابونعیم عن عمرو بن قتیبة قال فلما ولد

النبی صلی اللہ علیہ وسلم امتلات الدنیا کلھا نورا و تباشرت الملائکۃ و ضرب فی کل سمآء عمود من زبرجد و عمود من یاقوت قد استنار بہ فھی معروفۃ فی السماء قد رآھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الاسرآء قیل ھذا ما ضرب لك استبشارا بولادتك۔

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۷ باب ماظہر فی لیلۃ مولدہ ﷺ)

ترجمہ: ابونعیم نے عمرو بن قتیبہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں، جب نبی ﷺ پیدا ہوئے تمام دنیا نور سے بھر گئی فرشتے ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے اور ہر آسمان میں زبرجد اور یاقوت کا ایک ایک ستون لگوا دیا گیا جس سے وہ آسمان روشن ہوگیا، وہ ستون آسمانوں میں معروف ہیں، نبی ﷺ نے شب معراج انہیں دیکھا تھا، آپ کے پوچھنے پر آپ کو بتلایا گیا کہ یہ ستون آپ کے میلاد کی خوشی میں لگوائے گئے ہیں۔

میلاد النبی پر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں عظیم الشان جھنڈے لگوائے

مواھب لدنیہ

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کانت آمنۃ تحدث

عن نفسها و تقول فکشف الله عن بصری فرأیت مشارق الارض و مغاربها و رأیت ثلاثة اعلام مضروبات علما بالمشرق و علما بالمغرب و علما علی ظهر الکعبة۔

(مواہب لدنیہ مع الزرقانی جلد اول صفحہ ۱۱۲ طبع بیروت) (خصائص کبری جلد اول صفحہ ۴۸) (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین (نبہانی)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں سیدہ آمنہؓ بتلایا کرتی تھیں کہ وقت ولادت اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پردے ہٹا دیے میں نے زمین کا مشرق مغرب دیکھ لیا، اور میں نے تین جھنڈے گڑے ہوئے دیکھے ایک جھنڈا مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر۔

نواب صدیق حسن خان اہلِ حدیث کی تائید

آپ کے میلاد پر جھنڈے لگوائے جانے کا ذکر نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب الشمامۃ العنبریہ فی مولد خیر البریہ (یہ کتاب مستقلاً میلاد النبیؐ پر لکھی گئی ہے) میں لکھتے ہیں:

''ابن عباس کہتے ہیں آمنہ کہتی تھیں جب حمل چھ مہینے کا ہوا خواب میں کسی نے مجھ سے کہا:

انك حملت بخیر العالمین فاذا ولدته فسمیه محمدا واکتمی شانه۔

(یعنی اے آمنہ تم نے تمام جہانوں سے افضل بچہ پیٹ میں اٹھایا ہے جب تم اسے جنو تو اس کا نام محمد رکھنا اور اس کی عظمت کو خفیہ رکھنا)

اور میں نے سفید چڑیاں دیکھیں جن کی چونچ زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے اور کچھ مرد عورت ہوا میں دیکھے ان کے ہاتھ میں چاندی کی صراحیاں تھیں۔ میں نے مشارق و مغارب ارض کو دیکھا، تین علم (جھنڈے) دیکھے۔ ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک پشت کعبہ پر۔ مجھے درد ولادت ہوا حضرت پیدا ہوئے دیکھا تو آپ سجدے میں ہیں اور ان کی آنکھ آسمان کی طرف جیسے کوئی متصرع مبتہل ہو۔"

(الشمامۃ العنبریہ من مولدہ خیر البریۃ صفحہ ۹ "فصل ذکر میں نسب و ولادت شریف آنحضرت ﷺ کے" سن طباعت ۱۳۰۵ھ)

نوٹ: قبل ازیں اسی باب دوم کی دلیل اول میں آپ نے بخاری شریف اور اس کی شرح کے حوالہ سے پڑھ لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر پیر کو ابولہب کے عذاب میں کمی کرتا ہے۔ گویا اللہ ہر پیر کو اپنے حبیب کی ولات کا صدقہ نکالتا اور اس میلاد کی خوشی مناتا ہے۔

مذکورہ احادیث و روایات سے یہ قابل توجہ امور ثابت ہوئے

- ① میلاد النبی ﷺ وہ مقدس و متبرک اور قابل صد مسرت مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنی کائنات میں اظہارِ فرحت کے اعلانات فرماتا ہے۔
- ② ہم اہلِ اسلام میلاد النبی کے موقع پر روشنی کرتے ہیں روشنی کے بلب ٹیوبیں

مرچیں فانوس اور روشنی کے بورڈ لگواتے ہیں۔ بعض حضرات یہ سب کچھ دیکھ کر سخت ناراض ہو جاتے ہیں کہتے ہیں بڑی فضول خرچی کر دی گئی ہے مگر قربان جائیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے میلاد پر ساتوں آسمان میں نور کے ستون قیامت تک کے لیے لگوا دیے جو اتنے نورانی ہیں کہ ان کی روشنی سے تمام آسمان منور ہیں جیسے حدیث کے الفاظ گزرے ہیں:

ضرب فی السمآء عمود من زبرجد و عمود من یاقوت قد استنار به.

علاوہ ازیں آسمان سے تا زمین نورانی چادر تنوا دی گئی۔

- یہ روشنی کا انتظام اللہ تعالیٰ نے صرف اور صرف اپنے حبیب کے میلاد کی خوشی میں کیا، اسی لیے معراج کی شب آپ کو وہ ستون خصوصاً ملاحظہ کروائے گئے اور کہا گیا:

هذا ما ضرب لك استبشار بولادتك.

یعنی یہ ستون آپ کی ولادت کی خوشی میں لگائے گئے۔ حدیث کے الفاظ بھی گذرے ہیں۔

- میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جھنڈیاں لگوائی جاتی ہیں اور اپنی مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ محبت سے خالی دل رکھنے والے کچھ پڑھے لکھے نادان لوگوں کو اس پر بڑی تکلیف ہوتی ہے کہ جھنڈیاں کیوں لگائی گئیں مگر دیکھیے اللہ تعالیٰ نے میلاد النبی کے موقع پر چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں نہیں بڑے بڑے عظیم الشان جھنڈے لگوا دیے، خود اہل حدیث محدث نے اسے بیان کیا ہے۔

۵ میلاد النبی پر بعض جگہ اہلِ اسلام درختوں کے پتوں وغیرہ سے بازاروں میں دروازے لگواتے ہیں، محرابیں بنواتے ہیں، بعض بیمار دل ان پتوں کو دیکھ کر سخت پریشان ہوجاتے ہیں، لیکن جنت کا منظر دیکھو اللہ تعالیٰ نے میلاد النبی کے موقع پر نہر کوثر کے کناروں کے ساتھ بیسیوں یا سینکڑوں نہیں ستر ہزار درخت لگوادیے، منکروں سے پوچھیے تمہیں پتوں کے ایک دروازے پر تو اعتراض ہے مگر اللہ تعالیٰ کے ستر ہزار درختوں کی قطاروں کے متعلق کیا خیال ہے۔

۶ میلاد النبی پر اہلِ اسلام جی بھر کر مال خرچ کرتے ہیں غرباء میں کھانے بانٹتے ہیں، مٹھائی تقسیم کرتے ہیں، نادار لوگوں کو کپڑے سلائی مشینیں وغیرہ تقسیم کرتے ہیں، اور یہ سب کارِ ثواب ہیں مگر خاص میلاد النبیؐ کے موقع پر ہونے کی وجہ سے منکرین شانِ میلاد کو یہ باتیں بھی ناگوار گزرتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے منکرو! مومنوں پر اعتراض نہ کرو، میری طرف دیکھو میں نے اپنے حبیب کے میلاد پر صرف ایک دن ایک ہفتہ یا ایک مہینہ نہیں بلکہ سارا سال تمام جہان کو لڑکے ہی لڑکے تقسیم کیے۔

دلیل سیزدہم: میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر کعبۃ اللہ نے خوشی منائی

(۱) نبی علیہ السلام کے میلاد پر کعبہ تین دن تک حرکت کرتا اور خوشی کے ترانے سناتا رہا

خصائص کبریٰ

اخرج ابو نعیم عن عمرو بن قتیبۃ قال سمعت ابی

قال اما البيت فاياما سمعوا من جوفه صوتا وهو يقول الآن يرد علی نوری الآن يجيئنی زواری الآن اطهر من انجاس الجاهلية ايتها العزی هلكت ولم تسكن زلزلة البيت ثلاثة ايام ولياليها و هذا اول علامة رأت قريش من مولد رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۷ باب ما ظہر فی لیلۃ مولدہ ﷺ) (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین طبع مصر)

ترجمہ: ابونعیم نے عمرو بن قتیبہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا وہ فرماتے تھے البتہ بیت اللہ شریف تو کئی دن اس سے یہ آواز سنی گئی کعبہ کہتا تھا اب میرا نور مجھ پر لوٹا دیا جائے گا۔ اب میری زیارت کرنے والے میری طرف آتے رہیں گے اب میں دورِ جاہلیت کی نجاستوں (بتوں) سے پاک کر دیا جاؤں گا۔ اے عزیٰ، تو ہلاک ہو گیا، اور تین دن اور تین رات تک کعبہ حرکت کرتا رہا (جھومتا رہا) اور یہی وہ پہلی علامت تھی جو قریش نے نبی ﷺ کی ولادت پر دیکھی۔

(۲) ولادتِ رسول کے موقع پر کعبہ نے بیتِ آمنہ کی طرف سجدہ کیا

مدارج النبوۃ

ونقل است از عبد المطلب کہ گفتہ کہ من در شب ولادت نزد کعبہ بودم

چوں نیم شب شد دیدم کہ کعبہ مائل شد بمقام ابراہیم وبسجدہ رفت واز وے تکبیر آمد کہ اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد المصطفٰی الآن قد طہرنی ابی من انجاس الاصنام وارجاس المشرکین واز غیب ندا آمد کہ بخدائے کعبہ کہ برگزید کعبہ را آگاہ باشید کہ حق تعالیٰ کعبہ را قبلۂ وے ساخت ومسکن مبارک وے گردانید وبتان کہ پیرامون کعبہ بودند پارہ پارہ میشدند وبزرگ آنرا کہ ہبل میگفتند وے برروئے افتادہ بود وندا آمد کہ زائیدہ شد از آمنہ محمد وآمد بروَے سحاب رحمت۔

(مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۷ اولادت آنحضرت علیہ السلام)

ترجمہ: عبدالمطلب سے منقول ہے کہتے تھے کہ میں شب ولادت رسول میں کعبہ شریف کے پاس تھا جب آدھی رات ہوئی تو میں کیا دیکھتا ہوں کعبہ مقام ابراہیم کی طرف جھک گیا اور سجدہ میں چلا گیا اور اس سے تکبیر کی آواز آئی۔ اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد المصطفیٰ۔ اب میرے رب نے مجھے بتوں کی نجاست اور مشرکین کی ناپاکی سے پاک کر دیا ہے اور غیب سے آواز آئی۔ رب کعبہ کی قسم جس نے کعبہ کو عزت بخشی آگاہ رہو اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو اپنے حبیب کا قبلہ بنا دیا اور اس کا مبارک مسکن بنا دیا ہے اور جو بت کعبہ کے آس پاس تھے پارہ پارہ ہو گیا اور ان میں سے بڑا بت ہبل منہ کے بل گر پڑا تھا اور ندا آئی کہ آمنہ سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیدا ہو گئے اور ان پر رحمت کا بادل چھا گیا۔

نوٹ: حجاج کرام نے دیکھا ہے کہ کعبہ شریف کی شمال مشرق جانب میں مقام

ابراہیم علیہ السلام ہے اور بالکل اسی سمت میں شہر مکہ میں حرم کعبہ سے تھوڑے فاصلہ پر نبی علیہ السلام کا مقامِ ولادت ہے تو مقام ابراہیم کی طرف کعبہ کے سجدہ سے مراد یہی ہے کہ کعبہ نے نبی علیہ السلام کی دنیا میں تشریف آوری پر آپ کے گھر کی طرف سجدہ کیا۔

درج بالا روایات سے یہ امور ثابت ہوئے۔

۱ کعبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پر خوشی کے نغمے سناتا رہا اور تین دن تک خوشی سے حرکت کرتا رہا یعنی جھومتا رہا۔ اور گویا زبان حال سے کہتا رہا کہ اے میری طرف رخ کر کے عبادت کرنے والو! میں تو سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد پر خوشی منا رہا ہوں، اگر تم نے میری طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے تو پہلے میرا عقیدہ اپنانا ہوگا۔ اور میلاد النبی کی خوشی منانا ہوگی۔ لہٰذا جو لوگ میلاد النبی ﷺ کے موقع پر سخت پریشان و تنگ دل ہوتے ہیں وہ دو میں ایک کام ضرور کریں۔ یا کعبہ کی طرح ولادتِ رسول کی خوشی میں شامل ہوں یا کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا چھوڑ دیں۔

۲ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے منکرو! میرے حبیب کی ولادت کے دن تم لوگ اپنے گھروں کو تالے لگا سکتے ہو، اپنی مساجد کو اندھیریاں رکھ سکتے ہو اور اپنے مدارس میں ذکر میلاد النبی اور جشنِ میلاد النبی پر پابندی لگا سکتے ہو مگر یاد رکھو میرے حبیب کے میلاد کی خوشی منانے کے لیے میرا گھر کعبۃ اللہ کافی ہے وہ تا ابد یہ خوشی مناتا رہے گا۔

۳ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ نبی ﷺ کی ذات کعبہ کا بھی کعبہ ہے اور آپ کے میلاد النبی ﷺ پر کعبہ آپ کی طرف ساجد ہو گیا۔ چنانچہ امام اہلِ سنت شاہ احمد رضا

خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبہ کا کعبہ دیکھو

اور علامہ اقبال رحمہ اللہ نے فرمایا:

طور سینا از غبار خانہ اش
کعبہ را بیت الحرم کاشانہ اش

دلیل چہاردہم: ولادتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شیطان کے سوا سب خدائی خوشی منارہی تھی

خصائص کبریٰ

ابو نعیم نے عمرو بن قتیبہ سے روایت کیا۔ کہتے ہیں جب حضرت آمنہ کو ولادت قریب ہوئی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: آسمان اور جنت کے تمام دروازے کھول دو، اور دنیا کے پہاڑ لمبے ہو گئے اور سمندروں کا پانی چڑھ گیا اور سمندر کی مخلوق باہم ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہی تھی ہر فرشتہ حاضر ہو گیا اور شیطان کو ستر ہزار زنجیر ڈال کر سبز سمندر کے وسط میں پھینک دیا گیا دوسرے شیاطین اور سرکش جن بھی کر دیے گئے۔ سورج کو اس دن نور عظیم کا لباس پہنایا گیا اور اس کے سر پر ستر ہزار حوریں کھڑی کر دی گئیں۔

تنظرون ولادة محمد صلی الله علیه وسلم۔

جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا انتظار کر رہی تھیں۔ (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۷)

نوٹ: علاوہ ازیں پیچھے ذکر میلاد النبی بزبان حضرت عکرمہؓ کے عنوان میں بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ نبی ﷺ کی ولادت پر ساری دنیا میں نور چھا گیا تھا ایسے میں شیطان نے میٹنگ بلوائی اور اپنے چیلوں کے سامنے نہایت غم واندوہ کا اظہار کیا کہ آج وہ بچہ پیدا ہوا ہے جو ہمارے تمام منصوبے خاک میں ملا کر رکھ دے گا۔ علاوہ ازیں پچھلے صفحات میں آپ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حدیث پڑھ چکے ہیں کہ جس روز نبی علیہ السلام کا نور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہ کی گود میں آیا۔

فكل دابة لقريش نطقت تلك الليلة و قالت حمل برسول الله ﷺ و رب الكعبة وهو امان الدنيا.... و مرت وحش المشرق بالبشارات و كذالك اهل البحار يبشر بعضهم بعضا۔

یعنی قریش کے ہر جانور نے اس رات قوت گویائی پائی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ کے بطن میں آگئے ہیں رب کعبہ کی قسم وہ تمام دنیا کے لیے امان ہیں۔ اور مشرق کے پرندوں نے اڑ کر مغرب کے پرندوں کو مبارک باد دی اور سمندر میں رہنے والی مخلوق بھی باہم مبارک باد دے رہی تھی۔

اور ساتھ یہ بھی آپ نے پیچھے پڑھ لیا کہ شیطان نے چار مرتبہ بڑی گریہ زاری کی ہے جن میں سے ایک موقع نبی علیہ السلام کی ولادت باسعادت کا بھی ہے۔

خلاصہ دلیل چہاردہم

نبی علیہ السلام کی ولادت پر خدا کی ساری خدائی خوش تھی زمین میں بسنے والے سمندروں میں رہنے والے جانور، اور تمام فرشتے اور حوریں الغرض سارا جہان خوشی کر

رہا تھا البتہ شیطان اور اس کے چیلوں کو بڑی تکلیف تھی وہ آپ کے میلاد پر سخت پریشان تھے چنانچہ ہم اہلِ سنت و جماعت تو بارہ ربیع الاول کو خوشی منا کر یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہم خدا کی نعمت کبریٰ یعنی ذاتِ رسول کے حصول پر خوش ہیں اور شیطان کے ہم دشمن نمبرون ہیں۔ مگر منکرین میلاد سے بھی پوچھا جائے کہ وہ اس دن پریشانی اور اضطراب کا اظہار کر کے اس کے سوا آخر کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم بھی شیطان کی پریشانی میں برابر کے شریک ہیں اور اس کے دکھ سکھ کے ساتھی ہیں۔ مگر یاد رکھو۔

مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿١١٩﴾ (سورۃ نساء:۱۱۹)

فصل چہارم

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواز پر ہر دور کے فقہاء مفسرین اور محدثین امت کے جامع اور مدلل فتوے

جیسا کہ ہم قبل ازیں عرض کر چکے ہیں کہ جس طرح اب جشنِ میلاد النبی منایا جاتا ہے تمام تفصیلات کے ساتھ ایسا جشن دورِ صحابہ و تابعین و تبع تابعین میں نہ تھا، البتہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کا ذکر کرنے کے لیے محفلیں اور مجلسیں منعقد ہوتی تھیں۔ تاہم پانچویں صدی ہجری میں موجودہ ہیئت و حیثیت کے ساتھ جشن میلاد کا آغاز ہو گیا تھا، جسے تمام فقہاء امت نے بڑی ہی اچھی نظر سے دیکھا اور اس کے جواز پر نہایت وقیع جامع اور مدلل فتوے سپرد قلم فرمائے، ذیل میں چند فتوے درج کیے جاتے ہیں، تاکہ آج کے مسلمانوں کو اندازہ ہو سکے کہ جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواز پر کیسے کیسے عظیم الشان علماء اسلام نے ہر صدی میں اجماع فرمایا ہے۔

(۱) مجددِ ماۃِ تاسعہ شیخ الاسلام والمسلمین امام جلال الدین سیوطیؒ متوفی ۹۱۱ھ کا فتویٰ

محفلِ میلاد تعظیم رسول ہے اور بدعتِ حسنہ

الحاوی للفتاویٰ

ان اصل المولد هو اجتماع الناس و قرأة ما تيسره

من القرآن و رواية الاخبار الواردة فى مبدء امر النبى صلى الله عليه وسلم وما وقع فيه من الأيات ثم يمد لهم سماطا يأكلون منه و يتفرقون من غير زيادة على ذالك من البدع الحسنة التى ثياب صاحبها لما فيه من تعظيم قدر النبى صلى الله عليه وسلم و اظهار الفرح والاستبشار بمولده الشريف۔

(الحاوی للفتاویٰ جلد اول (رسالہ حسن المقصد فی عمل المولد) (سیرت شامیہ (علامہ محمد بن یوسف شامی)(تصحیح المسائل (شاہ فضل الرسول علیہ الرحمہ) صفحہ ۶۲۰ طبع بمبئی) (الدرالمنتظم ۔شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی مہاجر مکی صفحہ ۹۷ طبع)

ترجمہ: جشنِ میلاد النبی ﷺ کی حقیقت صرف یہ ہے کہ لوگ جمع ہو کر تلاوتِ قرآن کریں نبی ﷺ کے دورِ ابتداء کے متعلق وارد احادیث بیان کی جائیں، اور آپ کی ولادتِ مبارکہ کے موقع پر ظاہر ہونے والی آیاتِ قدرت بیان کی جائیں، پھر دسترخوان بچھایا جائے، اور لوگ کھانا کھا کر اپنی اپنی راہ لیں اور ان بدعات حسنہ پر کوئی غیر شرعی کام نہ بڑھائیں۔

تو یہ وہ کام ہیں جن پر ثواب ہی ثواب ہے کیونکہ ان میں تعظیم رسول ﷺ بھی ہے اور آپ کی ولادت باسعادت پر خوشی و مسرت کا اظہار بھی۔

(۲) محدث الملت شیخ الاحناف حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری متوفی ۱۰۱۶ھ کا فتویٰ

محفل میلاد میں مقتدر ائمہ دین شریک ہوتے رہے ہیں

المورد الروی

قال شیخ مشائخنا الامام العلامة البحر الحبر الفهامة شمس الدین محمد السخوی بلغه الله المقام العالی و کنت ممن تشرف بادراك المولد فی مکة المشرفة عدة سنین و تعرف ما اشتمل علیه من البرکة المشار لبعضها بالتعیین تکررت زیادتی فیه لمحل المولد المستفیض و تصورت فکرتی ما هنالك من الفجر الطویل۔

(المورد المستظم فی المولد النبوی) (الدر المستظم فی مولد النبی المعظم صفحہ ۱۰۲ طبع سن طباعت ۱۳۰۷ھ)

ترجمہ: ہمارے اساتذہ کے استاذ امام علامہ بحر العلوم حبر الفہامہ شمس الدین محمد سخاوی (اللہ انہیں بلند و بالا مقام عطا فرمائے) نے فرمایا مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی محافل میلاد النبی میں مَیں نے کئی سال شرکت کی سعادت حاصل کی ہے، اور ان محافل کی بعض خصوصی برکات سے بھی واقفیت حاصل کی ہے اور نبی ﷺ کی مبارک جائے ولادت کی زیارت کا بار بار موقع ملا ہے اور وہاں سے طلوع ہونے والی فجر طویل پر کافی غور و خوض کیا ہے۔

نوٹ: یہاں الدرا لمنتظم میں ہے ملاں قاری کی کتاب المورد الروی سے منقول کرنا ضروری ہے کہ محفل میلاد مشرق مغرب میں ہر جگہ ہوتی ہے۔

(۲) سند المحدثین قدوۃ العلماء شیخ المشائخ الشوافع امام ابن حجر ہیثمی مکی متوفی ۹۷۳ھ کا فتویٰ

جشن میلاد النبی کا اصل حدیث میں موجود ہے اس لیے یہ بدعت حسنہ ہے

النعمة الكبرى

اصل عمل المولد بدعة ولكنها مع ذالك قد اشتملت على محاسن و ضدها فمن تحرى فى عمله المحاسن و تجنب ضدها كان بدعةً حسنةً و من لا فلا.... و قد ظهر لى تخريجها على اصل ثابتٍ وهو ما ثبت فى الصحيحين من ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قدم المدينة فوجد اليهود يصومون يوم عاشوراء فسألهم فقالوا هٰذا يومٌ اغرق الله فيه فرعون و نجّا موسٰى فنحن نصومهٗ شكرًا لله تعالٰى فقال انا احق بموسٰى منكم فصامه و امر بصيامه فيستفاد منه فعل ذالك شكرا لله تعالى على ما من به فى يوم من معين من ابداع نعمة او دفع نقمة و يعادو ذالك فى نظير ذالك اليوم من كل سنة والشكر لله تعالٰى يحصل بانواع العبادات من

السجود والقیام والصدقة والتلاوة و ای نعمة اعظم من النعمة ببدوز هذا النبی الکریمة نبی الرحمة فی ذالك الیوم و علی هذا فینبغی ان یتحریٰ الیوم بعینه حتی یطابق قصة موسیٰ صلعم فی یوم عاشورآءَ۔

(النعمۃ الکبریٰ علی العام فی مولد سید ؤلد آدم مندرجہ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۴۰ طبع مصر) (سیرت شامیہ) (الحاوی للفتاویٰ جلد اول صفحہ ۱۹۶) (علامہ سیوطی) (تصحیح المسائل صفحہ ۲۵۹) (زرقانی شریف شرح مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۴۰ طبع بیروت)

ترجمہ: جشن میلاد (موجودہ صورت کے مطابق) اصولی طور پر بدعت ہے، لیکن اس میں خوبیاں بھی ہیں اور کچھ خامیاں بھی داخل ہوگئی ہیں تو اگر خوبیوں کو اپنا لیا جائے اور خامیوں کو چھوڑ دیا جائے تو یہ عمل بدعت حسنہ ہے ورنہ نہیں اور مجھے تو جشن میلاد کے جواز پر شرع میں ایک طے شدہ اصول نظر آتا ہے اور وہ بخاری مسلم کی یہ حدیث ہے کہ نبی ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہود کو عاشورا کے دن روزہ رکھتے دیکھا آپ کے پوچھنے پر انہوں نے کہا اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام (قومِ بنی اسرائیل) کو نجات بخشی تھی، تو ہم اظہارِ تشکر کے لیے روزہ رکھتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ہم موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی رکھنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوا جس دن کوئی بڑی نعمت ملے یا بڑی مصیبت دور ہو تو ہر سال وہ دن آنے پر اظہارِ تشکر کے لیے عبادت کرنی چاہیے جس میں رکوع سجود و صدقہ خیرات اور تلاوت قرآن بھی شامل ہیں، اور اس امت

محمدیہ کے لیے نبی ﷺ کی تشریف آوری سے بڑھ کر اور کون سی نعمت ہے۔ اس لیے ہمیشہ آپ کے یومِ میلاد پر عبادت کرنی چاہیے تاکہ حضرت موسیٰ کے قصہ سے مطابقت ہو جائے۔

نوٹ: امام علی برہان الدین متوفی ۱۰۴۴ھ اپنی مشہور زمانہ کتاب سیرتِ حلبیہ جلد اول صفحہ ۱۳۰ طبع بیروت باب ذکر مولدہ ﷺ میں فرماتے ہیں:

و قد قال ابن حجر الهيتمي والحاصل و ان البدعة الحسنة متفق على ندبها و عمل المولد واجتماع الناس له كذالك اى بدعة حسنة۔

ترجمہ: تحقیق علامہ ابن حجر فرماتے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر اجماع ہے اور جشنِ میلاد النبی اور اس پر لوگوں کا اجتماع بھی ایسے ہی بدعت حسنہ ہے۔

روح البیان جلد ۹ صفحہ ۵۶ زیر آیت محمد رسول اللہ میں علامہ حقی نے بھی امام ابن حجر کا یہ فتویٰ نقل کیا ہے۔

(۴) شیخ الاسلام والمسلمین قدوۃ المحدثین امام ابوالخیر حافظ سخاوی رحمہ اللہ متوفی ۹۴۳ھ کا فتویٰ

پوری دنیا میں ہمیشہ سے اہلِ اسلام جشنِ میلادِ رسول مناتے آرہے ہیں اور ان پر اللہ کا فضل عمیم ہوتا چلا آرہا ہے

سیرتِ حلبیہ

قال الحافظ ابوالخير السخاوى و عمل المولد

الشريف لم ينقل احدٌ من السلف الصالح فى القرون الثلاثة الفاضلة و انما حدث بعدها. ثم لازال اهل الاسلام فى سائر الاقطار والمدن الكبار يشتغلون فى شهر مولده صلى الله عليه وسلم بعمل الولائم البديعة المشتملة على الامور البهجة الرفيعة يتصدقون فى لياليه بانواع الصدقات و يظهرون السرور و يزيدون فى المبرات و يعتنون بقرأة مولده الكريم و يظهر عليهم من بركاته فضل عميم.

(تصحیح المسائل شاہ فضل الرسول رحمہ اللہ صفحہ ۲۵۴) (سیرت حلبیہ امام علی بن برہان الدین جلد اول صفحہ ۱۳۷ باب ذکر مولدہ ﷺ طبع بیروت) (روح البیان جلد ۹ صفحہ ۵۶ زیر آیت محمد رسول اللہ الخ سورۃ الفتح)

ترجمہ: حافظ ابوالخیر سخاویؒ نے فرمایا: (موجودہ صورت پر) جشنِ میلاد پہلی تین صدیوں میں ہمارے اسلافِ صالحین میں سے کسی سے مروی نہیں یہ جشن پہلی تین صدیوں کے بعد شروع ہوا مگر تب سے لے کر تمام اہلِ اسلام ہمیشہ سے آفاقِ عالم میں بڑے بڑے شہروں میں یہ جشن مناتے آرہے ہیں۔ میلاد النبی ﷺ کے مہینہ میں بڑی عظیم الشان دعوتیں کرتے ہیں جن میں بڑے بابرکت اعمال کیے جاتے ہیں، ان راتوں میں کثرت سے صدقہ وخیرات کیا جاتا ہے اظہارِ مسرت ہوتا ہے۔ نیکی کے کام بڑھ چڑھ کر کیے جاتے ہیں نبی ﷺ

کا میلاد پڑھا جاتا ہے اور لوگوں پر اس کی برکات کثرت سے ظاہر ہوتی ہیں۔

(۵) عمدۃ المحدثین رأس العلماء الفحول استاذِ شیخ سعدی امام ابن جوزی رحمہ اللہ متوفی ۵۹۷ھ کا فتویٰ

مشرق ومغرب کے تمام مسلمان ہمیشہ سے ربیع الاول میں جشنِ میلاد مناتے ہیں اور سارا سال اس کی عظیم برکات جاری رہتی ہیں

المولد الشریف

فلا زال اهل الحرمین الشریفین والمصر والیمن والشام و سائر بلاد العرب من المشرق والمغر یحتفلون بمجلس مولد النبی علیه الصلوة والسلام و یفرحون بقدوم هلال ربیع الاول و یغتسلون و یلبسون بالثیاب الفاخرة و یتزینون بأنواع الزینة و یتطیبون و یکتحلون و یأتون بالسرور فی هذه الایام و یتبذلون علی الناس بما کان عندهم من المضروب والاجناس و یهتمون اهتماما بلیغا علی السماع والقرأة لمولد النبی صلی الله علیه وسلم و ینالون بذالك اجرا جزیلا و فوزا عظیما و مما جرب من ذالك انه وجد فی ذلك العام کثرة الخیر والبرکة مع السلامة والعافیة و وسعة الرزق و ازدیاد المال

والاولاد و الاحفاد و دوام الامن فی البلاد و البلاد والامصار والسکون والقرار فی البیوت والدار ببرکة مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(المولد الشریف امام ابن جوزی) (الدر المنظم شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۱)

ترجمہ: مکہ مکرمہ مدینہ منورہ مصر یمن شام اور مشرق و مغرب کے رہنے والے ہمیشہ سے محفلِ میلاد النبی ﷺ منعقد کرتے آرہے ہیں۔ ربیع الاول شریف کے طلوع ہوتے ہی خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ ان دنوں میں لوگ غسل کرتے بہترین لباس پہنتے طرح طرح کی زینت کرتے خوشبو اور سرمہ لگاتے اور ہر طرح سے اظہارِ مسرت و فرحت کرتے ہیں اپنی طاقت کے مطابق مال و نعمت راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں اور نبی ﷺ کا میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا عظیم الشان اہتمام کرتے ہیں اور یقیناً اس عمل پر اجر عظیم اور ثواب عمیم حاصل کرتے ہیں اور تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ اس عمل سے سارا سال خیر و برکت کی کثرت اور سلامت و عافیت رہتی ہے رزق بڑھتا ہے مال اولاد میں کثرت ہوتی ہے اور نبی ﷺ کے میلاد کی برکت سے تمام ملکوں اور شہروں میں سکون اور گھروں میں خیر و عافیت رہتی ہے۔

نوٹ: روح البیان جلد ۹ صفحہ ۵۷ زیر آیت محمد رسول اللہ الخ میں ہے:

قال ابن الجوزی من خواصہ انہ امان فی ذالک العام وبشری عاجلة بنیل البغیة والمرام۔

یعنی جشن میلاد منانے کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ سارا سال امن و امان رہتا ہے اور یہ عمل حصولِ مقصد و مراد کے لیے جلدی پوری ہونے والی خوشخبری ہے۔

علاوہ ازیں تصحیح المسائل صفحہ ۲۵۵ میں سیرت شامیہ کے حوالہ سے ہے۔

قال ابن الجوزی لو لم یکن فیہ الا ادغام الشیطان وادعام اهل الیمان لکفی۔

یعنی جشن میلاد کے جواز کو یہی کافی ہے کہ اس میں شیطان کی تذلیل ہے اور اہلِ ایمان کی تکریم۔

(۶) محررِ علم قرأت شیخ المقرئین سند المحدثین حافظ محمد بن جزری شافعی رحمہ اللہ متوفی ۸۳۳ھ کا فتویٰ

اگر ابولہب کو مسرت میلاد پر انعام دائمی مل سکتا ہے تو ایک مسلمان جشن میلاد منانے سے جنت کیوں نہیں حاصل کر سکتا

عرف التعریف

قد رؤی ابولهب بعد موته فی النوم فقیل ما حالک فقال فی النار الا انه یخفف عنی کل لیلة اثنین و امص من بین اصبعی هاتین ماءً بقدر هذا و اشار براس اصبعه و ان ذالک باعتاق ثویبة عند ما بشرتنی بولادة محمد صلی الله علیه وسلم و بارضاعها له۔ فاذا کان ابولهب الکافر الذی نزل

القرآن بذمه جوزی فی النار بفرحه لیلة مولد محمد صلی الله علیه وسلم فما حال المسلم الموحّد من امة محمد صلی الله علیه وسلم یتبشر بمولده و بذل ما اتصل الیه قدرته فی محبته. لعمری انما جزأه من الله الکریم ان یدخله بفضله جنات النعیم۔

(عرف التعریف بالمولد الشریف (امام ابن جزری) (حجۃ اللہ العالمین فی معجزات سید المرسلین صفحہ ۲۳۷ طبع مصر) (تصحیح المسائل شاہ فضل الرسول رحمۃ اللہ صفحہ ۲۶۰ طبع بمبئی) (المواہب اللدنیہ مع الزرقانی جلد اول صفحہ ۱۳۹ طبع بیروت)

ترجمہ: ابولہب مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا (حضرت عباس نے دیکھا) تو اسے کہا گیا تیرا کیا حال ہے۔ کہنے لگا: جہنم میں ہوں مگر ہر پیر وار کی رات کو میرا عذاب کم ہو جاتا ہے اور ان دونوں انگلیوں کے درمیان سے پانی پیتا رہتا ہوں اور یہ اس لیے ہے کہ میں نے ثویبہ کو اس وقت آزاد کر دیا تھا جب اس نے مجھے نبی ﷺ کی ولادت مبارکہ کی خبر دی تھی۔ جب ابولہب جیسا کافر بھی جس کی مذمت میں قرآن اترا ہے۔ میلادالنبی کی خوشی منانے سے اجر حاصل کرلیتا ہے تو امتِ محمدیہ میں سے اس مسلمان موحد کا کیا حال ہے جو آپ کے میلاد پر خوش ہوتا اور آپ کی محبت میں طاقت کے مطابق مال خرچ کرتا ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم۔ اس کا اجر تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے جنات النعیم میں جگہ عطا فرمائے گا۔

(۷) امام المقرئین سید المحدثین استاذ امام نووی امام ابوشامہ رحمہ اللہ متوفی ۶۶۵ھ کا فتویٰ

جشن میلاد سب سے احسن بدعت ہے کیونکہ اس میں محبت و تعظیمِ رسول بھی ہے اور غریب پروری بھی

الباعث علی انکار البدع والحوادث

و من احسن البدع فی زماننا هذا من هذا القبيل ما كان يفعل بمدينة اربل كل عام فی اليوم الموافق ليوم مولد النبی صلی الله عليه وسلم من الصدقات والمعروف و اظهار الزينة والسرور فان ذالك مع ما فيه من الاحسان الى الفقرآء يشعر بمحبة النبی صلی الله عليه وسلم و تعظيمه و جلاله و فی قلب فاعله و شكر الله علی ما من به من ايجاد رسوله الذی ارسله رحمة للعلمين صلی الله عليه وسلم و كان اول من فعل ذالك بالموصل الشيخ عمر بن العلاءِ احد الصالحين المشهودين و به اقتدیٰ فی ذالك صاحب اربل وغيرهم.

(الباعث علی انکار البدع والحوادث (امام ابوشامہ) (تصحیح المسائل صفحہ ۲۵۸) (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صفحہ ۲۳۳ طبع مصر) (سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ ۱۳۷ طبع بیروت باب ذکر مولدہ ﷺ)

ترجمہ: ہمارے زمانہ میں ایسی ہی بدعات میں سے سب سے زیادہ اچھی بدعت (بدعتِ حسنہ) وہ ہے جو شہر اربل میں ہر سال یوم میلاد النبی ﷺ پر جشن کیا جاتا ہے اور صدق کے معروف اور ظہار مسرت و زینت جیسے کام کیے جاتے ہیں اس میں فقراء کے ساتھ احسان کے ساتھ ساتھ نبی ﷺ سے محبت اور آپ کی تعظیم و تکریم کا اظہار بھی ہوتا ہے اور اس میں نبی علیہ السلام کے رحمۃ للعالمین بن کر آنے پر اظہار تشکر کا پہلو بھی ہے، یہ عمل سب سے پہلے موصل میں ایک مشہور صالح آدمی شیخ عمرو بن العلا نے شروع کیا پھر بادشاہ اربل وغیرہ نے اس کی اقتدیٰ کی۔

نوٹ: نثر الدرر شرح مولد ابن حجر میں امام احمد بن عابد بن دمشقی متوفی ۱۳۲۰ھ امام ابوشامہ کی یہی عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

و ثناء هذا الامام الجليل على هذا الفعل الجميل فى هذه الليلة اول دليل على ان عمل المولد بدعةٌ حسنةٌ۔

یعنی ایسے جلیل القدر امام کا جشن میلاد کی تعریف کرنا اس کے بدعتِ حسنہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ (دیکھئے جواہر البحار جلد سوم صفحہ ۳۳۸ طبع مصر)

(۸) سید المحدثین امام اصحاب سیر امام احمد قسطلانی رحمہ اللہ متوفی ۹۲۳ھ کا فتویٰ

جشنِ میلاد مسلمانوں میں ہمیشہ سے آرہا ہے اور ربیع الاول میں عید میلاد منانے والے مسلمان کس قدر مبارک بادی کے مستحق ہیں

مواھب لدنیہ

ولا زال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہٖ علیه الصلوٰۃ والسلام ویعملون الولائم و یتصدقون فی لیالیه بالواع الصدقات و یظھرون السرور و یزیدون فی المبرات و یعتنون بقراءۃِ مولدہِ الکریم و یظھر علیھم من برکاتہٖ کل فضل عمیم و مما جرب من خواصه انه امان فی ذالك العام و بشریٰ عاجلة بنیل البغیة والمرام۔ فرحم اللّٰہُ امرأً اتخذ لیالی شھر مولدہٖ المبارك اعیادًا لیکون اشد علة علیٰ من فی قلبہٖ مرضٌ واعیٰ داءٍ (ای بما یصیبُہٗ من الغیظ الحاصل لہٗ بمولدہ صلی اللہ علیه وسلم)

(المواھب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۱۳۹ تا ۱۴۰)

ترجمہ: ماہ میلاد النبی ﷺ میں اہلِ اسلام ہمیشہ سے جشن کرتے ہیں، دعوتیں صدقات وخیرات اظہارِ مسرت اور دیگر مختلف اعمالِ صالحہ کرتے ہیں اور نبی ﷺ کا میلاد پڑھنے کے لیے بڑا اہتمام کیا جاتا ہے۔

اور اس عمل پر اللہ کی طرف سے لوگوں پر فضل و کرم ظاہر ہوتا ہے. جشن میلاد کے دیگر فوائد یہ بھی ہیں کہ یہ عمل سارا سال باعث خیر و عافیت بھی ہوتا ہے اور اخروی نجات کی پیش گوئی بھی۔

تو اللہ اس شخص پر رحمت نازل فرمائے جس کے لیے ماہِ میلاد النبی ﷺ کی راتیں عید کی رات جیسی ہوتی ہیں۔ تاکہ مریض دل پر ایک قیامت ٹوٹ جائے اور یہ عمل اس کے لیے. بہت سخت عذاب. بن جائے۔

نوٹ: علاوہ ازیں پیچھے باب دوم دلیل دوازدہم کے تحت امام قسطلانی کا یہ فتوی بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ جمعہ میں آدم علیہ السلام کی پیدائش کی ساعت آتی ہے جس میں ہر دعا قبول کر لی جاتی ہے، تو نبی علیہ السلام کی ساعتِ ولادت کی برکت و رحمت کا کیا کہنا ہے یقیناً اس میں کی جانے والی ہر دعا شرفِ قبولیت حاصل کرتی ہے۔

(۹) شیخ المحققین سند المحدثین الامام الشیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ کا فتویٰ

جشن میلاد سے سارا سال برکت و رحمت جاری رہتی ہے اور مریض دلوں پر قیامت ٹوٹتی رہتی ہے

ما ثبت بالسنه

لازال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده صلى الله عليه وسلم و يعملون الولائم و يتصدقون فى لياليه بانواع الصدقات و يظهرون السرور و يزيدون فى المبرات و يعتنون بقرآءة مولده الكريم

و يظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم و مما جرب من خواصه انه امان فى ذالك العام و بشرى عاجلة بنيل البغية والمرام فرحم الله امرأً اتخذ ليالى شهر مولده المبارك اعيادًا ليكون اشد علة عمن فى قلبه مرض و عناد۔

(ما ثبت بالسنہ ذکر شہر ربیع الاول) (الدر المنظم صفحہ ۱۰۳)

ترجمہ: ہمیشہ سے اہلِ اسلام ماہ ربیع الاول میں جشن کرتے ہیں دعوتیں صداقت وخیرات اظہارِ مسرت اور دیگر اعمالِ صالحہ کیے جاتے ہیں میلاد النبی ﷺ پڑھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے جس سے اہلِ اسلام پر اللہ کا فضل عمیم ظاہر ہوتا ہے اور اس کے نتائج میں سے یہ بھی ہے کہ یہ عمل پورے سال کے لیے باعث امن وسکون اور حصولِ مراد کا ثمرہ سریع الوقوع ہے تو اللہ اس شخص پر رحمت کی بارش کرے جو ماہِ میلاد کو ماہِ عید مناتا ہے، کیونکہ اس سے ان لوگوں پر بڑی قیامت ٹوٹتی ہے جو دل کے مریض ہیں جن کے دلوں میں بغض رسول بھرا ہوا ہے۔

(۱۰) امام محقق محدث ابوزرعہ رحمہ اللہ متوفی ۵۶۶ھ کا فتویٰ

لوگوں کو کھانا کھلانا تو ہر وقت مستحب ہے لیکن اگر میلاد رسول کی خوشی میں ہو تو اس کا کیا ہی کہنا ہے

علامہ یوسف نبہانی رحمہ اللہ نے جواہر البحار جلد سوم میں علامہ سید احمد بن عابدین دمشقی متوفی ۱۳۲۰ھ کی کتاب نثر الدرر شرح مولد ابن حجر کا خلاصہ پیش کیا ہے جس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے:

وقد سئل الامام المحقق ابوزرعة العراقی من عمل المولد هل هو مستحب او مکروه و هل ورد فیه شیٔ و هل نقل فعله عمن اقتدی به فاجاب رحمه الله تعالی بان اتخاذ الولیمة و اطعام الطعام مستحب فی کل وقت فکیف اذا انضم الی ذالك الفرح والسرور بظهور نور النبوة فی هذا الشهر الشریف ولا نعلم غیر ذالك من السلف ولا یلزم من کونه بدعةً کونُه مکروهًا فکم من بدعة حسنةٌ بل واجبةٌ۔

(جواہر البحار جلد سوم صفحہ ۳۳۹ (جواہر السید احمد بن عابدین) طبع مصر) (البنات المولد والقیام عکسی (قلمی نسخہ) صفحہ ۲۲)

ترجمہ: امام محقق ابوذرعہ عراقی سے جشنِ میلاد کے بارہ میں سوال کیا گیا کہ وہ مستحب ہے یا مکروہ اور اس بارہ میں کوئی دلیل بھی وارد ہے یا نہیں اور کیا کسی مقتدی امام سے یہ عمل منقول ہے یا نہیں تو آپ نے یہ جواب دیا کہ، دعوت کرنا اور کھانا کھلانا ہر وقت مستحب ہے اور اگر اس کے ساتھ ماہِ ربیع الاول میں میلاد النبی ظہورِ نورِ نبوت کی خوشی بھی ہو جائے تو اس عمل کا کہنا ہی کیا ہے اور سلف سے ہمیں یہی کچھ حاصل ہوا ہے۔

اور کسی عمل کے بدعت ہونے سے اس کا مکروہ ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ کئی بدعتیں حسنہ ہیں بلکہ واجبہ بھی ہیں۔

(۱۱) مجدد دین وملت عارف ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۳۴ھ کا فتویٰ

اگر محفل میلاد میں کوئی خلاف شرع کام نہ ہو تو ایسی محفل میں آخر حرج ہی کیا ہے

مکتوبات شریف

دیگر در باب مولود خوانی اندراج یافتہ بود، در نفس قرآن خواندن بصورت حسن و در قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است ممنوع تحریف وتغییر حروف قرآن است والتزام رعایت مقامات نغمہ وتردید صوت بآں طریق الحان تصفیق مناسب آں کہ اشعار عام نیز غیر مباح است اگر بر نہجے خوانند کہ تحریفے در کلمات قرآنی واقع نشود و در قصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نہ گردد وآں را ہم بغرض تصحیح تجویز نمایند چہ مانع است۔

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ، دفتر دوئم مکتوب ۷۲، صفحہ ۱۵۷ طبع امرتسر)

ترجمہ: دوسرا میلاد خوانی کے بارے میں آپ نے سوال کیا تھا تو محض اچھی آواز سے قرآن پڑھنے اور مدح نبی ﷺ کی نعتیں اور قصائد پڑھنے میں آخر کیا حرج ہے۔ ممنوع تو تحریف وتغییر حروفِ قرآن ہے۔ اسی طرح گلے میں آواز پھیر کر ترنم اور تالی بجانے کے ساتھ پڑھنا تو عام اشعار میں بھی ممنوع ہے لیکن اگر ایسے طریقہ پر پڑھیں کہ قرآنی حروف کی تغییر نہ ہو اور نعت پڑھنے میں مذکورہ امور سے اجتناب کیا جائے اور صحیح مقصد کے لیے پڑھا جائے تو اس عمل سے کون سی شرعی ممانعت ہے۔

(۱۲) خاتمۃ المفسرین قطب وقت علامہ امام اسماعیل حقی بروسوی رحمہ اللہ متوفی ۱۱۳۷ھ کا فتویٰ

میلاد النبی کے موقع پر اظہارِ شکر کرنا ہمارا حق بنتا ہے اور اس میں تعظیم رسول بھی ہے

روح البیان

و من تعظیمه عمل المولد اذا لم یکن فیه منکر. قال الامام السیوطی قدس سرهٗ یستحب لنا اظهار الشکر لمولده صلی الله علیه وسلم انتهی... و قد استخرج له الحافظ ابن حجر اصلا من السنة و کذا الحافظ السیوطی و رد علی الفاکهانی المالکی فی قوله ان عمل المولد بدعة مذمومة کما فی انسان العیون۔

(روح البیان جلد ۹ صفحہ ۵۶ الجزو السادس والعرون سورۃ الفتح زیر آیت محمد رسول اللہ الخ)

ترجمہ: اور نبی ﷺ کی تعظیم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ آپ کا میلاد منایا جائے مگر اس میں کوئی خلافِ شرع حرکت نہیں ہونی چاہیے۔ امام سیوطی قدس سرہ نے فرمایا: ہمارے لیے مستحب ہے کہ اظہارِ تشکر کے لیے نبی ﷺ کا میلاد منائیں حافظ ابن حجرؒ نے تو اس کے لیے حدیث مبارکہ سے ایک اصل بھی ثابت کیا ہے یونہی حافظ سیوطی نے بھی، اور دونوں نے فاکہانی کے اس قول پر کہ جشن میلاد بدعت مذمومہ ہے۔ شدید رد کیا ہے جیسا کہ انسان العیون (سیرت حلبیہ) میں موجود ہے۔

(۱۳) الامام الجلیل والمؤرخ الکبیر علامہ امام علی بن برھان الدین حلبی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۴۴ھ کا محققانہ فتویٰ

محفل میلاد بدعت حسنہ ہے اسے بدعتِ ضلالت کہنا بالکل غلط ہے

سیرت حلبیہ

و من الفوائد انه جرت عادة كثير من الناس اذا سمعوا ذكر وضعه صلى الله عليه وسلم ان يقوموا تعظيماً له صلى الله عليه وسلم و هٰذا القيام بدعة لا اصل لها اى لكن هى بدعة حسنة لانه ليس كل بدعة مذمومة و قد قال سيدنا عمر رضى الله عنه فى اجتماع الناس لصلوة التراويح نعمت البدعة و قد قال العز بن عبد السلام ان البدعة تعتريها الاحكام الخمسة و ذكر من امثلة كل منها يطول ذكرها۔

(انسان العیون فی سیر الامین المأمون صلی اللہ علیہ وسلم المعروف سیرت حلبیہ علامہ علی بن برھان الدین حلبی جلد اول صفحہ ۱۲۶ طبع بیروت باب تسمیہ ﷺ)

ترجمہ: فوائد میں یہ بات ہے کہ بہت سے لوگوں کی عادت ہے نبی ﷺ کی ولادت مبارکہ کا ذکر سنتے ہی آپ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں یہ قیام اگرچہ بدعت ہے مگر بدعت حسنہ ہے کیونکہ ہر بدعت مذمومہ نہیں ہوتی ۔صلاۃ تراویح کے متعلق سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تھا: نعمت البدعۃ ھذہ۔ یہ بدعت کتنی اچھی

ہے عز بن عبد السلام کہتے ہیں بدعت پر پانچوں احکام جاری ہوتے ہیں۔ واجب، مستحب، مکروہ، حرام، مباح اور پھر ان کی مثالیں بھی دی ہیں جنہیں بیان کرنے سے بات لمبی ہو جائے گی۔

وضاحت: مذکورہ عبارت میں بدعۃ کے ساتھ لا اصل لھا کے الفاظ یا مصنف کا تسامح ہیں یا بعد میں کسی کا ادخال، کیونکہ دو وجہ سے انہیں درست نہیں قرار دیا جا سکتا۔

اول بدعت حسنہ ہوتی ہی وہ ہے جس کے لیے شرع میں کوئی نہ کوئی اصل ہو اور مصنف کا مقصد ہی یہاں جشن میلاد کو بدعت حسنہ قرار دینا ہے۔

دوم علامہ ابن حجر اور علامہ سیوطی نے جشن میلاد کی علیحدہ علیحدہ اصل ثابت کی ہے اور ہمارے گذشتہ اوراق پڑھنے والے پر واضح ہو جاتا ہے کہ جشن میلاد کے جواز پر کئی اصل موجود ہیں۔

(۱۴) خاتمۃ المحدثین زین الحرم علامہ سید احمد زین دحلان مکی رحمہ اللہ کا فتویٰ

بارہ ربیع الاول کو جشنِ میلاد النبی منانا تعظیم رسول کا ایک طریقہ ہے اور اس کے جواز پر کثیر علماء نے قلم اٹھایا ہے

الدرر السنیه

من تعظیمه صلی الله علیه وسلم الفرح بلیلة ولادته و قراءة المولد والقیام عند ذکر ولادته صلی الله علیه وسلم و اطعام الطعام و غیر ذٰلك مما یعتاد الناس فعله من انواع البر فان ذٰلك کله

من تعظیمه صلی الله علیه وسلم و قد افردت مسئلة المولد وما یتعلق بها بالتکیف و اعتنا بذلك کثیرٌ من العلماء فالفوا فی ذلك مصنفات مشحونة بالادلة والبراهین فلا حاجة لنا فی اطاله بذلك۔

(الدار السنیہ فی المرد علی الوھابیہ (للعلامۃ احمد دحلان المکی) (اقامۃ القیامۃ لام اھل السنۃ الشاہ احمد رضا خان ؒ صفحہ ۱۵)

ترجمہ: نبی ﷺ کی تعظیم میں یہ امور بھی داخل ہیں کہ آپ کی شب ولادت میں اظہارِ مسرت کیا جائے میلاد پڑھا جائے آپ کی ولادت کا بیان سن کر قیام کیا جائے، اور لوگوں کو کھانا کھلایا جائے یا لوگوں کے ہاں جشنِ میلاد پر نیکی کے جو دیگر طریقے مروج ہیں، یہ سب باتیں آپ کی تعظیم میں شامل ہیں۔ میں نے مسئلہ میلاد پر علیحدہ تصنیف بھی کی ہے۔ اس موضوع پر کثیر علماء نے تصانیف سپردقلم کی ہیں جو دلائل و براہین سے پُر ہیں۔ اس لیے ہمیں یہاں بات لمبی کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۱۵) علامہ زمان خاتمۃ المحققین علامہ السید احمد بن عبد الغنی بن عمر عابد بن دمشقی متوفی ۱۳۲۰ھ کا مفصل و مدلل فتویٰ

محفل میلاد النبی عظیم ترین کار ثواب ہے اور ربیع الاول میں ہر محب صادق کو اس میں شامل ہونا چاہیے

نثر الدرر

فالاجتماع لسماع قصة مولد صاحب المعجزات

علیه افضل الصلوة و اکمل التحیات من اعظم القربات لما یشتمل علیه من المبرات والصلات و کثرت الصلوة علیه والتحیات بسبب حبه الموصل الی قربه و قد صرح الاعلام بان عمل المولد امان فی ذٰلك العام و بشرٰی عاجلةٌ لنیل البغیةُ والمرام کما صرح به ابن الجزری و نقله عنه الحلبی فی سیرته و کذا المؤلف یعنی ابن حجر الهیثمی والقسطلانی فی المواهب و حکیٰ بعضهم انه وقع فی خطب عظیم فرزقه الله النجاة من اهواله بمجرد ان خطر عمل المولد بباله۔

فینبغی لکل صادق فی حبه ان یستبشر لشهر مولده صلی الله علیه وسلم و یعقد محفلا لقرأة ما صح فی مولده من الاٰثار فعسٰی ان یدخل بشفاعته مع السابقین الاخیار فان من سرت محبته صلی الله علیه وسلم فی جسده لا یبلی۔

(جواہر البحار جواہر السید احمد عابدین جلد سوم صفحہ ۳۴۷)

ترجمہ: صاحب معجزات علیہ افضل التحیات کا قصہ میلاد سننے کے لیے اجتماع کرنا عظیم ترین نیکی ہے، کیونکہ اس میں کئی امور خیر شامل ہیں۔ خصوصاً نبی ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھا جاتا ہے جو آپ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

کئی ممتاز ترین علماء نے تصریح کی ہے کہ آپ کا میلاد منانے سے پورا سال خیر و برکت رہتی ہے۔ اور حصولِ مقصد کے لیے یہ عمل مژدۂ سریع الوقوع ہے، جیسا کہ علامہ ابن جزری نے کہا اور ان سے علامہ حلبی نے سیرت میں قسطلانی نے مواہب میں اور علامہ ابن حجر نے بھی اسے نقل کیا ہے۔

بعض لوگوں سے مروی ہے کہ وہ بری مصیبت میں گرفتار ہو گئے، اور جونہی ان کے دل میں میلاد کروانے کا خیال آیا مصیبت ٹل گئی۔

اس لیے ہر سچے مسلمان کو چاہیے کہ ماہِ میلاد النبی ﷺ میں خوشی منائے آپ کے میلاد کے متعلق صحیح وارد شدہ آثار پڑھنے کے لیے محفل سجائے، تو ممکن ہے کہ آپ کی شفاعت کے صدقے سے سابقین میں شامل ہو جائے، کیونکہ جس کے وجود میں محبت مصطفیٰ ہو وہ جسم کبھی خراب نہیں ہوگا۔

(۱۶) اوحد العلماء امام ابو الطیب محمد بن ابراہیم سبتی مالکی رحمہ اللہ متوفی ۶۹۵ھ کا فتویٰ اور یومِ میلاد پر طرزِ عمل

یوم میلاد النبی یومِ مسرت ہے، اس میں تعلیمی اداروں کو چھٹی کرنا چاہیے

الحاوی للفتاوی

قال الكمال الأفودي في الطالع السعيد حكى لنا صاحبنا العدل ناصر الدين محمود بن العباد ان ابا الطيب محمد بن ابراهيم السبتي المالكي نزيل قوص

احد العلماء العالمین کان یجوز بالمکتب فی الیوم الذی ولد فیه النبی صلی الله علیه وسلم فیقول یا فقیه هذا یوم سرور اصرف الصبیان فیصرفنا. وهذا منه دلیل علی تقریره وعدم انکاره وهذا الرجل کان فقیهًا مالکیًا متفنّنًا فی علوم متورعا اخذ عنه ابو حیان وغیره ومات مسنة خمسٍ وتسعین ستمائةٍ۔

(الحاوی للفتاوی جلد اول رسالہ حکم عمل المولد صفحہ ۱۹۷) (المواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۱۳۹)

(حجۃ اللہ علی العالمین (علامہ یوسف نبہانی) صفحہ ۲۳۸)

ترجمہ: کمال افودی طالع سعید میں کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے عادل ساتھی ناصر الدین محمود بن العباد نے بتلایا کہ علامہ ابو الطیب محمد بن ابراہیم سبتی مالکی جو قوص میں رہتے تھے اور عامل علماء میں سے تھے، اپنے مدرسہ میں یوم میلاد النبی ﷺ پر چھٹی کر دیتے تھے، فرماتے تھے اے فقیہ، یہ خوشی کا دن ہے، بچوں کو آزاد کر دے! شاید اللہ ہمیں جہنم سے آزاد کر دے۔ معلوم ہوا آپ نے میلاد منانے کو اچھا سمجھا ہے برا نہیں، آپ فقہ مالکیہ میں بہت بڑے فقیہ علوم اسلامیہ کے ماہر اور متقی شخص تھے، آپ سے ابو حبان نے علم حاصل کیا سن وفات ۶۹۵ھ ہے۔

(۱۷) قاضی القضاۃ مؤرخ کبیر فقیہُ العصر علامہ شمس الدین ابن خلکان رحمہ اللہ متوفی ۶۸۱ھ کا فتویٰ

جشن میلاد النبی کا آغاز کس نے کیا اور اس کا یہ عمل کتنا اچھا تھا اس کی تفصیل

اکثر اصحاب سیر کا بیان ہے کہ بارہ ربیع الاول کو بطور جشن منانے کا آغاز سب

سے پہلے ملک معظم مظفر الدین والی علاقہ اربل نے کیا تھا۔ ملک معظم ربیع الاول ہی میں نبی علیہ السلام کے میلاد کا نہایت عظیم الشان جشن مناتا تھا، جس میں وقت کے جید علماء فقہاء صوفیاء اور قراء شرکت کرتے تھے۔ تاہم راقم الحروف کی ناقص رائے میں جشن میلاد النبی ﷺ کا آغاز ملک معظم کے دور سے بہت پہلے ہو چکا تھا، آگے اس کی وضاحت آئے گی۔ ملک معظم نے ۵۶۳ھ سے ۶۳۵ھ تک حیران رے شمیساط اور اربل وغیرہ علاقوں پر حکومت کی صوم وصلوٰۃ کا پابند مذہب حق اہل سنت و جماعت پر سختی سے کاربند اور حاتم طائی سے کہیں زیادہ فیاض اور جواد بادشاہ ملک معظم سے بڑھ کر تاریخ میں کوئی نہ ہوا ہوگا۔ مؤرخ کبیر امام ابن خلکان نے ملک معظم کی جہاں یہ صفاتِ حمیدہ بیان کی ہیں وہاں جشنِ میلاد النبی ﷺ پر اس کا بے مثال اہتمام بھی بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس عمل کو اس کی اوصافِ حمیدہ میں شمار کیا ہے، ملک معظم کے اس جشن پر وقت کے بڑے بڑے محدثین وفقہاء نے جواز بلکہ استحباب واستحسان کا فتویٰ جاری کیا ان میں امام نووی کے شیخ امام ابوشامہ، محدث کبیر ابن دحیہ امام القراء امام سخاوی علامہ ابن خلکان و دیگر علما شامل ہیں اور اس میں جشن میں وقت کے بڑے اکابر علماء فقہاء کثرت سے شرکت کرتے تھے جیسا کہ ابھی آ رہا ہے اور اعتراضات کے باب میں ہم اس کی تفصیل بھی لائیں گے، سر دست ہم علامہ ابن خلکان کی زبانی ملک معظم کا جشن میلاد النبی بیان کرتے ہیں۔

وفیات الاعیان

واما احتفاله بمولد النبی صلی الله علیه وسلم فان الوصف قاصر عن الاحاطة به لکن نذکر طرفا منه وهو ان اهل البلاد کانوا قد سمعوا بحسن اعتقاده

فیہ فکان فی کل سنۃ یصل الیہ من البلاد القریبۃ
من اربل مثل بغداد والموصل والجزیرۃ و سنجار و
نصیبین و بلاد العجم و تلك النواحی خلق کثیر
من الفقھاء والصوفیۃ والقرآء والشعراء ولا یزالون
یتواصلون من محرم الی اوائل شھر ربیع الاول ومع
الاعتراف بجمیلہ فلم اذکر منہ شیئًا علی سبیلہ
المبالغۃ بل کل ماذکرتہ۔

(وفیات الاعیان المعروف تاریخ ابن خلکان جلد اول صفحہ ۴، ۷، ۱۱ تا ۱۹ از زیر عنوان عدد صفحہ ۵۴۷
ترجمہ مظفر الدین صاحب اربل)

ترجمہ: رہا بادشاہ مظفر الدین کا جشن میلاد النبی ﷺ منانا تو اس کا بیان کرنا
ہمارے بس کی بات نہیں، لیکن پھر بھی ہم اس کا کچھ حصہ بیان کرتے
ہیں۔ وہ یہ کہ مختلف شہروں کے لوگوں کو معلوم تھا کہ بادشاہ جشنِ عید
میلاد النبی ﷺ کے متعلق کیسا حسن اعتقاد رکھتا ہے تو ہر سال اربل
سے قریب شہروں بغداد موصل جزیرہ سنجار نصیبین اور بلادِ عجم وغیرہ سے
بے شمار فقہاء صوفیاء، اقراء اور شعراء پہنچتے تھے اور محرم سے لے کر
شروع ربیع الاول تک ان کی آمد کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ میں نے
مظفر الدین کی خوبیوں کا معترف ہونے کے باوجود قطعاً مبالغہ آرائی
نہیں کی بلکہ سب کچھ مشاہدہ کی بنیاد پر کہا ہے۔

وضاحت: علامہ ابن خلکان نے بادشاہ مظفر الدین کے جشن میلاد کی جو تفصیل لکھی ہے
اس کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ بارہ ربیع الاول کی صبح مظفر الدین اپنے قلعہ کی فصیل پر سے

لوگوں پر بہترین کپڑوں کی برسات کرتا ہر شخص ایک خلعتِ فاخرہ لے کر جاتا ان کپڑوں کی تعداد اندازہ سے باہر ہوتی. پھر کھلے میدان میں کرسیاں لگائی جاتیں جن پر علماء قراء اور شعراء جلوہ افروز ہوتے۔ انسانوں کا ایک جم غفیر تلاوت قرآن مدح وثناء رسول مقبول ﷺ اور تقاریر سے مستفیض ہوتا عصر تک یہ سلسلہ جاری رہتا۔ خود بادشاہ بھی ایک نصب شدہ برج میں بیٹھ کر شریک جلسہ میلاد ہوتا۔ اختتام جلسہ پر خوان کرم پھیلا دیا جاتا جس سے لوگ. بہت کچھ کھاتے اور. بہت کچھ گھروں کو لے جانے کے لیے سمیٹ لیتے، پھر اگلے دن لوگ واپسی کی اجازت لیتے تو ہر شخص کو آمد ورفت کا کافی خرچہ دیا جاتا۔ وغیر ذالک۔

وضاحت: علامہ ابن خلکان نے مذکورہ عبارت کے بعد صفحہ ۱۱۹ پر لکھا ہے:

و کان کریم الاخلاق کثیر التواضع حسن العقیدة سالم البطانة شدید المیل الی اھل السنة والجماعة۔

یعنی ملک معظم بہت زیادہ اچھے اخلاق کا مالک، بڑا منکسر المزاج اچھے عقیدہ کا حامل سلیم الطبع اور مذہب حق اہلِ سنت و جماعت پر سختی سے کاربند تھا۔ لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ امام ابن خلکان کے نزدیک جشن میلاد النبی ﷺ منانا نہایت اچھی صفت ہے اور یہ جشن منانے والے صحیح العقیدہ اور پکے اہل سنت و جماعت ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالك۔

(۱۸) امام المفسرین قدوۃ المحدثین عمدۃ المورخین الامام الحافظ ابن کثیر صاحب البدایہ والنہایہ متوفی ۷۷۴ھ کا فتویٰ

مقتدر علماء وصوفیا، ملک مظفر کے جشن میلاد میں شریک ہوتے تھے اور اس عمل کے جواز پر علامہ ابن دحیہ نے بڑی اچھی کتاب لکھی تھی

مذکورہ ملک معظم کے جشن میلاد النبی ﷺ کو علامہ ابن کثیر نے بڑی اچھی نگاہ

سے دیکھا اور عمدہ پیرائے میں بیان کیا، اور ساتھ ہی ساتھ اسے نہایت اعلیٰ اخلاق اور اچھے عقیدہ کا مالک بھی قرار دیا ہے۔

البداية والنهاية

الملك المظفر ابوسعيد كوكبرى احد الاجواد والسادات الكبرآء والملوك الامجاد له آثار حسنة و كان يعمل المولد الشريف فى ربيع الاول و يحتفل به احتفالا هائلا. و كان مع ذالك شهمًا شجاعًا فاتكاً بطلاً عاقلًا عالماً عادلًا رحمة الله و اكرم مثواه و قد صنف الشيخ ابو الخطاب ابن دحية له مجلدا فى المولد النبوى سماه التنوير فى مولد البشير النذير. فاجازه على ذالك بالف دينار. و قد طالت مدته فى الملك فى زمان الدولة الصلاحية و قد كان محمود السيرة والسريرة و قال السبط حكى بعض من حضر سماط المظفر فى بعض الموالد كان يمد فى ذالك السماط خمسة الاف رأس مشوى و عشرة آلاف دجاجة و مأة الف زبدية و ثلاثين صحن حلوىٰ قال و كان يحضره عنده فى الموالد اعيان العلماء و الصوفية فيخلع عليهم و يطلق لهم و يعمل للصوفية سماعا من الظهر الى الفجر و يرقص بنفسه معهم.

(البدایہ والنہایہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۷ (ثم دخلت سنة ثلاثين و سمأة

ترجمہ: بادشاہ مظفر الدین ابو سعید کوکبری، فیاض اور عظیم سادات اور بڑے باعزت بادشاہوں میں سے تھا۔ اس نے اپنے پیچھے بہترین نقوشِ حیات چھوڑے۔ ماہِ ربیع الاول میں عظیم الشان جشنِ میلاد شریف منوایا کرتا تھا۔ علاوہ ازیں بڑا بہادر اور سخی تھا۔

اللہ اس پر رحمت کی بارش کرے اور اچھے انجام بنائے۔ شیخ ابو الخطاب ابن دحیہ نے اس بادشاہ کے لیے میلاد النبی ﷺ کے جواز پر ایک کتاب لکھی تھی۔ نام تھا التنویر فی مولد البشیر النذیر جس پر بادشاہ نے انہیں ہزار دینار دیے۔ دولت صلامیہ کے دور میں اس کا زمانہ حکومت طویل عرصہ پر مشتمل تھا، نہایت نیک کردار اور نیک طبع تھا۔

سبط ابن جوزی نے کہا، مظفر الدین کے جشن میلاد میں شامل ہونے میں سے ایک شخص نے روایت کیا ہے کہ وہ جشن میلاد پر خوان نعمت بچھواتا، جس میں تقریباً پانچ ہزار روسٹ بکرے اور دس ہزار روسٹ مرغ ہوتے تھے۔

اس نے کہا کہ بادشاہ کے جشن میلاد میں ممتاز علماء کرام اور صوفیاء عظام شریک ہوتے۔ وہ انہیں خلعتیں پیش کرتا اور بے اندازہ خدمت کرتا اور صوفیاء کے لیے ظہر سے فجر تک محفل سماع منعقد کرواتا اور ان کے ساتھ مل کر وجد کرتا تھا۔

وضاحت: آخری جملہ و یرقص بنفسہ معھم کا موقع کی مناسبت سے صحیح ترجمہ یہی ہے جو ہم نے کیا ہے کہ ملک معظم صوفیاء کے ساتھ مل کر مدحِ رسول ﷺ

کر وجد کرتا ہے، منجد میں ہے شعرٌ مُرَقِّصٌ نچا دینے والا شعر، یعنی اپنی خوبی بیان سے سننے والوں کو وجد میں لانے والا، اسی طرح کہتے ہیں تَرَقَّصَ الشیءُ چیز کا جلدی جلدی اور اوپر نیچے ہونا، اس جملہ کا یہ مطلب درست نہیں کہ صوفیاء اور بادشاہ مل کر ناچنے لگتے تھے۔ اور اگر اس کا معنی ناچنا بھی کیا جائے تو بازاری لوگوں کی طرح ناچنا مراد نہیں بلکہ جس طرح اہلِ عرب خوشی کے موقع پر بڑے پروقار اور سادہ انداز میں اپنے وجود کو حرکت دیتے ہیں یا جس طرح طواف کرنے والے رمل کرتے ہیں۔

نوٹ: علامہ ابن کثیر نے ملک معظم کے جشن میلاد کو جیسے لکھا ہے آپ نے دیکھ لیا۔ اگر آپ کے نزدیک یہ عمل بدعت سیئہ اور گمراہی ہوتا تو ملک معظم کو فاسق و فاجر اور بدعتی قرار دیتے مگر آپ نے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے:

1. كان يعمل المولد الشريف۔

   یعنی ملک معظم شرافت والا میلاد مناتا تھا۔

2. كان مع ذالك شهما ... عاقلا عادلا عالما رحمة الله و اكرم مثواه۔

   وہ نافذ الامر سردار عاقل عادل اور عالم تھا اس پر اللہ رحمت کرے اور اس کا انجام اچھا بنائے۔

3. كان محمودا البرة والسريرة۔

   اچھے کردار اور مزاج والا تھا۔

4. و كان يحضر عنده في المولد اعيان العلماء۔

   اس کے جشن میلاد میں ممتاز ترین علماء شرکت کرتے تھے۔

(۱۹) دیارِ مصر کے سب سے بڑے شیخ الحدیث، نجیب الطرفین الامام الحافظ ابوالخطاب ابن دحیہ متوفی ۶۳۳ھ کا طرزِ عمل

جشن میلاد کے جواز پر سب سے پہلی کتاب آپ نے لکھی ہے

آپ اپنے وقت میں دیارِ عرب کے سب سے بڑے محدث اور تاریخ عرب سے واقف تھے طلب حدیث میں مغربی ممالک، مصر و شام وغیرہ سے ہوتے ہوئے عراق اور پھر اربل میں آئے ابن خلکان اور ابن کثیر کی زبانی سنیے۔

وفیات الاعیان

و قدم مدینة اربل فی سنة اربع و ستمأة وهو متوجه الی خراسان فرأیٰ صاحبها الملك المعظم مظفرالدین بن زین الدین رحمه الله تعالی مولعا بعمل مولد النبی صلی الله علیه وسلم عظیم الاحتفال فعمل له کتابا سماه التنویر فی مولد.

ترجمہ: امام ابوالخطاب ۶۳۴ھ میں اربل آئے وہ خراسان جارہے تھے انہوں نے وہاں کے ملک معظم مظفرالدین کو دیکھا کہ وہ میلادالنبی ﷺ کے لیے عظیم اہتمام کرتا ہے تو انہوں نے اس کے لیے کتاب لکھی جس کا نام رکھا: التنویر۔

(۲۰) شیخ العلماء قدوۃ الفضلاء سند المحدثین علامہ یوسف نبہانی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۵۰ھ کا فتویٰ

جشن میلاد ہمیشہ سے آرہا ہے اسے منانے والا سعادت دارین کا مالک ہو جاتا ہے

آپ نے اپنی مشہور زمانہ مقدس کتاب حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین میں اس عنوان سے ایک فصل قائم فرمائی ہے۔

فصل فی احتماع الناس لقراءۃ قصۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی نبی ﷺ کے میلاد کا قصہ پڑھنے کے لیے لوگوں کا اکٹھا ہونا۔

اس فصل میں آپ نے امام ابوشامہ امام سخاوی امام قسطلانی وغیرہم کے جشن میلاد کے متعلق فتویٰ نقل کرنے کے بعد میلاد شریف کے متعلق اپنی عربی نظم لکھی ہے۔
النظم البدیع فی مولد الشفیع صلی اللہ علیہ وسلم ذیل میں ہم اس نظم کے چند وہ اشعار درج کرتے ہیں جن میں جشنِ میلاد کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ و اعلم بان من احب احمدا
لابدان یهوی اسمه مرددا
لذالك اهل العلم سنوا المولدا
من بعده فکان امراً رشداً
ارضی الوریٰ الا غواۃ نجد

۲۔ ولم یزل فی امة المختار
من بعد نحو خمسة اعصار

مستحسنا فی سائر الامصار
بجمیع کل عالم وقاری
و کل سالك سبیل الرشد

٣- کم جمعوا فی حبه الجموعا
و فرقوا فی حبه المجموعا
وزینوا الدیار والربوعا
واکثروا الاضواء والشموعا
و طیبوا الکل بعوف الند

٤- کم عمر الله به الدیارا
و یسر السرور والیسارا
اذ بذلوا الدرهم والدینارا
و ذکروا الرحمٰن والمختار
بین صلوٰة و دعا و حمد

٥- یأهل تری هذا یسوء احدا
اوهل تریٰ لیس یرضی الصمدا
فدتك نفسی اعمل ولا تخش الردیٰ
و کرر المولد ثم المولدا
تعش سعیدا و تمت فی سعد

(حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صفحہ ۲۴۱ طبع مصر)

ترجمہ: (۱) جان لو کہ جو شخص نبی ﷺ سے محبت رکھتا ہے وہ آپ کا نام بار بار

لے گا اسی لیے اہلِ علم نے آپ کے بعد آپ کا میلاد شروع کیا اور یہ ان کا بہتر اور صحیح کام تھا میں اس میلاد سے تمام جہان کی رضا حاصل کرتا ہوں، البتہ نجد کے سرکش لوگ مجھ سے راضی نہیں۔

(۲) پہلی پانچ صدیوں کے بعد سے لے کرامتِ محمدیہ میں یہ عمل تمام ممالکِ اسلامیہ میں مستحسن سمجھا جاتا رہا ہے ہر عالم اور ہر قاری اور راہِ ہدایت کا ہر راہ رو اس پر عمل پیرا رہا ہے۔

(۳) آپ کی محبت میں کئی محفلیں منعقد ہوئیں اور برخاست ہوئیں لوگ اپنے در و دیوار سجاتے رہے اور کثرت سے روشنی اور چراغاں کرتے رہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے میلاد النبی ﷺ کی برکت سے کئی شہروں کو رونق بخشی لوگوں کو مسرت و طمانیت کی دولت عطا کی، کیونکہ انہوں نے درہم و دینار خرچ کر کے خدا و مصطفیٰ کا ذکر کیا تھا، درود شریف اور دعاء و حمد کی صورت میں۔

(۵) اے منکر! کیا تو سمجھتا ہے کہ یہ عمل نبی ﷺ کو اچھا نہیں لگتا اور کیا تیرا خیال ہے کہ اس عمل پر اللہ راضی نہیں جانِ من میلادْ سنا۔ لوگوں کے طعن و تشنیع کا خوف نہ رکھ میلاد پہ میلاد کرواتا چلا جا، دونوں جہانوں میں خوش بخت ہو جائے گا۔

(۲۱) محقق ابن محقق امام الائمہ کشف الغمہ مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۴۰ھ کا فتویٰ

آپ اپنی کتاب اقامۃ القیامہ علیٰ طاعن القیام لنبی التہامہ میں فرماتے ہیں:

''منصف غیر متعسف کے لیے اس قدر کافی کہ یہ فعل مبارک اعنی قیام وقت ذکر ولادت حضور خیر الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام صدہا سال سے بلاء دار الاسلام میں رائج ومعمول اور اکابر ائمہ وعلماء میں مقرر ومقبول شرع میں اس سے منع مفقود اور بے منع شرع منع مردود ان الحکم الا للہ و انما الحرام ما حرم اللہ وما سکت عنہ فمعفو من اللہ علی الخصوص حرمین طیبین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیٰ منورہما و بارک وسلم کہ مبداء و مرجع دین وایمان ہیں وہاں کے اکابر علماء ومفتیان مذاہب اربعہ مدت ہامدت سے اس فعل کے فاعل وعامل اور قائل وقابل ہیں۔ ائمہ معتمدین نے اسے حرام نہ فرمایا بلکہ بلاشبہ مستحب ومستحسن ٹھہرایا۔'' الخ

(اقامۃ القیامہ، صفحہ ۱۱)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کی میلاد شریف کے متعلق تحریریں اور بھی ان گنت ہیں اور آپ کا مسلک تو آپ کی کتابوں سے واضح ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر اسی ایک عبارت پر اکتفا کیا گیا ہے۔

(۲۲) قطب وقت علامہ زماں الامام العلامہ الشاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ متوفی ۱۱۳۱ھ کا فتویٰ

نبی علیہ السلام کو میلاد شریف کے لیے چنے بھی پسند آگئے

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ کے خلف الصدق حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین میں چالیس وہ احادیث جمع کی ہیں جو عالم خواب میں نبی ﷺ سے خود حضرت شاہ ولی اللہ نے سنی یا ان کے والد ماجد وغیرہ نے سنی، چنانچہ ان میں آپ نے اپنے والد ماجد کی ایک حدیث منامی ذکر کی ہے۔ چونکہ اس سے شاہ عبدالرحیم کے معمولِ میلاد پر روشنی پڑتی ہے اس لیے ہم اسے درج ذیل لکھتے ہیں:

الدر الثمین

الحدیث الثانی والعشرون۔ اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلة بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفتح لی سنةً من السنین شیٔ اصنع بہ طعاما فلم اجد الا حمصا ملقیا فقسمتہ بین الناس فرأیتہ صلی اللہ علیہ وسلم و بین یدیہ ھذہ الحمص متبھجا بشاشا۔

(الدر الثمن شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ۴۰ حدیث ۲۱)

ترجمہ: میرے والد شاہ عبدالرحیم نے مجھے بتلایا، فرماتے ہیں یوم میلاد النبی ﷺ پر آپ کی محبت میں کھانا پکوا کر تقسیم کیا کرتا تھا۔ ایک سال ایسا

بھی آیا کہ میرے پاس کھانا پکانے کو کچھ نہ تھا۔ میں نے کچھ بھنے ہوئے چنے لے کر لوگوں میں تقسیم کر دیے۔ میں نے خواب میں دیکھا نبی ﷺ کے سامنے وہی چنے پڑے ہیں اور آپ انہیں دیکھ کر بڑے خوش ہو رہے ہیں۔"

(۲۳) سید الطائفہ الولی اللّٰہیہ محدثِ الوقت مجتہد العصر الشاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ المتوفی ۱۱۷۶ھ کا محفل میلاد میں شریک ہونا اور انوار الٰہیہ کا ملاحظہ کرنا

فیوض الحرمین

و کنت قبل ذالك بمكة المعظمة فى مولد النبى صلى الله عليه وسلم فى يوم ولادته والناس يصلون على النبى صلى الله عليه وسلم و يذكرون ارهاصاته التى ظهرت فى ولادته و مشاهدة قبل بعثته فرأيت انوارًا سطعت رفعة واحدةً لا اقول انى ادركتها ببصر الجسد ولا اقول ادركتها ببصر الروح والله اعلم كيف الامر بين هذا و ذالك فتأملت تلك الانوار فوجدتها من قبل الملائكة الموكلين بأمثال هذا المشاهد و بأمثال هذه المجالس و رأيت انوار الملائكة يخالط انوار الرحمة۔

(فیوض الحرمین (للمحدث الشاہ ولی اللہ) صفحہ ۸۰ تا ۸۱ طبع کراچی) (فتاوی دارالعلوم دیوبند بحوالہ فیوض الحرمین) (الدر اعظم الشاہ عبدالحق محدث الہ آبادی بحوالہ فیوض الحرمین صفحہ ۱۰۳)

ترجمہ: (از عابد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی دیوبندی) اور میں اس سے پہلے مکہ معظمہ میں آنحضرت ﷺ کے مولد مبارک میں ولادت کے روز حاضر تھا اور لوگ نبی اکرم ﷺ پر درود بھیج رہے تھے اور آپ کے معجزات کا تذکرہ کر رہے تھے جو ولادت باسعادت کے وقت ظاہر ہوئے اور ان مشاہدات کو بیان کر رہے تھے جو بعثت سے پہلے ظاہر ہوئے تو میں نے دیکھا کہ اچانک بہت سے انوار ظاہر ہوئے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان جسمانی آنکھوں سے دیکھا اور میں بیان نہیں کر سکتا کہ صرف روح کی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا۔ واللہ اعلم کچھ نہیں بیان کیا جا سکتا کہ ان آنکھوں سے دیکھا یا روح کی آنکھوں سے میں نے ان سے انوار کے متعلق غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نور ان فرشتوں کا ہے جو ایسی مجالس و مشاہد پر موکل اور مقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوارِ رحمت دونوں ملے ہوئے ہیں۔

(۲۴) سید المحدثین قدوۃ المفسرین الشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۳۹ھ کا انعقادِ محفل میلاد پر التزام

میں ہر سال بارہ ربیع الاول کو اپنے گھر میں محفل میلاد مناتا ہوں حضرت شاہ عبدالعزیز

فتاوئ عزیزیہ

آپ نے علی محمد صاحب رئیس مراد آباد کے نام جو خط لکھا اور مجلسِ محرم کی نسبت

کیے گئے سوال کا جواب ان الفاظ میں دیا:

''در تمام سال دو مجلس در خانہ فقیر منعقد میشود۔ مجلس ذکر مولد شریف و مجلس ذکر شہادت حسنین، اول کہ مردم روز عاشورا یا ایک دو روز پیش ازیں قریب چہارم صد یا پانصد کس بلکہ قریب ہزار کس و زیادہ ازاد فراہم آیند و درود میخوانند بعد ازاں کہ فقیر آید مے نشیند و ذکر فضائل حسنین کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان مے آید و آنچہ در احادیث اخبار شہادت ایں بزرگان و تفصیل بعض حالات و بد مآلی قاتل ایشاں وارد شدہ نیز بیان کردہ میشود دریں ضمن بعض مرثیہ ہا از غیر مردم یعنی جن و پری کہ حضرت ام سلمہؓ و دیگر صحابہ شنیدہ اند نیز مذکور کردہ میشود و بعد ازاں ختم قرآن و پنج آیات خواندہ بر ما حضر فاتحہ نمودہ آمد و دین بین اگر شخصے خوش الحان سلام میخواند یا مرثیہ مشروع اکثر حضار مجلس و ایں فقیر را ہم رقت و بکاء لاحق میشود ایں است قدریکہ بعمل مے آید پس اگر ایں چیزہا نزد فقیر بہمیں وضع کہ مذکور شد جائز نمے بود اقدام آں اصلاً نمے کرد۔

باقی ماند مجلس مولود شریف پس حالش انیست کہ بتاریخ دوازدہم شہر ربیع الاول ہمیں کہ مردم موافق معمول سابق فراہم شدند و در خواندن درود مشغول نشتند فقیر معمول سا اولاً بعضے از احادیث فضائل آنحضرت مذکور میشود بعد ازاں ذکر ولادت باسعادت و بندے از حال رضاع و حلیہ شریف و بعضے از آثار کہ دریں اواں بظہور آمد بمعرض بیان مے آید پستر بر ما حضرات طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آں بحاضرین

مجلس مے شود و علاوہ برآں زیارت موئے مبارک آنحضرت ﷺ

نیز معمول قدم است۔

(فتاوی عزیزیہ جلد اول صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۵)(الدر المنظم شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی صفحہ ۱۰۴ بحوالہ فتاوی عزیزیہ)(انوار ساطعہ (مولانا عبدالسمیع رحمۃ اللہ بحوالہ فتاوی عزیزیہ)

ترجمہ: خانہ فقیر (شیخ عبدالعزیز) میں ہر سال دو محفلیں منعقد ہوتی ہیں محفل ذکر میلاد النبی ﷺ اور مجلس ذکر شہادت حسنین رضی اللہ عنہما اول مجلس شہادت کا حال یہ ہے کہ یوم عاشوراء کو یا اس سے ایک دو دن اس سے قبل چار سو سے ہزار تک یا اس سے بھی زیادہ لوگ میرے گھر میں جمع ہوتے ہیں درود شریف پڑھتے ہیں، اس کے بعد فقیر (خود شاہ عبدالعزیز) آ کر بیٹھ جاتا اور فضائل حسنین میں وارد احادیث بیان کرتا ہے اور شہادت آلِ رسول اور قاتلانِ حسنین کے انجام بد کے متعلق مروی اخبار بھی احاطہ بیان میں آتی ہیں۔ علاوہ ازیں جنات کے مرثیے بھی جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا و دیگر صحابہ سے مروی ہیں مذکورہ ہوتے ہیں، پھر ایک قرآن شریف کا ختم اور کچھ آیات پڑھ کر حاضر شدہ کھانے پہ فاتحہ پڑھا جاتا ہے۔ اسی دوران اگر کوئی خوش الحان شخص سلام یا مشروع مرثیہ پڑھے تو اکثر حاضرین اور خود فقیر پر رقت و گریہ طاری ہو جاتا ہے۔ یہ ہے میرا کچھ معمول اگر ان میں سے کوئی چیز مذکورہ وضع کے مطابق ناجائز ہوتی تو فقیر انہیں کبھی معمول نہ بناتا۔

باقی رہی محفل میلاد شریف تو اس کا حال یہ ہے کہ بارہ ربیع الاول کو مذکورہ بالا تعداد کے مطابق لوگ فقیر کے گھر جمع ہو جاتے ہیں اور

درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ فقیر آتا ہے سب سے پہلے فضائل سید الانبیاء ﷺ کی احادیث ذکر ہوتی ہیں، پھر ولادتِ مبارکہ ایام رضاعت حلیہ شریف اور ولادت پر ظاہر ہونے والی آیات قدرت کا بیان ہوتا ہے۔ اس کے بعد شیرینی یا ماحضر طعام پر فاتحہ پڑھ کر اسے تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اس موقع پر نبی ﷺ کے بال مبارک کی زیارت بھی پرانا معمول ہے۔

وضاحت:

اس سے معلوم ہوا کہ بارہ ربیع الاول کو پابندی سے محفل میلاد منانا حضرت شاہ عبدالعزیز کا معمولِ زندگی تھا اور آپ کی محفل میلاد میں شیرینی یا طعام پر فاتحہ بھی پڑھا جاتا تھا اور اسے بطور تبرک تقسیم بھی کیا جاتا تھا معلوم ہوا کہ آج اہلِ سنت اسی طرز پر عمل پیرا ہیں جس پر بزرگانِ دین خصوصاً خاندان ولی اللہ کے بزرگ عمل پیرا تھے۔ فالحمد للہ علی ذالك۔

(۲۵) شیخ الحدیث والتفسیر العلامہ الامام الشاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ الاخ الصغیر للشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

محفل میلادِ کروانا اور آخر میں طعام پر فاتحہ پڑھ کر تقسیم کرنا امر مستحسن اور موجب ثواب ہے

دوم آنکہ تعیین روز و ماہ برائے مولود شریف و اجتماع مردم یکجا در ماہ ربیع الاول و ہمچنان برائے انعقاد مجلس ذکر شہادتِ امامِ حسین علیہ السلام در ماہ محرم روز عاشوراء یا مثل آں و شنیدن سلام و مرثیہ مشروع و گریہ و بکا بر حال شہداء جائز و درست است سوم آنکہ عید گرفتن روز

ولادت یا وفاتِ نبی یا غیر آں عبارت از اجتماع مردم بارتکاب محظورات شرعی است و آں البتہ ممنوع و بھمین معنیٰ روز تولد و وفاتِ نبی را عید قرار ندادہ اند گفتن صحیح است نہ مجرد اجتماع مردم و راں روز و تلاوت قرآں و ذکر احادیث و خواندن درود شریف و تقسیم طعام یا شیرینی بعد فاتحہ بحاضرین مجلس کہ ایں امر مستحسن و موجب ثواب است۔ (الدر المنتظم شیخ عبد الحق محدث الہ آبادی صفحہ ۱۸۲)

ترجمہ: یہ کہ میلاد شریف کے لیے دن اور مہینہ مقرر کرنا اور ربیع الاول میں لوگوں کا ایک جگہ اکٹھا ہونا اسی طرح عاشوراء یا محرم کی کسی اور تاریخ میں ذکر شہادتِ حسین کے لیے مجلس کا انعقاد اور سلام، مرثیہ شروع اور حال شہداء سن کر گریہ کرنا جائز اور درست ہے۔ سوم کہ نبی ﷺ کی ولادت یا وفات کے دن مراد کو عید بنانے کا مطلب اگر یہ ہے کہ اگر ارتکاب محظوراتِ شرعیہ کے لیے اجتماع کیا جائے تو یہ یقیناً ممنوع ہے، اور اسی معنیٰ میں کہا گیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روزِ ولادت یومِ وفات کو عید نہیں قرار دیا گیا اس سے یومِ میلاد کو لوگوں کا اجتماع، تلاوتِ قرآن ذکر احادیث، درود شریف اور فاتحہ پڑھنے کے بعد شیرینی یا طعام کا تقسیم کرنا مراد نہیں کیونکہ یہ کام تو مستحب اور باعث ثواب ہے۔

ولی اللّٰہی خاندان کا مقام

ہم نے شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ سے شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ تک خاندانِ ولی اللّٰہی کے چار جلیل المرتبت بزرگوں کے جوازِ جشنِ میلاد پر فتویٰ پیش کیے ہیں علاوہ ازیں

شاہ ولی اللہ کے ایک تیسرے صاجزادے حضرت شاہ عبدالغنی بھی انعقاد محفل میلاد کے پابند اور اس کے جواز کے زبردست حامی تھے۔

یہ سارا خاندان ہی وہ علمی مقام رکھتا ہے جس پر پہنچنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں، کفر و گمراہی کے اندھیروں میں یہ خاندان ہدایت کے ستارے بن کر چمکا، اور سارا جہان چمکا دیا میلاد کے منکر علماء نے بھی اسی خاندان سے علم کی خیرات پائی ہے شاہ محمد اسماعیل دہلوی تو شاہ عبدالغنی کے فرزند ہیں اور انہی سے پڑھے ہیں، رشید احمد گنگوہی صاحب شاہ عبدالغنی کے شاگرد ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ دیوبندی اور اہلِ حدیث علما کے ہاں اس خاندان کا مقام ایک حجت ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ کی کتاب فیوض الحرمین کے مقدمہ صفحہ ۱۷ میں عابد الرحمان صدیقی کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں۔"اللہ رب العزت نے آپ (شاہ ولی اللہ) کو چار فرزند عطا فرمائے جو فرزندی کے علاوہ آپ کے صحیح جانشین بھی تھے۔شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالغنی اور شاہ عبدالقادر، شاہ عبدالغنی کو اللہ تعالیٰ نے شاہ محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ جیسا فرزند ارجمند اور علم و عمل کا چراغ عطا فرمایا۔ جنہیں دین پر دنیا کو ترجیح دینے والے متعصبین وہابی کہتے ہیں۔اور ہر قسم کی ان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔نواب صدیق حسن صاحب مرحوم تحریر فرماتے ہیں:

> ہر یکے از ایشاں بے نظیر وقت و فرید دہر و وحید عصر در علم و عمل و عقل و فہم و قوت تحریر و فصاحتِ تقریر و تقویٰ دیانت و امانت و مراتب ولایت بود و ہم چنین اولادِ اولاد ایں سلسلہ ناب است سبحان اللہ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

علاوہ ازیں مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے حکایات اولیا یعنی ارواحِ

ثلاثہ میں اس سارے خاندان کی بڑی بڑی کرامات ذکر کی ہیں۔

دردمندانہ اپیل

منکرین سے اپیل ہے کہ خاندانِ ولی اللّٰہی کے جوازِ جشن میلاد پر فتویٰ دیکھنے کے بعد اس جشن کے قائل اور عاقل ہو جائیں ورنہ ان سے زیادہ احسان فراموش کوئی نہ ہوگا اور یا پھر شاہ عبدالرحیم سے شاہ عبدالغنیؒ تک سب پر بدعت و گمراہی کا فتویٰ لگائیں، افسوس ہے ایسے لوگوں پر کہ جن کے غلط فتووں سے ایسے جلیل القدر ائمہ دین بھی گمراہ ٹھہریں کہ جن سے خود فتویٰ لگانے والوں نے بھی علم کی دریوزہ گری کی ہو۔

فصل پنجم

جشن میلاد کا جواز اجماع امت کی روشنی میں

قبل ازیں فصل اول دوم اور سوم میں آپ نے بڑی وضاحت کے ساتھ ملاحظہ فرمالیا کہ قرآن وحدیث اور اقوالِ ائمہ کی روشنی میں جشن میلاد النبی کا جواز اظہر من الشمس ہے۔اب اس فصل چہارم میں قارئین پر آشکارا ہوجائے گا کہ پوری امت مسلمہ کے مستند ائمہ دین کا اس کے جواز پر اجماع ہے۔ہمیں یہ فصل بڑھانے کا اس لیے خیال آیا کہ شریعتِ اسلامیہ میں کسی امر کے جواز کے لیے چار شرعی اَدلہ میں سے کسی ایک دلیل کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔قرآن وسنت رسول ﷺ اجماع امت اور قیاس مجتہد۔چونکہ قرآن وسنت اور مجتہدین امت کے اقوال وقیاسات تو ہم نے پیچھے ذکر کریے،صرف اجماع رہ گیا تھا اب اس کے اثبات کے بعد کہا جا سکتا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کی چاروں ادلہ مکمل طور پر جشن میلاد کے جواز پر گواہی دے رہی ہیں۔حالانکہ ان میں سے کسی ایک کا پایا جانا بھی کسی امر کے جواز کے لیے کافی ہوتا ہے اور جہاں چاروں ادلہ جمع ہوجائیں ایسے امر کے جواز میں آخر کیا شک باقی رہ سکتا ہے۔تاہم ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں،مختصراً ہم پہلے اجماع امت کی تعریف پیش کر کے جشن میلاد پر اس کا اطلاق ثابت کرتے ہیں۔و باللہ التوفیق۔

اجماع امت کی تعریف و تقسیم

نور الانوار

باب الاجماع وھو فی اللغۃ الاتفاق وفی الشریعۃ اتفاق مجتھدین صالحین من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی عصر واحد علی امر قولی او فعلی۔ رکن الاجماع نوعان عزیمۃ وھو التکلم منھم بما یوجب الاتفاق او شروعھم فی الفعل ان کان من بابہ۔ کما اذا شرع اھل الاجتھاد جمیعا فی المضاربۃ او المزارعۃ الشرکۃ کان ذلک اجماعا منھم علی شریعتھا۔ و رخصۃ و ھو ان یتکلم او یفعل البعض دون البعض ای یتفق بعضھم علی قول او فعل و سکت الباقون منھم ولا یردون علیھم بعد مضی مدۃ التأمل وھی ثلاثۃ ایام۔

(نور الانوار آغاز مبحث الاجماع صفحہ ۲۱۹، طبع ایچ ایم سعید کراچی)

ترجمہ: اجماع کا لغوی معنی اتفاق ہے۔ اور شریعت میں اجماع یہ ہے کہ کسی زمانہ میں امت محمدیہ کے صالحین، مجتہدین کسی قولی یا فعلی امر کے جواز پر متفق ہو جائیں۔ اور یہ دو طرح ثابت ہوتا ہے۔ (۱) عزیمتاً یعنی سب مجتہدین زبان سے بول کر اتفاق کریں یا اگر کوئی فعل ہو

تو سب اسے کرنے لگیں جیسے سب اہلِ اجتہاد جب مضاربت مزارعت یا کثرت شرکت پر عمل کرنے لگیں تو ان کا ایسا کرنا اجماع کہلائے گا۔ (۲) رخصتاً یعنی کچھ تو کوئی بات کہیں یا کوئی کام کریں دوسرے نہیں۔ یعنی وہ خاموش رہیں اور غور و خوض کی مدت تک جو تین دن ہے اس کا رد نہ کریں۔

مسلم الثبوت

ان اتفاق العلماء المحققين على امر الاعصار حجة كالاجماع.

یعنی علماء محققین کا مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ کسی امر پر متفق رہنا بھی اجماع کی طرح حجت ہے۔

شارح بحر العلوم نے لفظ محققین کے تحت لکھا ہے۔

وان كانوا غير مجتهدين.

یعنی اگرچہ وہ علماء مجتہدین نہ بھی ہوں۔ (مسلم الثبوت)

گذشتہ دونوں حوالہ جات سے یہ امور ثابت ہو گئے۔

- کسی دور میں اگر مجتہدین امت کسی امر کے جواز پر اتفاق کر لیں تو کہہ دیا جاتا ہے کہ اس کے جواز پر اجماع امت ہو گیا لہٰذا اب اس کا ماننا ضروری ہو گیا ہے۔
- اگر تمام مجتہدین کوئی کام شروع کر دیں تو بھی ان کا ایسا کرنا اجماع کہلاتا ہے۔
- اگر کچھ مجتہدین تو ایک بات یا ایک کام کریں اور دوسرے دیکھ کر خاموش

رہیں اور تین دن تک رد نہ کریں تو یوں بھی اس کام کے جواز پر اجماع ثابت ہو جاتا ہے۔

◆ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ کسی دور میں محقق علماء کسی امر کے جواز پر متفق رہیں تو بھی اسے اجماع کی طرح ہی سمجھا جاتا ہے اگرچہ وہ علماء مجتہدین نہ ہوں۔

آئیے اب دیکھتے ہیں کہ زیر بحث امر جشن میلاد النبی ﷺ کے متعلق گذشتہ صدیوں میں مجتہدین و محققین امت کا کیا طرزِ عمل رہا ہے۔

جشنِ میلاد کے جواز پر اجماع امت کے حوالہ جات

(۱) امام سخاوی متوفی ۶۴۳ھ رحمہ اللہ کا ارشاد

قال الحافظ ابوالخیر السخاوی و عمل المولد الشریف لم ینقل احد من السلف الصالح فی القرون الثلاثۃ الفاضلۃ ثم لازال اھل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یشتغلون فی شھر مولدہ یعملون الولائم ویظھرون السرور ویزیدون فی المبرات۔

یعنی حافظ ابوالخیر سخاوی نے فرمایا: جشن میلاد اگرچہ سلفِ صالح یعنی پہلی تین صدیوں میں کسی سے مروی نہیں لیکن اس کے بعد سے اہلِ اسلام تمام آفاق عالم میں بڑے بڑے شہروں میں ماہِ میلاد

النبی ﷺ کے دوران بڑی بڑی دعوتیں کرتے ہیں اظہارِ مسرت کرتے ہیں اور اعمالِ صالحہ بجالاتے ہیں۔

(سیرت حلبیہ امام علی بن برہان الدین حلبی جلد اول صفحہ ۱۳۷) (روح البیان جلد ۹، صفحہ ۵۶، زیر آیت محمد رسول اللہ الخ سورۃ الفتح)

(۲) امام ابن جوزی رحمہ اللہ متوفی ۵۹۷ھ کا ارشاد

فلا زال اهل الحرمين الشريفين والمصر واليمن والشام و سائر بلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبي عليه الصلوٰة والسلام و يفرحون بقدوم شهر ربيع الاول. الخ

ترجمہ: ہمیشہ سے لے کر مکہ مکرمہ مدینہ منورہ، مصر، یمن، شام، تمام بلادِ عرب اور مشرق و مغرب کے تمام باشندے محفل میلاد النبی ﷺ منعقد کرواتے ہیں اور ماہِ ربیع الاول آنے پر اظہارِ مسرت کرتے ہیں۔

(المولد الشریف امام ابن جوزی) (الدرر المنتظم شیخ عبد الحق محدث الہ آبادی صفحہ ۱۰۰)

(۳) امام قسطلانی ؒ متوفی ۹۲۳، شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ اور علامہ سید احمد بن عبد الغنی ؒ متوفی ۱۳۲۰ھ کا ارشاد

ولا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده عليه الصلوٰة والسلام و يعملون الولائم و يتصدقون في لياليه بأنواع الصدقات و يظهرون السرور و

یعتنون بقرأة مولده الکریم۔ الخ

ترجمہ: یعنی اہلِ اسلام ہمیشہ سے ماہِ میلاد النبی ﷺ (ربیع الاول) میں جشن مناتے ہیں دعوتیں کرتے ہیں صدقات و خیرات دیتے اور اظہارِ مسرت کرتے ہیں اور نبی ﷺ کا میلاد پڑھواتے ہیں۔

(مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۳۹ (امام قسطلانی) (ماثبت بالسنۃ ذکر شہر ربیع الاول (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۳۷ بحوالہ نثر الدرر شرح مولد ابن حجر سید احمد بن عبدالغنی نابلسی)

(۴) امام ابن کثیر اور علامہ ابن خلکان کا ارشاد

الملک المظفر .... کان یعمل المولد الشریف فی ربیع الاول .... و قد کان محمود السیرۃ السریرۃ .... و کان یحضر عندہ فی الموالید اعیان العلماء والصوفیۃ۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۷ ثم دخلت سنۃ ثلاثین و ستمأۃ) (وفیات الاعیان المعروف تاریخ ابن خلکان جلد ۸ صفحہ ۱۱۷ زیرِ عنوان عدد نمبر ۵۴۷)

یعنی ملک مظفر ربیع الاول میں میلاد شریف کرواتا تھا، نہایت اعلیٰ کردار اور بلند اخلاق کا مالک تھا اس کی محافل میلاد میں ممتاز علماء اور صوفیاء شرکت کرتے تھے۔

۵-سند المحدثین امام یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۵۰ھ کا ارشاد

ولم یزل فی امۃ المختار

من بعد خمسۃ اعصار

مستحسنًا فی سائر الامصار

بجمیع کل عالم و قاری

و کل سالك سبیل الرشد

یعنی رسول مختار ﷺ کی امت میں پہلی پانچ صدیوں کے بعد سے لے کر جشنِ میلاد ہمیشہ مستحسن قرار دیا جاتا رہا ہے، سب کے سب علماء اور قراء اور راہِ ہدایت پر چلنے والے تمام سالکین تمام شہروں میں اس پر عمل کرتے رہے ہیں۔

(۶) مفتی مسجد الحرام مکہ مکرمہ محدث عبداللہ سراج متوفی حدود ۱۳۰۰ھ کا ارشاد

اما القیام اذا جاء ذکر ولادته صلی الله علیه وسلم عند قراءة المولد الشریف توارثه الائمه الاعلام و اقره الائمة والاحکام من غیر نکیر منکر ولا رد راد ولهذا کان مستحسنًا۔

(اثبات المولد والقیام (علامہ شاہ احمد سعید مجددی مدفون جنت البقیع مدینہ منورہ) قلمی نسخہ صفحہ ۲۱)

یعنی میلاد شریف پڑھتے ہوئے جب نبی ﷺ کی ولادت مبارکہ کا ذکر آئے تو وہاں کھڑے ہو جانا۔ اس پر عظیم ترین ائمہ ہمیشہ سے عمل کرتے آئے ہیں اور قضاۃ و حکام اسے جاری کرتے آئے ہیں۔ کسی منکر نے اس کا انکار نہ کیا اور کسی نے ان پر رد نہ کیا۔

مذکورہ حوالہ جات سے یہ امور ثابت ہوئے

- ❶ جشن میلاد النبی ﷺ موجودہ حالت و ہیئت پر پہلی تین ہجری صدیوں میں نہیں پایا گیا پھر بعض علماء کے نزدیک چوتھی اور کچھ دوسروں کے نزدیک چھٹی صدی ہجری میں یہ عمل بطور سالانہ جشن کے شروع ہوا۔
- ❷ اور تب سے تمام علماء قراء صوفیاء جو اپنے اپنے دور میں ممتاز ترین علمی اور دینی شخصیات تھے اس پر عمل کرتے آئے یعنی مجتہدین و غیر مجتہدین سب کے سب اس پر عمل پیرا رہے۔
- ❸ یہ عمل صرف کسی ایک شہر یا ایک علاقہ تک محدود نہ رہا بلکہ مشرق سے مغرب تک تمام آفاق عالم میں اس پر اہلِ اسلام نے ایسا عمل شروع کیا کہ ہر صدی میں متواتر اور متوارث چلا آیا اور بقول محدث مسجد الحرام مفتی عبداللہ سراج کوئی مفتی اور محقق اس کا منکر نہ تھا۔
- ❹ اور حقیقت ہے کہ آج بھی تمام دنیا میں ربیع الاول شریف میں اہلِ اسلام جشنِ میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں، پاکستان میں درہ خیبر سے لے کر کراچی تک اور سعودی عرب میں ہمارے ذاتی مشاہدہ کی بنا پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اکثر و بیشتر مقامات پر محافل میلاد النبی ﷺ منعقد ہوتی ہیں یہی نہیں آسٹریلیا سے لے کر لندن تک اور لندن سے لے کر واشنگٹن تک جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں ماہِ ربیع الاول میں محفل میلاد منعقد کرتے ہیں اور جلوس نکالتے ہیں میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں۔

اس لیے چھٹی صدی ہجری سے لے کر اب تک چلے آنے والے اجماع امت

کے خلاف آج کے دن مٹھی بھر ان مخالفین کا شور مچانا کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔

مزید تسلی و تشفی کے لیے ہم نے مناسب سمجھا کہ ان تصنیفات کی تفصیل پیش کر دی جائے جو چھٹی صدی سے لے کر اب تک جشنِ میلاد النبی ﷺ کے جواز پر لکھی گئی ہیں اور ان علماء کا تذکرہ بھی کر دیا جائے جو ہر صدی میں اس جشن کے جواز کے قائل تھے اور اس پر انہوں نے فتوے دیے اور کتابیں لکھیں، جن میں بڑے محدثین، مجتہدین، مفسرین مقتدر فقہاء اور ائمہ اعلام شامل ہیں۔

باب دوم

منکرین میلاد کے بڑے اماموں کی کتب سے جوازِ میلاد پر حوالہ جات

فصل اول

غیر مقلدین علماء کے فتوے جواز میلاد پر

(۱) حسنِ نیت ہو تو محفل میلاد کا قیام باعثِ ثواب ہے

اہلِ حدیث کے امام اول شیخ ابن تیمیہ کا جواز محفل میلاد پر فتویٰ

اقتضاء الصراط المستقیم

فتعظیم المولد و اتخاذه موسمًا قد یفعله بعض الناس و یکون له فیه اجر عظیم لحسن قصده و تعظیمه لرسول الله صلی الله علیه وسلم کما قدمته لك انه یحسن من بعض الناس ما یستقبح من المؤمنین الاخر، ولهذا قیل للامام الاحمد عن بعض الامرآء انه انفق علی مصحف الف دینار و نحو ذالك فقال دعه فهذا افضل ما انفق فیه الذهب او کما قال مع ان منهبه ان زخرقة المضاحف مکروه و قد تأول بعض الاصحاب انه انفقها فی تجدید الورق والخط و لیس مقصود احمد هذا و انما قصده ان هذا العمل فیه مصلحة و فیه ایضًا مفسدة کره لأجلها۔ (اقتضاء الصراط المستقیم علامہ ابن تیمیہ)

ترجمہ: میلاد النبی کی تعظیم کرنا اور اسے ہر سال منعقد کرنا بعض لوگوں کا
طریقہ ہے، اور انہیں ان کے حسنِ نیت اور تعظیم رسول کی وجہ سے
عظیم ثواب حاصل ہوتا ہے۔ جیسے امام احمد سے پوچھا گیا کہ فلاں
امیر آدمی نے قرآن کریم کو سو دینار سونا لگایا ہے۔ آپ نے فرمایا:
رہنے دو اسے سب سے اچھی جگہ پر سونا لگایا ہے حالانکہ آپ کا مسلک
تو اس کے خلاف ہے تو گویا اس کے حسنِ نیت کی وجہ سے آپ نے
اس کے عمل کو مبنی بر مصلحت دیکھا۔

نوٹ: علامہ ابن تیمیہ کے فتوے کا اہلِ حدیث کے نزدیک محتج بہ ہونا کسی سے مخفی نہیں، اور مذکورہ فتویٰ کا خلاصہ یہ ہے کہ جشنِ میلاد اگر محبتِ رسول ﷺ کے جذبہ سے کیا جائے تو اس میں صرف ثواب نہیں بلکہ اجر عظیم ہوتا ہے اور اگر کوئی دنیاوی مقصد ہو تو پھر یہ جشن جائز نہیں۔ معلوم ہوا کہ ابن تیمیہ کے نزدیک جشن میلاد النبی ﷺ کا منانا ان فی ذاتہ ناجائز نہیں، صرف بعض لوگوں کا اسے سیاسی و دنیوی مفاد کے لیے کرنا ناجائز ہے اب ہم اہلِ سنت کی طرف سے تمام اہلِ حدیث کو اطمینان دلایا جاتا ہے کہ ہم جشنِ میلاد صرف اور صرف محبت رسول ﷺ کے جذبہ سے مناتے ہیں، اور ہم بھی یہ جائز نہیں سمجھتے کہ اسے سیاسی و مادی مفاد کے لیے کیا جائے۔ اس لیے اے اہلِ حدیثو! آؤ تم بھی جشنِ میلاد منا کر اجرِ عظیم حاصل کرلو۔

محفل میلاد کو صورت شرعی کے مطابق ضرور کرنا چاہیے

امام اہلِ حدیث نواب صدیق حسن خان نواب ریاست بھوپال کا جواز محفل میلاد پر فتویٰ

نواب صدیق حسن خاں غیر معروف شخصیت نہیں ہیں۔ علماء اہلِ حدیث

میں نواب صاحب کا علمی مقام نہایت ممتاز ہے۔ نواب صاحب نے میلاد شریف کے موضوع پر مستقل کتاب لکھی ہے۔ الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ، اس کے صفحہ ۴ پر وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میں نے زمانہ حاضر میں دیکھا کہ رسائل میلاد نبوی ﷺ کی تعداد پچاس سے زائد بڑھ گئی ہے لیکن کوئی تالیف لائق اعتماد کلی نہیں۔۔۔ قطع نظر اس مسئلہ سے کہ آیا عقد محفل میلاد واسطے اس ذکر شریف میلاد کے بطریقہ مروجہ جائز ہے یا ناجائز اس رسالہ میں اختصاراً ذکر احوال خاصہ آنحضرت ﷺ کا از ولادت تا وفات لکھا مناسب جانا۔۔۔ اگر کوئی ایماندار اسی مقدار پر مطلع ہو کر محبت آنحضرت ﷺ میں کوشش کرے تو زہے سعادت۔"

معلوم ہوا نواب صاحب نے یہ کتاب اس لیے لکھی ہے کہ محفل میلاد میں ناقابل اعتبار رسالہ میلاد پڑھے جاتے ہیں ان کا سدباب کیا جائے اور ان کی جگہ ایک ایسی کتاب پیش کی جائے جو صحیح روایات پر مشتمل ہو اسی لیے نواب صاحب نے کتاب کا نام بھی میلاد شریف کے عنوان سے رکھا ہے اس کے بعد صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں:

"مجھے سخت قلق ہے اس بات کا جو لوگ رسائل میلاد باذعاء محبت خیر مولود پڑھتے ہیں اس عمل کو کس لیے صورتِ جائز شرعی کے مطابق کر کے بجا نہیں لاتے اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع یا ہر ماہ میں التزام اس کا کرلیں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظِ سیرت وسمت و دل و ہدی و ولادت و وفات آنحضرت کا کریں، پھر ایام ماہ ربیع الاول کو بھی اس سے خالی نہ

چھوڑیں، اور ان روایات واخبار وآثار کو پڑھیں پڑھائیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں۔"

وضاحت: اس عبارت سے یہ امور ثابت ہوتے ہیں: (۱) نواب صاحب مسلمانوں کو سمجھاتے ہیں کہ تم لوگ محفل میلاد کو صورتِ شرعی کے مطابق کیوں بجا نہیں لاتے گویا اس بات کی تلقین کی جارہی ہے کہ صورتِ شرعی کے مطابق عمل مولد شریف ضرور کرنا چاہیے۔ (۲) نبی ﷺ کی ولادت و وفات وغیرہ کے ذکر خیر کے لیے ایک وقت مقررہ پر محفل کے انعقاد میں کوئی مضائقہ نہیں صرف ربیع الاول ہی میں نہیں بلکہ یہ سلسلہ سارا سال جاری رہنا چاہیے۔

(۳) ذکر میلاد النبی سن کر خوش نہ ہونے والا مسلمان ہی نہیں

نواب صدیق خاں کا دوسرا فتویٰ

نواب صاحب نے مذکورہ کتاب کے صفحہ ۱۱ پر محفل میلاد کے متعلق شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ایک عبارت نقل کی ہے اور پھر اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

ولقد اطنب ابن الحاج فی المدخل فی الانکار علی من احدثه الناس من البدع والاهواء والغناء بالالات المحرمة عند عمل المولد الشریف فالله تعالیٰ یثیبه علی قصده الجمیل و یسئلك بنا سبیل السنة فانه حسبنا الله ونعم الوکیل۔

اس عبارت سے شیخ عبدالحق دہلوی حنفی کی صاف انکار منکرات کا عمل مولد میں نکلتا ہے اور عبارت سابق سے اظہار فرح میلاد نبوی پر پایا جاتا ہے۔ سو جس کو

حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔

اس عبارت سے چند ضروری اور مفید امور ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) میلادالنبی ﷺ اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے اور اس نعمت پر اظہارِ تشکر اور اظہارِ مسرت کرنا چاہیے۔

(۲) محفل میلاد اظہارِ مسرت کا ایک طریقہ ہے مگر اس میں خلاف شرع امور نہیں ہونے چاہئیں۔

(۳) محفل میلاد میں میلادالنبی ﷺ کا ذکر کیا جاتا ہے جسے سن کر اظہارِ مسرت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور جو ایسا نہیں کرتا وہ مسلمان ہی نہیں۔

اہلِ حدیث سے اپیل

اس لیے ہم اہلِ حدیث فرقہ سے کہتے ہیں کہ وہ اگر ہماری بات کو شرارت سمجھتے ہیں تو اپنے پیشوا نواب صدیق حسن خاں کی بات ہی مان لیں اور میلادالنبی ﷺ کے موقع پر اپنے منفی رویہ کا محاسبہ کریں اس لیے کہ اُن کا عظیم دینی راہنما تو نہیں اس منفی رویے کی وجہ سے مسلمانوں کی صف سے ہی نکال رہا ہے۔ لہٰذا اہلِ حدیث کو چاہیے کہ محافل میلاد پر شامل ہوا کریں اور ذکر ولادتِ رسول سن کر اظہارِ مسرت کرتے ہوئے اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیا کریں ورنہ یا وہ خود مسلمان نہیں یا ان کا پیشوا مسلمان نہیں۔

جواز میلاد کے متعلق اہلِ حدیث کے لیے کچھ الزامی حوالہ جات

ذیل میں ہم اہلِ حدیث کے چند علماء کی وہ عبارات پیش کرتے ہیں جن

میں جواز کے قول پر صاف نص تو موجود نہیں مگر اس کو مان کر اس جواز کا قول کرنا پڑتا ہے۔ بشرطیکہ دل میں انصاف موجود ہو۔

(۴) مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اہلِ حدیث کی رائے

مولوی محمد ابراہیم میر صاحب اپنی کتاب سیرت المصطفیٰ جلد اول میں صفحہ ۸۸ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

''اس عاجز محمد ابراہیم میر کے نزدیک صحیح بخاری کی روایت درست ہے کیونکہ اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ ابولہب موت کے بعد اپنے ایک قریبی رشتہ دار (حضرت عباس) کو خواب میں ملا اور اس نے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ مجھے کوئی آسائش نہیں سوائے اس کے کہ مجھے ثویبہ کے آزاد کرنے کی وجہ سے تھوڑا سا پانی مل جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ثویبہ کی آزادی اس کے لیے موجب ثواب و راحت اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ وہ آنحضرت کی ولادتِ مبارکہ کی خوشی میں ہو۔''

(سیرت المصطفیٰ جلد اول صفحہ ۸۸ طبع امرتسر سن طباعت ۱۹۴۴ء)

وضاحت:

اس عبارت سے صاف صاف معلوم ہوا کہ جو شخص نبی ﷺ کی ولادت کی خوشی منائے اللہ تعالیٰ اسے راحت عطا فرماتا ہے۔ خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو اور یہ فتاویٰ ہمارا نہیں اہلِ حدیث کے عظیم المرتبت علامہ محمد ابراہیم میر کا ہے، تو ایک مسلمان کو نبی ﷺ کی ولادت کی خوشی منانے سے اللہ تعالیٰ جزائے خیر کیوں نہ عطا فرمائے گا اور یہ بات بڑے بڑے جلیل القدر ائمہ دین نے تسلیم کی ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ اب اہلِ حدیث کو کچھ تو خیال کرنا چاہیے اور جشنِ ولادت رسول میں شرکت کے

جزائے خیر کا مستحق بننا چاہیے۔

(۵) میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسوں میں حافظ عبد القادر روپڑی علامہ احسان الٰہی ظہیر اور حبیب الرحمان یزدانی وغیرہ اہلِ حدیث علماء کی شرکت

۱۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۰ نومبر ۱۹۸۶ء بمطابق ۱۶ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ بروز جمعرات کا ایک اخباری تراشہ ہمارے پاس محفوظ ہے جو ایک جلسے کی تصویر ہے اور اس کے نیچے یہ الفاظ ہیں:

''ادارہ اسلامیہ فلاح و بہبود کے زیر اہتمام میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسہ سے جناح ہال میں الحاج حیدر علی مرزا علی محمد، خواجہ طارق وحید بٹ اور مفتی محمد حسین نعیمی خطاب کر رہے ہیں، اسٹیج پر مولانا افتخار حسین نقوی مولانا محمد حسین اکبر اور مولانا عبد القادر روپڑی بیٹھے ہیں۔''

۲۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۸ نومبر ۱۹۸۶ء بمطابق ۱۴ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ بروز منگل کی اخبار کا ایک تصویری تراشہ بھی ہمارے پاس موجود ہے جو شخص بھی دیکھ کر تسلی کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ تصویر کے نیچے یہ الفاظ لکھے ہیں:

''لاہور میں مرکزی میلاد کانفرنس سے مفتی محمد حسین نعیمی علی محمد خواجہ طارق وحید بٹ اور الحاج حیدر علی مرزا خطاب کر رہے ہیں، سٹیج پر مولانا سید افتخار حسین نقوی مولانا عبد القادر روپڑی اور مولانا محمد حسین اکبر بیٹھے ہیں۔''

دوغلی پالیسی

ایک طرف تو اہلِ حدیث مولوی جشنِ میلاد النبی ﷺ کو ناجائز اور بدعت کہتے ہیں اور دوسری طرف میلاد النبی کے جلسوں میں شرکت بھی کرتے ہیں اور شرکت کا نذرانہ بھی وصول کرتے ہیں ہم ان سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ جناب! اس دوغلی پالیسی کا کیا مطلب ہے، اور آپ عوام کو دھوکہ دے کر ملک و قوم کی کون سی خدمت سرانجام دینا چاہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جشنِ میلاد النبی ﷺ تمہارے نزدیک بھی برا نہیں اور اس کے خلاف تمہارے فتوے اپنی اہلِ حدیث عوام کو خوش کرنے کے لیے ایک ڈھونگ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے۔

فصل دوم

جواز میلاد پر اکابرین دیوبند کے فتوے

(ا) مولوی اشرف علی تھانوی صاحب رئیس فرقہ دیوبندیہ جوازِ محفل میلاد پر اپنے پیر مرشد حاجی امداد اللہ کے فتوے نقل کرتے ہیں۔

پہلا فتویٰ

فرمایا (حاجی صاحب نے) کہ مولد شریف تمامی اہلِ حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کے لیے مذموم ہو سکتا ہے۔ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہئیں اور قیام کے بارے میں کچھ نہیں کہنا، ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔

ا۔ امداد المشتاق تذکرہ شاہ محمد امداد اللہ مہاجر مکی، مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب صفحہ ۵۰ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور۔

۲۔ شمائم امدادیہ ملفوظاتِ حاجی امداد اللہ مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب صفحہ ۴۷ مطبوعہ مدنی کتب خانہ ملتان (حصہ دوم)

دوسرا فتویٰ

فرمایا (حاجی صاحب نے) ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین ہی کافی ہے البتہ وقت

قیام اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزبان و مکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔

(شمائم امدادیہ صفحہ ۵۰ حصہ دوم مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب) (امداد اللہ المشتاق صفحہ ۵۵)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا تیسرا فتویٰ

اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرورِ کائنات ﷺ موجب خیرات و برکات دنیوی و اُخروی ہے صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات و تقییدات میں ہے، بلکہ صرف کلام بعض تعینات و قیام ہے۔۔۔ اگر ان امور کو ضروری بمعنیٰ واجب شرعی سمجھتا بلکہ بمعنیٰ موقوف علیہ بعض البرکات جانتا ہے جیسے بعض اعمال میں تخصیص ہوا کرتی ہے کہ ان کی رعایت نہ کرنے سے وہ اثر خاص مرتب نہیں ہوتا مثلاً بعض عمل کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں اگر بیٹھ کر پڑھیں تو اثر خاص نہ ہو گا۔ اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے۔۔۔ اسی طرح کوئی شخص عمل مولد کو بہیئتِ کذائیہ مواہب بعض برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنیٰ کے قیام کو ضروری سمجھے کہ یہ اثر خاص بدونِ قیام نہ ہو گا۔ اس کے بدعات کہنے کی کوئی وجہ نہیں۔

اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ بذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ مندرجہ کلیات امدادیہ الحاج الشاہ امداد اللہ مہاجر مکی صفحہ ۷۸ تا ۸۰ (پہلا مسئلہ مولد شریف) طبع دارالاشاعت کراچی)

گذارش

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب جو دیوبندی فرقہ کے سب سے بڑے امام ہیں۔ اپنے پیر و مرشد کے فیصلے نقل کر رہے ہیں۔ جن میں ان کے مرشد حاجی امداد اللہ نے صاف صاف بتلایا ہے کہ میں نہ صرف یہ کہ محفل میلاد کو جائز کہتا ہوں بلکہ محفلِ میلاد پورے ذوق و شوق سے خود منعقد کرتا ہوں اور کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتا ہوں جس مین مجھے بے پناہ روحانی لذت حاصل ہوتی ہے اور صرف میں ہی نہیں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں رہنے والے سب لوگ محفل میلاد کے پابند ہیں۔

معلوم ہوا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے نزدیک بھی محفل میلاد جائز اور باعثِ لذت روحانی ہے۔ اگر تھانوی صاحب کے نزدیک یہ محفل بدعت اور گمراہی ہوتی تو کیا مذکورہ عبارات میں وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد گمراہ اور بدعتی ہیں بلکہ حرمین شریفین میں رہنے والے سب لوگ بدعتی اور گمراہ ہیں۔ ان هذا لشیءٌ عجیب۔

جب تھانوی صاحب جو دیوبندیوں کے نزدیک "حضرتِ اقدس مجدد دین و ملت اور حکیم الامت" ہیں۔ محفلِ میلاد کے جواز کے قائل ہیں تو پھر دیوبندی علماء سے گذارش ہے کہ اپنے مجدد کی بات مانیں اور محفلِ میلاد میں شریک ہو کر روحانی لذت حاصل کیا کریں اور یا اعلان کریں کہ ہمارا مجدد بدعت اور گمراہی کا حامی ہوا کرتا ہے۔

حاجی امداد اللہ صاحب کا مقام اکابرین دیوبند کے نزدیک

ا۔ یاد رہے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب امداد المشتاق کے پہلے صفحہ پر حاجی امداد اللہ صاحب کا یوں تعارف کرواتے ہیں، شیخ العلماء، سید العرفاء، حجۃ اللہ فی

زمانہ و آیۃ اللہ فی اوانہ اعلیٰ حضرت مرشدنا و ہادینا الحاج الحافظ الشاہ محمد امداد اللہ قدس سرہٗ افاض علینا برہٗ۔

۲- امداد المشتاق ہی میں امداد السلوک کے حوالہ سے حاجی صاحب کے بارہ میں مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کے تاثرات یوں لکھے ہیں:

"افتخار المشائخ الاعلام مرکز الخواص والعوام منبع البرکات القدسیہ مظہر الفیوضات المرضیہ معدن الاسرار الالٰہیہ مخزن الحقائق مجمع الافائق سراج اوانہ قدوۃ اہل زمانہ سلطان العارفین ملک التارکین غوث الکاملین۔۔۔۔سیدی سندی الشیخ الحاج المشتہر بامداد اللہ الفاروقی۔"

(دیکھیے امداد المشتاق صفحہ ۱۹۹ طبع مکتبہ اسلامیہ بلال گنج لاہور، اور امداد السلوک)

۳- بانی دارالعلوم دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے اشعار ہیں:

بحق مقتدائے عشق بازاں — رئیس پیشوائے مقتدایاں
امام راستبازاں شیخ عالم — ولی خاص صدیق معظم
شہ والا گہر امداد اللہ — کہ بہر عالم است امداد اللہ

(امداد المشتاق صفحہ ۲۰۰ مصنفہ اشرف علی تھانوی)

(۲) جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواز پر علامہ محمد عبد الحیٔ دیوبندی فرنگی محلی لکھنوی کا مفصل اور مدلل فتویٰ

مجموعۃ الفتاویٰ

سوال: ربیع الاول یا کسی اور مہینے میں میلاد شریف کی محفل کرنا درست ہے یا نہیں۔

جواب: جناب خیر البشر علیہ صلوٰۃ اللہ الاکبر کی ولادت بڑے فرحت اور سرور کا باعث

ہے اور یہ فرحت اور سرور وقت اور محل کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر مومن کے رگ وپے میں سمائی ہوئی ہے ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے جب حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی ولادت کی خبر ابولہب کو پہنچائی تھی تو اس نے خوش ہو کر ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا، مرنے کے بعد لوگوں نے اس کو خواب میں دیکھ کر حال پوچھا، اس نے کہا: جب سے مرا ہوں عذاب میں گرفتار ہوں مگر وہ دوشنبہ کی شب کو چونکہ میں نے میلاد نبوی کی خوشی کی تھی عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ پس جب ابولہب ایسے کافر پر آپ کی ولادت کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہو گئی تو جو کوئی امتی آپ کی ولادت کی خوشی کرے اور اپنی مقدرت کے موافق آپ کی محبت میں خرچ کرے کیونکر اعلیٰ مرتبہ کو نہ پہنچے گا جیسا کہ ابن جوزی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے:

پس اگر ولادت یا معجزات یا غزوات کا ذکر بطرز وعظ و درس بے تداعی مردم و بغیر صورت محفل کیا جائے تو ہزاروں برکتوں کا باعث ہوگا۔ حضرت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی مجالس کو انہی ذکروں سے مورد انوار الٰہی بناتے تھے، اور لوگوں کو جمع کرنا اور محفل کی صورت مقرر کرنا بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو اور لوگوں کو دن تاریخ مقرر کر کے ذکر میلاد سننے کے لیے بلانا چونکہ زمانہ نبوی اور زمانہ صحابہ اور زمانہ تابعین اور زمانہ تبع تابعین رضی اللہ عنہم میں نہ تھا اس لیے ان سے کوئی روایت نہیں ہے۔ اور اس خیال سے کہ یہ طریقہ زمانہ نبوی میں نہ تھا اس کو بدعت کہہ سکتے ہیں۔۔۔۔ مگر چونکہ یہ طریقہ خیر ہے اور اس میں کسی طرح کا گناہ نہیں ہے اور احادیث میں فرحت اور سرور کے لیے لوگوں کو جمع کرنا ثابت ہے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ کے بیان کی منادی کی ہے لہٰذا اہلِ شرع نے اس کی اجازت دی ہے اور اس کو بدعت مندوبہ کہتے ہیں اور اس کے فاعل کو مستحق ثواب

جانتے ہیں۔ حضور سرورِ انبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا:

من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها۔

جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ نکالا اس کو اس کا اور اس پر عمل کرنے والوں کا اجر ملے گا۔ اور یہ لازم نہیں کہ ہر بدعت مذمومہ ہو بلکہ بعض بدعتیں واجب ہیں جیسے علم نحو کا پڑھنا قرآن اور حدیث کو سمجھنے کے لیے اور بعض بدعتیں حرام ہیں جیسے قدریہ اور مجسمہ کا مذہب اور بعض بدعتیں مندوب ہیں جیسے مدارس اور رباط اور تراویح باجماعت اور بعض بدعتیں مکروہ ہیں جیسے سونے کے پانی سے مسجد میں پھول بوٹے بنانا اور بعض بدعتیں مباح ہیں جیسے مآکل و مشارب میں توسیع، پس کل بدعة ضلالة کا کلیہ۔ عام مخصوص البعض قرار دیا جائے گا، نووی اور ملاں علی قاری نے اس کی تصریح کی ہے۔

اس تقریر سے تاج الدین فاکہانی کا یہ قول رد ہو گیا۔

لا جائز ان یکون عمل المولد مباحًا لان الابتداع فی الدین لیس مباحًا باجماع المسلمین۔

یہ جائز نہیں کہ محفل میلاد مباح ہو کیونکہ باجماع مسلمین دین میں نئی بات نکالنا مباح نہیں اور اکثر مشائخ طریقت نے حضور سرورِ کائنات علیہ والسلام والصلوٰۃ کو خواب میں دیکھا کہ محفلِ میلاد سے راضی اور خوش ہیں۔ پس وہ چیز ضرور اچھی ہے جس سے آپ خوش ہوں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

و مما جرب من خواصه انه امان فی ذالك العام و

بشرٰی عاجلۃ لنیل البغیۃ و المرام۔

میلاد شریف کے مجرب خواص میں سے یہ ہے کہ اس سال بے خوفی اور بشارت ہوتی ہے مطلوب اور مقصود کے حاصل ہونے کی۔

اور جو لوگ اس کو بدعت مذمومہ کہتے ہیں خلاف شرع کہتے ہیں اب مہینہ دن اور وقت کی تعین کا حال سننا چاہیے کہ جس زمانے میں۔ بطرز مندوب محفل میلاد کی جائے باعث ثواب ہے اور حرمین بصرہ، یمن، شام اور دوسرے ممالک کے لوگ بھی ربیع الاول کا چاند دیکھ کر خوشی اور محفل میلاد اور اس کارِ خیر کو کرتے ہیں اور قراءت و سماعتِ میلاد میں اہتمام کرتے ہیں اور ربیع الاول کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی ان ممالک میں میلاد کی محفلیں ہوتی ہیں۔ اور یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ ربیع الاول میں ہی میلاد کیا جائے گا تو ثواب ملے گا ورنہ نہیں اور یہ بھی اعتقاد نہ کرنا چاہیے کہ ربیع الاول میں زیادہ ثواب ملے گا اور دوسرے مہینوں میں کم ثواب ملے گا، کیونکہ یہ شرع سے ثابت نہیں۔ البتہ اگر کوئی شخص چھٹی ہونے کی وجہ سے اسی مہینہ میں یا اس مہینہ کے کسی خاص دن میں یا اس وجہ سے مہینہ اور تاریخ مقرر کر کے کرے کہ لوگوں کو ہر سال بلانے کی ضرورت نہ ہو بلکہ لوگ خود ہی آ کر سن لیا کریں یا کسی اور وجہ سے دن تاریخ مقرر کر کے کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ اسی وجہ سے شرع میں وعظ اور درس کا دن مقرر کرنا جائز ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

انما الاعمال بالنیات و انما لکل امرئ ما نوی۔

اعمال کا دارومدار نیت پر ہے ہر شخص کو اس کی نیت کا اجر ملے گا۔

سوال: ذکر ولادت کے وقت قیام کرنے کا کیا حکم ہے۔

جواب: اگر اس وقت کوئی شخص بحالت وجد صادق بے ریا و تصنع کھڑا ہو جائے تو

معذور ہے اور آداب صحت میں سے یہ ہے کہ حاضرین بھی اس کی اتباع میں کھڑے ہو جائیں۔۔۔۔علماء حرمین زادھما اللہ شرفاً قیام کرتے ہیں۔ امام برزنجی رحمہ اللہ اپنے رسالہ میلاد میں لکھتے ہیں:

و قد استحسن القیام عند ذکر مولودہ الشریف ائمۃ ذو و روایۃ فطوبٰی لمن کان تعظیمہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم غایۃ مرامہ ومرماہ۔

ائمہ اصحاب روایت نے ذکر میلاد کے وقت قیام کو مستحسن جانا ہے۔ پس اس شخص کے لیے خوشی ہو جس کا مقصد آپ کی تعظیم ہے۔

(مجموعۃ الفتاویٰ (اردو ترجمہ) کتاب الحظر والاجاۃ جلد دوم صفحہ ۲۸۴ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)

وضاحت:

علامہ عبدالحی لکھنوی دیوبندی کا مقام ومرتبہ دیوبندی مسلک میں کوئی معمولی نہیں۔ عبدالحی دیوبندی صاحب کا فتویٰ آپ نے ملاحظہ فرمایا، میرا خیال ہے کہ دیوبندی یا تو عبدالحی صاحب کے اس فتاویٰ کو پڑھتے نہیں، اگر پڑھتے ہیں تو پھر یوں لگتا ہے کہ ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے اور آنکھوں پر پردے پڑ گئے ہیں ورنہ عبدالحیٔ صاحب نے محفل میلاد اور جشن میلاد کے جواز پر پورا زورِ قلم صرف کر دیا ہے اور جواز میلاد پر جس قدر علماء اہل سنت دلائل دیتے ہیں تقریباً تمام کو نقل کر دیا ہے اور منکرین کے متعدد اعتراضات کا ایسا دندان شکن جواب دیا ہے کہ انکار کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔ اگر اب بھی دیوبندی فرقہ محفل میلاد کو ناجائز ہی کہتا رہے تو پھر یہی کہا جا سکتا ہے کہ

ختم اللہ علی قلوبھم۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔

(۳) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے جانشین اور سبط اصغر مولانا علامہ شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی کا جواز میلاد پر فتویٰ

مأۃ المسائل

شاہ محمد اسحاق سے دہلی کے بادشاہ نے سو سوال کیے تھے جن میں سے پندرھویں سوال کے جواب میں آپ لکھتے ہیں:

قیاس عرس بر مولد شریف غیر صحیح است زیرانکہ در مولد ذکر ولادتِ خیر البشر است و آں موجب فرحت و سرور است، و در شرع اجتماع برائے فرحت و سرور کہ خالی از منکرات و بدعات باشد آمدہ و اجتماع حزن و شرور ثابت نہ شدہ و فی الواقع فرحت ولادت، آنحضرت ﷺ در دیگر امر نیست، پس دیگر امر بریں قیاس صحیح نہ خواہد شد و مع ہذا در مولد ہم اختلاف است زیرانکہ در قرون ثلاثہ کہ مشہود لہم بالخیر است ایں امر معمول نبود بعد از قرونِ ثلاثہ ایں امر حادث شدہ بناء بریں علماء در جواز و عدم جواز آں مختلف اند، چنانچہ بتفصیل و بسط در کتاب سیرت شامی مذکور است فلینظر الیہ۔

(کتاب مأۃ المسائل (شاہ محمد اسحاق دہلوی) (انوار ساطعہ (مولانا عبدالسمیع رام پوری صفحہ ۱۳۹ بحوالہ مأۃ المسائل) (الدر المنتظم شاہ عبدالحق محدث الہ آبادی صفحہ ۱۰۵ ساتواں باب بحوالہ مأۃ المسائل)

ترجمہ: مولد شریف پر عرس کو قیاس کرنا صحیح نہیں کیونکہ مولد شریف میں خیر

البشر ﷺ کا ذکر خیر ہوتا ہے جو باعثِ فرحت و سرور ہے اور شرع میں فرحت و سرور کے لیے اجتماع جائز ہے بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو اور حزن و ملال کے لیے اجتماع کا جواز ثابت نہیں (گویا عرس حزن کا اجتماع ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے تاہم یہ شاہ محمد اسحاق کا یہ خیال درست نہیں کیونکہ عرس کا مقصد اظہارِ حزن نہیں ہوتا بلکہ عرس کی سیرت و عظمت کا بیان اور اس کے لیے ایصال ثواب ہوتا ہے)

شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی محفل میلاد میں شرکت کیا کرتے تھے

ارواح ثلاثہ

خان صاحب نے فرمایا کہ قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی اور مولوی عبدالقیوم صاحب نے فرمایا کہ شاہ اسحاق صاحب کے زمانہ میں دہلی میں ایک عرب عالم تشریف لائے ایک امیر نے ان سے مولود پڑھنے کی درخواست کی انہوں نے منظور فرمالیا اس کے بعد وہ امیر شاہ اسحاق صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور آکر عرض کیا کہ میرے یہاں میلاد ہے حضور بھی تشریف لائیں۔ اگر حضور تشریف لائیں گے تو ان عالم مولود خواں کو سات سو روپے دوں گا ورنہ نہیں، جب مولود کا وقت ہوا شاہ اسحاق صاحب اس محفل میں شریک ہوئے محفل سادہ تھی روشنی وغیرہ حد اسراف تک نہ تھی اور قیام بھی نہیں کیا گیا تھا، ذکر میلاد منبر پر بڑھا گیا تھا۔ اس کے بعد جب شاہ صاحب حج کو تشریف لے جاتے ہوئے بمبئی پہنچے ہیں تو وہاں ان کے شاگرد نے جس کا نام غالباً عبدالرحمٰن تھا ذکر میلاد کروایا اور اس نے بھی شاہ صاحب کو شرکت کی دعوت

دی شاہ صاحب اس میں بھی شریک ہوئے اس محفل کا رنگ بھی اس امیر کی محفل کے قریب قریب تھا، اور یہاں بھی نہ قیام ہوا تھا اور نہ روشنی وغیرہ زیادہ تھی، جب جلسہ ختم ہوا تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ عبدالرحمان تم نے بدعت کا کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔

(ارواحِ ثلاثہ (مرتبہ علامہ اشرف علی تھانوی) حکایت ۹۲ صفحہ ۱۰۳)

شفاء الصدور

علامہ قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کے شاگرد مولانا فیض الحسن صاحب سہارنپوری (جن کی حکایات اشرف علی تھانوی صاحب نے ارواحِ ثلاثہ میں درج کی ہیں) اپنی کتاب شفاء الصدر مطبوعہ لاہور مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۸۸۵ء کے صفحہ ۱۰ میں لکھتے ہیں:

و من جاء مجلس المیلاد فلہ ان یقوم ان قاموا و الا فلا۔ وھذا یقول المولدی احمد علی المحدث المرحوم تبعًا لاستاذہ مولانا محمد اسحاق المغفور۔

یعنی جو شخص محفل میلاد میں شریک ہو اسے چاہیے کہ جب لوگ کھڑے ہوں وہ بھی کھڑا ہو جائے ورنہ نہیں۔ اسی طرح فتویٰ دیتے ہیں مولوی احمد علی محدثِ مرحوم اپنے استاذ مولانا محمد اسحاق مغفور کی اتباع کرتے ہوئے۔

وضاحت:

شاہ محمد اسحاق دہلوی کی ماۃ المسائل سے منقولہ عبارت آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ کس قدر صاف لکھا گیا ہے کہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجب فرحت ہے اور فرحت و سرور کے لیے شرع میں اجتماع کرنا جائز ہے لہٰذا محفل میلاد جائز ہے، پھر ارواحِ

ثلاثہ کی عبارت نے مزید فیصلہ کر دیا کہ شاہ محمد اسحاق دہلوی نہ صرف یہ کہ محفل میلاد کے جواز کے قائل تھے بلکہ اس محفل میں شریک بھی ہوتے تھے۔ رہا یہ کہ اس عبارت کے آخر میں شاہ صاحب کے یہ الفاظ ہیں "عبدالرحمان" تم نے بدعت کا کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا اس کا یہی مطلب ہے کہ تم نے بدعت حسنہ قائم کرنے میں دقیقہ نہیں چھوڑا۔ اگر شاہ صاحب کی مراد بدعتِ ضلالت ہوتی تو اس محفل میں شریک ہی نہ ہوتے۔

علماء دیوبند کے نزدیک شاہ محمد اسحاق کا مقام و مرتبہ

اروِاحِ ثلاثہ میں سید الطائفہ میں مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے وصال کے بعد پورے خاندان ولی اللٰہی نے اتفاق کر کے ان کے نواسے شاہ محمد اسماعیل کو ان کی مسند پر بٹھایا آگے چل کر لکھتے ہیں ایک مرتبہ شاہ صاحب کا ایک عیسائی پادری سے مناظرہ ٹھہرا جب وہ سامنے آیا تو اس پر عجیب رعب طاری ہوا کہ ایک لفظ نہ بول سکا اور شاہ صاحب نے حقانیت اسلام پر زبردست تقریر کی اور یہ مناظرہ دلی کے بادشاہ کے دربار میں ہو رہا تھا۔

(دیکھیے ارواح ثلاثہ صفحہ ۹۵ تا ۱۰۹)

(۴) دیوبندی علماء کے سرخیل مولوی محمد اسماعیل دہلوی صاحب صراطِ مستقیم کا جواز محفل میلاد پر فتویٰ

مولوی محمد اسماعیل دہلوی حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بھتیجے اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے پوتے ہیں، ان کے عقائد اولاً اہل سنت و جماعت والے تھے بعد ازاں جب ان کا سید احمد بریلوی سے پالا پڑا تو عقائد بگڑ گئے اور پھر تقویۃ الایمان نامی کتاب لکھ کر فتنے کا ایسا بیج بویا کہ اب تک فتنہ بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ تاہم عقائد

بگڑنے سے قبل ان کے عقائد اپنے آباء و اجداد شاہ عبدالرحیم شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ والے تھے۔

چنانچہ شاہ محمد اسحاق دہلوی (جو رشتہ میں مولوی اسماعیل دہلوی صاحب کے تقریباً بھانجے لگتے ہیں) کے ایک شاگرد مولانا عبدالغنی نقشبندی مجددی رحمہ اللہ ہیں جو مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے اندر محفل میلاد کروایا کرتے تھے۔ ایک دن وہ اپنے شاگرد مولانا شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی مہاجر مکی سے کہنے لگے کہ محفل میلاد کے جواز پر مستقل کتاب لکھو تاکہ بعض لوگوں کے شکوک دور ہو جائیں۔ یہ ۱۲۸۷ھ کی بات ہے۔ چنانچہ شیخ الہ آبادی نے الدرالمنظم فی مولد النبی المعظم، کتاب لکھی جو اپنے موضوع پر واقعتاً لاجواب تحقیقی شاہکار ہے، دیکھیے یہی کتاب الدرالمنظم صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۴ یہ کتاب ۱۳۰۷ میں ہندوستان سے چھپی تھی اب اس کا اصل کے مطابق عکس چھپ کر بازار میں آگیا ہے۔ اس کے آخر میں تقاریظ میں سے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی بھی ایک تقریظ ہے۔

اس کتاب میں مولوی اسماعیل دہلوی صاحب کا بڑے احترام کے ساتھ تذکرہ کرتے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ مولوی اسماعیل صاحب سے مولوی رشید الدین خان مرحوم نے چودہ سوال کیے تھے جس کا انہوں نے جواب لکھا جو ہمیں دستیاب ہوا آگے شیخ عبدالحق صاحب نے تیرھویں سوال و جواب کی عبارت تحریر کی ہے۔ شیخ صاحب کی تحریر کے الفاظ یہ ہیں۔

الدر المنظم

حضرت مولانا جناب مولوی اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

در جواب استفتاء چہاردہ کہ مولانا مولوی رشید الدین خاں صاحب مرحوم

نموده بودند افاده فرموده در جواب استفتاء سیز دہم کہ عبارتش بعینہا اینست ۔ سیز دہم ۔ انکہ اعراب قرآن بدعت است یانہ واگرہست حسنہ است یا سیئہ، وایں جمع قرآن بحکم قرآن بود یا بکدام حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا بحکم ہر دو بود وپس بدعت است یانہ وہمچنیں ہر حکمے کہ از نص قرآن شریف یا ظاہر احادیث متن نبود بدعت است یانہ ۔ جواب از سیز دہم ۔ آنکہ اعراب قرآن بدعت حسنہ است کہ صحت قرأت عجمیان بل عربیانِ حال براں موقوف است لیکن جمع قرآن ظاہر أنہ بحکم کدام آیت قرآنی است و نہ بحکم کدام حدیث نبوت، پس بدعت باشد لیکن بدعت حسنہ، چراکہ مقصود وازاں ضبط وحفظ قرآں است از ضیاع وغلط ودر حسن بودن بعضے از بدعات شبہ نیست واثبات آں از اکثر احادیث نمیتواں نمود ۔ مثل من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها ۔ وتقیید بدعت مردود بہ بدعت ضلالت چنانچہ کہ در حدیث است من ابتدع بدعة ضلالة لا یرفاه الله و رسوله الحدیث و حدیث من احدث فی امویا هذا ما لیس فیه فهو رد ۔ چہ ازاں مردود بودن بدعتے ثابت شود کہ تعلقے بدین نداشتہ باشد، پس بدعتے کہ اصل آن از شرع ثابت باشد مثل اخذ تسبیح وتراویح حسنہ باشد، پس حکمے کہ از نص صریح قرآن و حدیث ثابت نہ باشد بہ دو قسم است، یکے بدلیل شرعی دیگر مثل اجماع وقیاس ثابت شود یا اصلے شرعی داشتہ باشد آں خود ہرگز بدعت سیئہ نیست بلکہ چوں بدلیل شرعی وبحکم آیت کریمہ الیوم اکملت

لکم دینکم قواعد استنباط وغیر آں در دین داخل است در سنت یا بدعت حسنہ کہ در معنیٰ سنت است داخل باشد بلکہ بعمل آوردن بعضے بدعات حسنہ فرض کفایہ چنانکہ در کتب بسیار مصرح است منجملہ آں فتح المبین شرح اربعین امام نووی است از شیخ ابن الحجر ہیتمی کہ در وے در شرح حدیث خامس گفتہ۔

قال الشافعی رضی الله عنه ما احدث و خالف کتابا او سنة او اجماعا او اثرًا فهو البدعة الضلالة وما احدث من الخیر و لم یخالف شیئا من ذالك فهو البدعة المحمودة۔

والحاصل ان البدعة الحسنة متفق علی ندبها وهی ما وافق شیئا مما مر ولم یلزم من فعله محذور شرعی و منها ما هو فرض کفایة کتصنیف العلوم و نحوها مما مر قال الامام ابو شامة شیخ المصنف رحمة الله علیه و من احسن ما اتبدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولده صلی الله علیه وسلم من الصدقات و المعروف و اظهار النعمة والسرور فان ذلك مع ما فیه من الاحسان الی الفقرآء مشعر بمحبته صلی الله علیه وسلم و تعظیم جلالته فی قلب فاعل ذلك و شکر الله تعالیٰ علی ما من به من ایجاد رسوله الذی ارسله

للعالمین رحمة۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(الدر المنظم شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۹)

ترجمہ: (ملخصاً) مولوی محمد اسماعیل دہلوی تیرھویں سوال کے جواب میں لکھتے ہیں اعراب قرآن بدعت حسنہ ہے کہ اہلِ عجم بلکہ دورِ حاضر کے اہلِ عرب کی صحت قرأت اس پر موقوف ہے حالانکہ اس کا جواز کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں اس لیے یہ ہے تو بدعت مگر بدعت حسنہ ہے کیونکہ اس کا مقصد قرآن کو ضیاع اور غلطی سے بچانا ہے اور بعض بدعات کو حسن قرار دینے سے چارہ نہیں جیسے حدیث میں ہے کہ جس نے کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا اسے اپنا اور اس طریقے پر عمل کرنے والے سب لوگوں کا ثواب حاصل ہوگا لہٰذا وہ بدعت کہ اس کا اصل شرع میں ثابت ہو بدعت حسنہ ہے جیسے تراویح کی جماعت بلکہ سنت میں داخل ہے۔

امام ابن حجر فتح المبین شرح اربعین نووی میں فرماتے ہیں کہ امام شافعی نے فرمایا کہ جو نیا کام قرآن و سنت اور اجماع کے خلاف ہو وہ بدعتِ ضلالت ہے اور جو ایسا نہ ہو وہ بدعتِ محمودہ ہے۔ بلکہ بعض بدعتِ حسنہ وہ بھی ہے جس پر عمل فرض کفایہ ہے جیسے علوم شرعیہ کا لکھنا۔

چنانچہ خود مصنف (امام نووی) کے استاذ امام ابوشامہ فرماتے ہیں:

"اور ہمارے زمانہ کی یہ بدعت کتنی اچھی ہے کہ ولادت نبی اکرم ﷺ والے دن صدقات اور اظہارِ فرحت و سرور کیا جاتا ہے اس میں جہاں غرباء پر احسان ہے وہاں محبتِ رسول کا اظہار بھی ہے اور

یہ شکر الٰہی بھی اللہ نے انہیں رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔

نوٹ:

مولوی اسماعیل دہلوی کا یہ فتویٰ مولانا عبد السمیع رام پوری رحمہ اللہ نے بھی انوارِ ساطعہ میں نقل کیا ہے جو من وعن انہی مذکورہ الفاظ کے ساتھ ہے۔ اس فتویٰ سے دو باتیں امر صاف طور پر ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) محفل میلاد، عرس، گیارھویں وغیرہ جیسے اچھے کاموں کو جو لوگ بدعتِ ضلالت کہتے ہیں غلط کہتے ہیں۔ اس لیے کہ انہوں نے بدعت کی تعریف ہی نہیں سمجھی۔

(۲) مولوی اسماعیل دہلوی نے امام ابوشامہ کا قول و من احسن ما ابتدع فی زماننا الخ نقل کر کے فتویٰ دے دیا کہ محفل میلاد نہایت ہی اچھی اور احسن بدعت ہے جو کارِ ثواب بھی ہے اور رسولِ کریم سے محبت کا اقرار بھی۔

مولوی اسماعیل دہلوی کا غیر مقلدین اور دیو بندی علماء کے ہاں مقام و مرتبہ

ارواحِ ثلاثہ میں مولوی اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں مولوی اسماعیل دہلوی اتنے بڑے حق گو تھے کہ شہنشاہوں کے درباروں میں بھی روٗس الاشہاد حاکم وقت کو ٹوک دیتے تھے۔ دیکھیے ارواحِ ثلاثہ صفحہ ۵۵ آگے صفحہ ۷۸ پر لکھتے ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ایک عالم مناظرہ کے لیے آیا اور اگلے دن مر گیا۔ گویا اتنے مقبولِ درگاہِ اللہ تھے۔

(۵) بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب کا جواز محفل میلاد پر فتویٰ

ارواح ثلاثه

فرمایا (مولوی محمود الحسن مدرس دیوبند نے) سیوہارہ میں ایک جماعت میں جن میں مسئلہ مولد پر تنازع ہو رہا تھا مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اس وقت وہاں تشریف رکھتے تھے مولود کے بارہ میں دریافت کیا تو فرمایا کہ بھائی نہ تو اتنا برا ہے جتنا لوگ سمجھتے ہیں اور نہ اتنا اچھا ہے جتنا لوگ سمجھتے ہیں۔

(ارواحِ ثلاثہ (مولوی اشرف علی صاحب تھانوی) حکایت ۲۷۵ صفحہ ۲۴۶ طبع دارالاشاعت کراچی)

اس عبارت کا سیدھا سادھا مفہوم یہ ہے کہ جشن میلاد نہ تو اتنا برا ہے کہ اسے ممنوع یا حرام کہا جائے جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں اور نہ اتنا اچھا ہے کہ فرض یا واجب قرار دیا جائے جیسا کہ بعض لوگوں نے قرار دے رکھا ہے۔ بلکہ یہ ایک جائز کام ہے نہ اس کی ممانعت کرنی چاہیے اور نہ ہی اس کے تارکین کو برا کہا جائے، جو شخص محفل میلاد کرنا چاہتا ہے اسے روکا نہ جائے اور جو نہیں کرتا اسے مجبور نہ کیا جائے۔ یہی اہل سنت کا موقف ہے

اس عبارت سے صاف صاف معلوم ہوگیا کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی کے نزدیک جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک جائز کام ہے۔

منتظمین مدرسہ دیو بند اہالیان دیو بند اور مولوی قاسم نانوتوی محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شریک ہوتے تھے

کتاب الدرالمنتظم جس کا بیان پیچھے گزر چکا ہے پر تقریضات میں جہاں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی تقریظ ہے وہاں مولانا مولوی عبداللہ صاحب دامادِ مولوی محمد قاسم نانوتوی کی بھی تقریظ ہے ذیل میں مولوی عبداللہ صاحب کی تقریظ میں سے چند سطور لکھی جاتی ہیں۔

''ہاں اس قدر گذارش ضروری ہے کہ جو کچھ مصنف مدظلہٗ نے در باب جواز میلاد فخر عباد تحریر فرمایا وہی مسلک قولاً وفعلاً ہندوستان کے مشاہیر علماء کا سلف سے لے کر خلف تک رہا ہے چنانچہ جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی و مولانا مولوی احمد علی محدث اور مولانا مولوی مفتی عنایت احمد و مولانا عبدالحی رحمہم اللہ تعالیٰ و استاذنا مولوی مفتی عنایت احمد و مولانا عبدالحی رحمہم اللہ تعالیٰ و استاذنا مولوی لطف اللہ و مولانا مولوی ارشاد حسین و مولانا الحافظ الحاج محمد ملاں نواب رحمہم اللہ کا اسی پر عمل رہا ہے اور نیز زبدۃ الفضلاء استاذ العلماء مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم مدرسِ اعلیٰ مدرسہ عربیہ دیو بند خاص دیو بند میں بارہا محفل میلاد میں شریک ہوئے اور بحالت قیام قاری وسامعین قیام بھی فرمایا۔۔۔ماسوا اس کے سلالہ خاندان جامع الشریعہ والطریقہ سید محمد عابد مہتمم مدرسہ دیو بند نے خاص مولانا ممدوح سے خاص اپنے مکان پر ذکر ولادتِ شریف بطریق وعظ کرایا اور شیرینی بھی تقسیم فرمائی اور نیز کہف الفضلاء مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم مدرسہ مذکور کہ زبانی کرۃ مرۃ سنایا گیا ہے کہ ذکر ولادت باسعادت موجب خیر و برکت ہے اور خاص مولانا بھی بعض بعض جگہ مجلس میلاد میں شریک

ہوئے چنانچہ پیر واجد علی صاحب دیوبندی جو مولانا کے مرید اور مولد خاں ہیں اس امر کے شاہد، پس یہ جو بعض اشخاص بلاتحقیق اہالیانِ مدرسہ دیوبند کو اپنی تحریرات میں مانعین ذکر ولادت باسعادت سے ٹھہراتے ہیں سراسر بے جا ہے اور اتہامِ عظیم ہے۔ واللہ اعلم (الدر المنتظم صفحہ ۱۵۴ تا ۱۵۶ شیخ عبدالحق محدث الٰہ آبادی)

دعوتِ فکر

مذکورہ عبارات سے معلوم ہو گیا کہ تقریباً پوراولی اللٰہی خاندان جشن میلاد النبی ﷺ کے جواز کا قائل ہے اور یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں کہ سارے دیوبندی اس خاندان کے نمک خوار اور ریزہ چین ہیں اگر جشنِ میلاد النبی ﷺ منانا گمراہی اور بدعت ہے تو یہ فتویٰ حضرت شاہ ولی اللہ سے لے کر شاہ محمد اسماعیل تک سب پر جاری ہوگا، تو یہ کیا حماقت ہے کہ جس خاندان سے دیوبندیوں نے علم حاصل کیا اسے ہی گمراہ بنا ڈالا۔

ع نمک خوردی نمک داں راشکستی

اس لیے کہنا پڑتا ہے کہ جشن میلاد کے خلاف یہ فتویٰ ہی غلط ہے۔ اے کاش آج کے دیوبندی علماء کو حق بات تسلیم کرنے کا حوصلہ مل جائے اور فتنہ ختم ہو جائے۔

(۶) سابق صدر جمعیت علماء اسلام پاکستان مولوی مفتی محمود میاں محمد طفیل امیر جماعت اسلامی دیوبندی علماء نے میلاد النبی ﷺ کے جلوس میں شرکت اور قیادت کی

روزنامہ نوائے وقت شمارہ ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء بمطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ میں اس دور کے سیاسی متحدہ محاذ ”قومی اتحاد“ کے تحت بارہ ربیع الاول شریف کے دن

نکالے جانے والے جلوسِ میلاد النبی ﷺ کی اخباری رپورٹ کا تراشہ ہمارے پاس محفوظ ہے۔ جس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

"قومی اتحاد کے زیر اہتمام عظیم الشان جلوس"

پاکستان قومی اتحاد کے زیر اہتمام آج سہ پہر عید میلاد النبی ﷺ اور ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا خیر مقدم کرنے کے لیے ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا، اس جلوس نے تحریکِ نظامِ مصطفیٰ کی یاد تازہ کر دی، جلوس نماز عصر کے بعد جامع مسجد نیلا گنبد سے شروع ہوا اور شاہراہ قائداعظم پر مسجد شہداء میں نماز مغرب کے بعد پرامن طور پر منتشر ہوگیا۔ پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود نائب صدر نوابزادہ نصر اللہ خاں اور جماعت اسلامی کے امیر میاں محمد طفیل نے جلوس کی قیادت کی مسجد شہداء میں نماز مغرب کے بعد جلوس کے شرکاء نے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے اعلان کے پر مسرت موقع پر خداوند تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا، اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔

جلوس میں۔۔۔ علماء کونسل پاکستان کے صدر مولانا علیک الرحمان سیکرٹری جنرل مولانا احسان اللہ فاروقی مسٹر سعید الحق صدیقی مولانا سیف الدین شامل تھے۔ جلوس کے آگے سینکڑوں سکوٹر و موٹر سائیکل سوار تھے۔ جن میں بہت سے نوجوانوں نے ہاتھ میں کلمہ طیبہ کا پرچم اٹھا رکھا تھا۔

مذکورہ جلوس سے پہلے جامع مسجد نیلا گنبد میں جلسہ میلاد النبی ﷺ منعقد ہوا جس میں مفتی محمود صاحب نے تقریر فرمائی۔ ہمارے پاس جلسہ کی تصویر موجود ہے۔ جس

میں مفتی صاحب سرد موسم کی وجہ سے چادر اوڑھے منبر پر بیٹھ کر تقریر کر رہے ہیں اور تصویر کے نیچے یہ تحریر لکھی ہوئی ہے:

"قومی اتحاد کے صدر مفتی محمود مسجد نیلا گنبد میں عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جلسہ سے خطاب کر رہے ہیں۔ اس جلسہ کے بعد جلوس نکالا گیا۔"

یہ تصویری تراشہ بھی نوائے وقت ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء کا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ اس جلسہ اور جلوس کا قبل ازیں پورا اہتمام کیا گیا تھا باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کی گئی تھی چنانچہ نوائے وقت لاہور ۹ فروری ۱۹۷۹ء کا تراشہ بھی ہم نے اپنی نوٹ بک میں چسپاں کیا ہوا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں:

"مفتی محمود اور نصر اللہ خاں جلوس کی قیادت کریں گے

لاہور ۹ فروری (پ پ) قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود اور نائب صدر نوابزادہ نصر اللہ خاں کل ۴ بجے نیلا گنبد سے نکلنے والے میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جلوس کی قیادت کریں گے، یہ جلوس مسجد شہداء پہنچ کر ختم ہو جائے گا۔ قبل ازیں جلسہ ۲ بجے شروع ہوگا۔"

(۷) ربوہ (چنیوٹ) میں دیوبندی علماء کے پیر طریقت مولانا خاں محمد آصف کندیاں اور اولادِ عطاء اللہ شاہ بخاری کا سالانہ جلوس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قارئین یہ سن کر ورطۂ حیرت میں ڈوب جائیں گے کہ ربوہ میں دیوبندی علماء ہر سال پابندی کے ساتھ بارہ ربیع الاول شریف کے دن میلاد النبی کا جلوس نکالتے

ہیں۔ جس میں ان کے بڑے بڑے جلیل القدر اساتذہ شریک ہوتے ہیں، اور اس سالانہ جلوس کی باقاعدہ اشتہارات اور اخباری اعلانات کے ذریعہ تشہیر کی جاتی ہے۔ تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ شریک ہوں ہمیں ۱۹۸۴ اور ۱۹۸۵ء کے اخباری تراشے ملے ہیں جو ہم نے محفوظ کر لیے ہیں، تراشے درج ذیل ہیں:

۱- روزنامہ جنگ لاہور ۲۴ دسمبر ۱۹۸۴ء بمطابق ۷ ربیع الاول بروز جمعۃ المبارک میں لکھا ہے:

"ربوہ میں عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس عطاء المحسن بخاری کی قیادت میں نکالا جائے گا۔

کسووال (نامہ نگار) کالعدم مجلس احرار کے راہنما مولانا عبدالعلیم رائے پوری نے اعلان کیا ہے کہ ۲۹ دسمبر کو عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ربوہ میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کے فرزند سید عطاء المحسن بخاری کی قیادت میں فرزندانِ توحید روایتی شان و شوکت کے ساتھ جلوس نکالیں گے، جس میں ملک بھر سے عاشقانِ ختم نبوت بڑی تعداد میں شرکت کریں گے۔"

۲- روزنامہ نوائے وقت ۴ نومبر ۱۹۸۵ء بروز پیر میں لکھا ہے:

"ایک روزہ ختم نبوت کانفرنس۔

چنیوٹ ۳۰ نومبر (نامہ نگار) خطیب مسجد احرار صدیق آباد قاری اللہ یار راشد نے بتلایا ہے کہ تحریک تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مسجد احرار صدیق آباد (ربوہ) میں ۱۲ ربیع الاول ۲۶ نومبر کو ایک روزہ ختم

نبوت کانفرنس منعقد ہوگی اور عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں ایک جلوس بھی نکالا جائے گا۔ کانفرنس اور جلوس کی تیاریاں شروع ہو چکی ہیں۔ کانفرنس میں ملک سے متعدد مرکزی علماء شرکت کریں گے۔ کانفرنس اور جلوس کا افتتاح مولانا خان محمد آصف کندیاں شریف امیر مرکز مجلس تحفظ ختم نبوت کریں گے۔ جلوس ربوہ کے مین بازار سے گزر کر بخاری مسجد میں اختتام پذیر ہوگا۔"

(۸) مولوی عبد الرحمان صاحب شیخ الحدیث و نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور کا جشنِ میلاد النبی ﷺ کے جواز میں فتویٰ

روزنامہ جنگ جمعہ میگزین میں دینی مسائل اور ان کا حل کے ہفت روزہ کالم میں مولوی عبد الرحمان صاحب دینی مسائل کا جواب دیتے ہیں، چنانچہ اس کے دو اقتباس پیشِ خدمت ہیں۔ اصل اخباری تراشے ہمارے پاس نوٹ بک میں چسپاں موجود ہیں۔

۱۔ روزنامہ جنگ جمعہ میگزین ۷ ۲ فروری ۱۹۸۷ء میں ہے:

(۱) عبد الغفار شیخوپورہ۔

س: ۱۲ ربیع الاول حضور ﷺ کی پیدائش کا اور وفات کا دن ہے ایک طرف تو خوشی ہے اور دوسری طرف غمی ہے کیا اس دن جشن منانا جائز ہے یا کہ غمی اور افسوس کرنا بہتر ہے؟

ج: حضور ﷺ انتقال کے بعد بھی زندہ ہیں بلکہ پہلی سے انتقال کے بعد کی حیات زیادہ قوی ہے۔ اس لیے غمی کا سوال پیدا نہیں ہوتا

یہ بھی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔"

۱۔ جمعہ میگزین ۵ جون ۱۹۸۷ء میں ہے:

س: کیا عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جلوس نکالنا جائز ہے۔

ج: اگر اس کو دین کا جزء نہ سمجھا جائے تو جائز ہے۔"

باب دوم

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اعتراضات اور ان کے جوابات

قبل ازیں ہمارا خیال تھا کہ جشن میلاد النبی ﷺ کے جواز پر قرآن و حدیث کی روشنی میں صرف دلائل ذکر کرنے پر اکتفا کیا جائے۔ مگر بعض دوستوں نے مشورہ دیا کہ اس کے ساتھ ساتھ مخالفین میلاد کے اعتراضات کا رد بھی لکھنا چاہیے۔ چنانچہ قلیل الفرصتی کے باوجود ہم نے باب سوم کا اضافہ کر دیا۔ چنانچہ اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے چند کثیر الوقوع اعتراضات کا رد پیشِ نظر ہے۔ اللہ قبول فرمائے۔

وما توفیقی الا باللہ الخ۔

اعتراض اوّل

جشن میلاد النبی بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے

دیوبندی و اہلِ حدیث علماء نے یہ سبق خوب رٹا ہوا ہے کہ جشنِ میلاد النبی ﷺ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ہر بدعت ضلالت نہیں بدعت کی متعدد اقسام ہیں جو بدعت ضلالت ہے ائمہ دین نے اس کی متعدد تعریفات و تشریحات لکھی ہیں جو ہم پیش کرتے ہیں۔

جواب اوّل

بدعتِ ضلالت کی پہلی تعریف

وہ نیا کام جو قرآن و حدیث کی نص کے خلاف ہو

امام شافعی اور علامہ حلبی

علامہ حلبی اپنی سیرت انسان العیون المعروف سیرت حلبیہ میں فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی ولادت شریف کا ذکر سن کر لوگوں کا کھڑا ہو جانا اگرچہ بدعت ہے مگر بدعتِ حسنہ ہے۔ عربی عبارت پہلے گزر چکی ہے۔ آگے بدعت سے متعلقہ احادیث پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

ولا ینافی ذٰلك قوله صلی الله علیه وسلم ایاکم و محدثات الامور فان کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة و قوله صلی الله علیه وسلم من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو ردٌّ علیه۔ لان هذا عام ارید به الخاص۔ فقد قال امامنا الشافعی قدس الله سره العزیز من احدث و خالف کتابا او سنة او اجماعًا او اثرًا فهو البدعة الضلالة وما احدث من الخیر و لم یخالف ذٰلك شیئًا فهو البدعة المحمودة۔

(انسان العیون المعروف سیرت حلبیہ علامہ علی بن برہان الدین حلبی جلد اول صفحہ ۱۳۶)

ترجمہ: اور اس (قیام میلاد النبی ﷺ) کے خلاف نہیں ہے نبی ﷺ کا یہ فرمان کہ نئے کاموں سے بچو کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور رہبر

بدعت گمراہی ہے اور نبی ﷺ کا یہ فرمان بھی اس کے خلاف نہیں کہ جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام جاری کیا جو اس دین میں سے نہیں ہے، تو وہ مردود ہے، کیونکہ آپ کا یہ فرمان ایسا عام حکم ہے جس سے بعض افراد خاص کر لیے گئے ہیں۔ چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا جس نے کوئی ایسا کام جاری کیا جو قرآن کی کسی آیت کسی سنتِ رسول یا اجماع یا کسی اثر کے خلاف ہو تو وہ گمراہی والی بدعت ہے اور جو بھلائی کا نیا کام جاری کیا جائے اور ان چیزوں چیزوں کے خلاف نہ ہو وہ بدعتِ محمودہ ہے۔

نوٹ: امام شافعی رحمہ اللہ کے مذکورہ فرمان نے اعتراض میں مذکورہ احادیث کا مفہوم خوب واضح کر دیا ہے کہ دین میں وہ نیا کام بدعت ضلالت ہے جو قرآن کی کسی آیت یا نبی ﷺ کی کسی سنت کے خلاف ہو۔ مگر جب بھی کوئی ایسا نیک کام اور عمل خیر شروع کیا جائے جو قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو تو وہ بدعتِ محمودہ ہے جسے عام طور پر بدعت حسنہ کہا جاتا ہے۔

امام ابن اثیر

الابتداع ان کان فی خلاف ما امر الله به و رسوله فهو فی حیز الذم والانکار و ان کان واقعاً تحت عموم ما ندب الیه و حض علیه رسوله فهو فی حیز المدح و ان لم یکن مثاله موجوداً کنوع من الجود والسخا و فعل المعروف فهذا فعل من

الافعال المحمودة لم يكن الفاعل قد سبق عليه لا يجوز ان يكون ذٰلك فى خلاف ما ورد الشرع به لان رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم قد جعل له فى ذالك ثوابا فقال من سن سنة حسنة كان له اجرها و اجر من عمل بها و قال فى ضده من سن سنة سيئة كان عليها و زرها و وزر من عمل بها و ذٰلك اذا كان فى خلاف ما امر الله به و رسوله۔ الخ

(جامع الاصول (امام ابن اثیر)

ترجمہ: بدعت جاری کرنا (یعنی کوئی نیا کام شروع کرنا) اگر اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف ہو تو قابل مذمت و انکار ہے اور اگر وہ بدعت اس زمرے میں آئے جس کو شرع نے بہتر قرار دیا اور نبی ﷺ نے اس کی ترغیب دلائی تو وہ قابل تعریف ہے اگرچہ قبل ازیں (یعنی دورِ رسالت و دورِ صحابہ میں) اس کی مثال موجود نہ ہو تو جیسے جود وسخا کا کوئی بھی نیا طریقہ اور بھلائی کا کوئی بھی دوسرا کام ہے۔ یہ سب افعال محمودہ ہیں اگرچہ قبل ازیں انہیں کسی نے نہ کیا ہو۔ لیکن اس کے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ وہ خلافِ حکم شریعت ہو کیونکہ اس (نیک کام جاری کرنے والے) کے لیے نبی ﷺ نے ثواب کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں جس نے کوئی اچھا کام جاری کیا اسے اپنا بھی اجر ملے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی اس کے برعکس ہیں۔ یہ فرمایا کہ جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا

اسے اپنا گناہ بھی ہوگا اور اس کے طریقہ پر عمل کرنے والوں کا بھی
اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم
کے خلاف ہو۔

امام شافعی اور امام ابن اثیر رحمہما اللہ کے ارشادات سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ ہر بدعت بدعتِ ضلالت نہیں، بلکہ بدعت کی دو اقسام ہیں۔ (۱) بدعت ضلالت جو خلافِ شرع ہو اور (۲) بدعتِ محمودہ، جو شرع کے خلاف نہ ہو اور ان افعالِ حسنہ کے زمرہ میں شمار ہوتی ہو جنہیں شرع نے پسند کیا ہے جیسے راہِ خدا میں خرچ کرنے کا کوئی بھی نیا طریقہ ہے۔

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصولاً قرآن وحدیث کے خلاف نہیں

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت صرف یہ ہے کہ آپ کی ولادت کی خوشی میں اجتماع کیا جائے قرآن کی تلاوت ہو آپ کی شان میں نعتیں پڑھی جائیں آپ کی سیرت بیان کی جائے۔ درود وسلام ہو اور پھر تمام حاضرین کو سادہ یا پر تکلف کھانا کھلایا جائے۔ اسے محفلِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا جاتا ہے اور آج کل جشن میلاد النبی میں یہ امر بھی بطورِ مندوبیت داخل ہے کہ آپ کے یومِ ولادت پر اہلِ اسلام درود وسلام کا ورد کرتے ہوئے یا کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے ہوئے جلوس کی شکل میں پیدل یا سوار ہو کر بازاروں میں نکل آئیں اور خدا و رسول کے نام کے نعرے لگاتے ہوئے گذرتے جائیں اور دیکھنے والوں کے خانہ ہائے دل میں شمعِ محبتِ رسول جلاتے جائیں، اسے جلوسِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا جاتا ہے۔

جشنِ میلاد کی حقیقت صرف اسی قدر ہے۔ باقی اگر کچھ لوگ محفل میلاد یا جلوسِ

میلاد میں شرع کے خلاف کوئی کام کرتے ہیں تو وہ ان کا ذاتی فعل ہے جس کا جشنِ میلاد کی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی نماز میں آداب نماز کا خیال نہ رکھے یا روزہ رکھ کر خلافِ شرع حرکتیں کرتا پھرے یا دورانِ ادائیگی حج نماز ترک کرے جھوٹ بولے اور یہ آج کل عام ہوتا ہے۔

آئیے امام جلال الدین سیوطی کی زبان سے جشنِ میلاد کی حقیقت سن لیں۔

جشنِ میلاد کی حقیقت بقولِ امام سیوطی علیہ رحمۃ اللہ

الحاوی للفتاویٰ

ان اصل عمل المولد هو اجتماع الناس و قراءة ما تيسر من القرآن و رواية الاخبار الواردة فى مبدء امر النبى صلى الله عليه وسلم وما وقع فيه من الآيات ثم يمدهم سماطا يأكلون منه و يتفرقون من غير زيادة على ذلك من البدع الحسنة التى ثياب صاحبها لما فيه من تعظيم قدر النبى صلى الله عليه وسلم واظهار الفرح والاستبشار بمولده الشريف.

(الحاوی للفتاوی جلد اول صفحہ ۱۹۴ رسالہ حسن المقصد فی عمل المولد)

ترجمہ: جشن میلاد کی حقیقت یہ ہے کہ لوگ جمع ہوں، مقدور بھر قرآن شریف کی تلاوت کریں نبی ﷺ کی ولادت اور دورِ ابتداء کے متعلق روایات بیان کریں اور اس پر ظاہر ہونے والی آیاتِ قدرت کا بیان کریں، پھر کھانا اگا دیا جائے اور لوگ کھا کر چلے جائیں۔

ان مذکورہ بدعاتِ حسنہ پر کوئی (خلافِ شرع) زیادتی نہ کی جائے ان بدعاتِ

حسنہ پر ثواب ملتا ہے، کیونکہ ان سے تعظیمِ رسول ﷺ کا فرض پورا ہوتا ہے اور آپ کے میلاد پر اظہارِ مسرت و خوشی بھی ہوتا ہے۔

جشنِ میلاد کی حقیقت بقول امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۴۳

لازال اهل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یشتغلون فی شهر مولده صلی الله علیه وسلم بعمل الولائم البدیعة المشتمله علی الامور البهجة الرفیعة یتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقه و یظهرون السرور و یزیدون فی المبرات و یعتنون بقراءة مولده الکریم و یظهر علیهم من برکاته فضل عمیمٌ۔

(سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ ۱۳۷ باب ذکر مولدہ ﷺ) (روح البیان جلد ۹، صفحہ ۵۶ زیر آیت محمد رسول اللہ الخ)

ترجمہ: اہلِ اسلام تمام آفاقِ عالم میں بڑے بڑے شہروں میں ماہِ میلاد النبی ﷺ کے دوران بڑی پُرتکلف دعوتیں کرتے ہیں جو کہ باعظمت و بابرکت امور پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ماہِ میلاد النبی کی راتوں میں مختلف صدقات و خیرات کرتے ہیں اظہارِ مسرت کرتے ہوئے مختلف اعمالِ حسنہ بجالاتے اور نبی ﷺ کا میلاد مبارک پڑھتے ہیں جس کی وجہ سے ان پر اللہ کا فضل عمیم قائم رہتا ہے۔

نتیجہ:

دونوں عبارات سے صاف معلوم ہوگیا کہ جشنِ میلاد النبی ﷺ کی حقیقت صرف

یہ ہے کہ آپ کی ولادت کی خوشی میں اعمالِ حسنہ کیے جائیں صدقات وخیرات کی کثرت کی جائے آپ کی سیرت بیان میں زیادہ سے زیادہ خرچ کیا جائے قرآن کی تلاوت کی جائے آپ کی سیرت بیان کی جائے اور احباب واقرباء کی دعوت کی جائے وغیرہ۔

بتلائیے ان میں سے کون سا عمل خلافِ شرع ہے بلکہ یہ تمام کام ایسے ہیں جن کی بجا آوری اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہے اس لیے امام شافعی، امام ابن کثیر، امام جلال الدین سیوطی اور امام سخاوی کے فتویٰ کے مطابق جشن میلاد بدعتِ ضلالت نہیں بدعت محمودہ ہے۔

چیلنج:

جب آپ نے ملاحظہ کرلیا کہ بدعتِ ضلالت وہ ہے جو قرآن کی کسی آیت یا حضور ﷺ کی کسی حدیث کے خلاف ہو، تو ہم مخالفین جشنِ میلاد کو چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی ایسی آیت یا حدیث دکھاؤ جس کا مفہوم یہ ہے کہ جشنِ میلاد النبی منانا ناجائز ہے مگر رب کعبہ کی قسم تم ایسا کبھی نہ کرسکو گے۔

فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة۔ الخ

جواب دوم

بدعتِ ضلالت کی دوسری تعریف

وہ نیا کام جس کی شرع میں کوئی اصل موجود نہ ہو

علامہ ابن حجر کا ارشاد

علامہ ابن حجر اعتراض میں مذکورہ حدیث من احدث الخ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قولهٗ من احدث حدثًا ای فعل فعلًا لا اصل لهٗ فی الشرع۔

یعنی نبی ﷺ کے ارشاد کہ جس نے کوئی نیا کام جاری کیا۔ کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کام شروع کیا جس کی شرع میں کوئی اصل نہیں۔ (مقدمہ فتح الباری فصل خامس)

اسی طرح مقدمہ فتح الباری میں آپ حدیث ایاکم ومحدثات الامور کی تشریح میں لکھتے ہیں:

قوله محدثُتها بفتح الدال جمع محدثة والمراد بها ما احدث وليس له اصل فی شرع سمی فی عرف الشارع بدعة وما كان له اصل فی الشرع فليس بدعة والبدعة فی عرف الشرع مذمومة بخلاف اللغة۔

(فتح الباری)

ترجمہ: محدثات جمع ہے محدثۃٌ کی۔ اس سے مراد وہ کام ہے جو نیا شروع کیا جائے اور شرع میں اس کی کوئی اصل نہ ہو اسے عرفِ شرع بدعت کہتے ہیں، اور جس کام کا شرع میں اصل موجود ہو وہ بدعت نہیں ہوتا کیونکہ اصطلاح شرع میں کسی بُرے کام کو بدعت کہا جاتا ہے البتہ لغت میں وسعت ہے۔

فاضل ابن معین صفی

فان قلت قد اشتهر ان البدعة نوعان حسنة و سيئة فكيف يكون كل بدعة ضلالة بلا تخصيص؟ قلت المراد من البدعة فی الحديث البدعة

الشريعة وهي ما ليس له دليل شرعي و كل ما فعله الشارع او امر به فهو ليس ببدعة شرعية.

(شرح اربعین نووی مصنفہ فاضل ابن معین صفی) (مجموعۃ الفتاویٰ فارسی، مولانا عبدالحی لکھنوی دیوبندی جلد اول صفحہ ۴۰ کتاب الحظر والاباحۃ مطبع یوسفی لکھنؤ)

ترجمہ: اگر تم یہ کہو کہ یہ امر بہت مشہور ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں حسنہ اور سیئہ تو پھر مطلقاً بلا تخصیص حدیث کے یہ الفاظ کیسے درست ہیں کہ کل بدعة ضلالة، ہر بدعت ضلالت ہے؟ تو میں کہتا ہوں حدیث میں لفظ بدعت سے مراد بدعتِ شرعیہ ہے اور بدعتِ شرعیہ وہ ہوتی ہے جس کے لیے شرع میں کوئی دلیل (یعنی اصل) موجود نہ ہو، اس کے بخلاف وہ کام جو شارع نے کیا یا اس کا حکم دیا ہو وہ بدعتِ شرعیہ نہیں۔

وضاحت:

فتح الباری اور شرح اربعین نووی کی مذکورہ عبارات سے درج ذیل امور ثابت ہوتے ہیں۔

۱- نبی ﷺ نے ہر اس نئے کام کو برا کہا ہے جس کے لیے شرع میں کوئی اصل موجود نہ ہو۔

۲- نبی ﷺ کا ارشاد کل بدعة ضلالة اپنے عموم پر نہیں بلکہ اس سے مراد بھی وہ نیا کام ہے جس کے لیے کوئی شرعی دلیل اور اصل نہ ہو، لیکن جو نیا کام اعمالِ حسنہ کے زمرہ میں آئے جیسے صدقات و خیرات، ذکر رسول، حضور کی آمد پر خوشی کرنا اور اس آمد کا محفل میں ذکر کرنا وغیرہ ہیں یعنی وہ کام جو نبی علیہ السلام

نے خود بھی کیے ہیں ان پر اس حدیث کو منطبق کرنا صریح دھوکہ دہی ہے۔

۳- جس نئے کام کے لیے شرع میں اصل نہ موجود ہو اس کو اصطلاح شرع میں بدعت کہتے ہیں کیونکہ شرع میں صرف برے کام کو بدعت کہا جاتا ہے ہاں از روئے لغت اسے بدعت کہا جا سکتا ہے بلکہ از روئے لغت تو اللہ تعالیٰ کو بھی قرآن میں "بدعت کرنے والا" کہا گیا ہے بدیع السمٰوٰت والارض زمین و آسمان کو نئی شکل پر بنانے والا اس لیے اگر کسی کام پر محض لغتاً لفظ بدعت کے منطبق ہونے سے وہ کام ناجائز ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا زمین و آسمان بنانا بھی ناجائز کہا جائے گا۔ فیا للعجب۔

آئیے اب ہم دیکھتے ہیں کہ جشنِ میلاد النبی ﷺ کے لیے کوئی شرعی اصل موجود ہے یا نہیں؟ اگر اس کے لیے شرع میں کوئی اصل موجود ہے تو پھر اسے بدعت ضلالت کہنا یا محض بدعت کہنا کہاں تک درست ہے۔

جشن میلاد النبی ﷺ کے لیے شرع میں متعدد اصل موجود ہیں

باب اول کی فصل دوم میں احادیث کی روشنی میں آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہے کہ نبی ﷺ کے دور میں بھی ذکر میلاد النبی ﷺ کی محفلیں ہوتی تھیں اور فصل پنجم میں نبی علیہ السلام کی تشریف آوری پر خوشی کے جلوس کی اصل بھی آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے۔ بڑے اختصار کے ساتھ ہم اس کا اجمال پیش کر رہے ہیں۔

پہلا اصل

حضور ﷺ محفلوں میں اپنا میلاد خود سنایا کرتے تھے

حدیث اول: مسند احمد بن حنبل میں خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب رسول ﷺ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمیں کچھ اپنے بارہ میں ارشاد فرمائیں تو آپ نے فرمایا: میں اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت۔

ورأت امی حین و حملت کانه خرج منها نوراً اضاءت لهٔ قصور بصریٰ۔

ترجمہ: اور میری والدہ نے جب مجھے اپنے بطن میں اٹھایا تو انہوں نے دیکھا کہ گویا ان سے ایک نور نکلا ہے جس سے انہیں بصریٰ کے محل نظر آگئے۔

حدیث دوم: امام احمد، بزار، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابونعیم نے عرباض بن ساریہ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا میں اس وقت اللہ کا ایک بندہ اور خاتم النبیین تھا جب آدم بھی مٹی میں تھے۔

و سأخبركم عن ذالك دعوة ابی ابراهیم و بشارة عیسٰی و رؤیا امی التی رأت و كذالك امهات النبیّین یرّین و ان ام رسول الله (صلی الله علیه وسلم) رات حین وضعتهٔ نوراً اضاءت لهٔ قصور الشام۔

ترجمہ: میں تمہیں بتلاتا ہوں، میں اپنے والد ابراہیم کی دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کی وہ دید ہوں جو انہوں نے دیکھی اور وہی دید تمام انبیاء کی ماؤں نے دیکھی تھی۔ اور رسولِ خدا کی والدہ نے جب انہیں جنا تو ایک نور دیکھا جس سے انہیں شام کے محلات نظر آ گئے۔

حدیث سوم: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من کرامتی علی ربی انی ولدت مختونا ولم احدٌ سوئتی۔

اللہ کی طرف سے میری توقیر و تکریم میں سے یہ بات بھی ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا اور کسی نے میرا ستر نہیں دیکھا۔

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۵۳) (دلائل النبوۃ ابو نعیم جلد اول صفحہ ۱۹۳) (مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۲۷)

دوسرا اصل

صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے محفل میں آپ کا میلاد سناتے تھے

حدیث اول: صحابی رسول خریم بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس وقت آیا جب آپ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے ہی تھے۔ میں نے اس وقت سنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا میں آپ کو آپ کی تعریف نہ سناؤں؟ فرمایا: سناؤ اللہ تعالیٰ تمہارا چہرہ سلامت رکھے۔ آپ نے اشعار پڑھنا شروع کر دیے۔ (ان اشعار کا مختصر ترجمہ یہ ہے)

"جب آدم علیہ السلام جنت میں اپنے وجود پر پتے لگا رہے تھے تو آپ

ان کی صلب میں موجود تھے۔ پھر آپ ان کی پشت میں رہتے ہوئے زمین پر اترے، اور صلب حضرت نوح علیہ السلام میں رہتے ہوئے آپ کشتی میں سوار ہوئے، پھر آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صلب میں تھے جب انہیں نارِ نمرود میں ڈالا گیا اور آپ کی برکت سے نار انہیں جلا نہ سکی۔ پھر جب آپ پیدا ہوئے تو زمین چمک اٹھی اور آپ کے نور سے آفاقِ عالم روشن ہو گئے۔ الخ

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۳۹) (المستدرک (حاکم) جلد سوم صفحہ ۳۲۷) (نشر الطیب مولانا اشرف علی تھانوی صفحہ ۷)

حدیث دوم: بنو تمیم کے لوگ مدینہ طیبہ میں آئے اور حجروں کے پیچھے سے پکارا اے محمد (ﷺ) باہر آؤ ہم اشعار میں اپنے اپنے مفاخر بیان کرنے کا مقابلہ کرتے ہیں آپ نے فرمایا: مجھے شاعر بنا کر نہیں بھیجا گیا تاہم ان کے شاعر نے اپنے مفاخر بیان کیے تو آپ ﷺ نے پہلے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو جواب دینے کے لیے ارشاد فرمایا۔ پھر حضرت حسان کو اشارہ کیا۔ انہوں نے اٹھ کر یوں اشعار پڑھے کہ سب پر غالب آگئے (آپ کے اشعار کا مختصر ترجمہ یہ ہے) ہم نے نبی ﷺ کی مدد کی اور اپنا مہمان بنایا خواہ کوئی راضی ہو یا ناراض رہا، وہ ایسا رسول ہے جس کی ساری نسب پاک ہے ہم قریش میں پیدا ہوئے اور خیر و برکت والا نبی بھی قریش میں پیدا ہوا یعنی آلِ ہاشم میں۔ (مواہب لدنیہ مع الزرقانی جلد سوم صفحہ ۳۷۲ الفصل السابع فی خطبائہ وشعرائہ)

اسی طرح حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا یہ بھی کلام ہے۔

خلقت مبرأ من کل عیب کأنك قد خُلِقت کما تشاء۔

اے نبی ﷺ آپ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے گویا آپ کو یوں پیدا کیا گیا جیسا آپ نے خود چاہا، یہ اشعار بھی حضور ﷺ کے میلاد سے متعلق ہیں۔

تیسرا اصل

نبی ﷺ کی تشریف آوری پر اہلِ مدینہ نے جلوس نکالا

حضرت براء روایت کرتے ہیں کہ جب ہم رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچے تو اہلِ مدینہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔

فصعد الرجال والنسآء فوق البیوت و تفرق الغلمان والخدم ینادون یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول۔

یعنی مرد اور عورتیں مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے (تاکہ آپ کی آمد کا نظارہ کرسکیں) اور بچے اور نوجوان گلیوں میں بکھر گئے اور نعرہ لگا رہے تھے: یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ۔ (مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۴۱۹ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ دہلی، باب حدیث الہجرۃ)

یہ حدیث مسلم بتا رہی ہے کہ مدینہ طیبہ میں حضور پر نور ﷺ کی آمد پر اہلِ مدینہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا اور وہ خوشی میں گلیوں میں نعرے لگاتے پھرتے تھے یا محمد یا رسول اللہ اور بہت سے مرد عورتیں چھتوں پر چڑھ کر سرکارِ دوعالم ﷺ کی سواری کا نظارہ کر رہے تھے۔ گویا آپ کی سواری جلوس کی صورت میں مدینہ پاک میں داخل ہوئی۔

آج اہلِ سنت بھی بارہ ربیع الاول کو اپنے آقا و مولا ﷺ کی تشریف آوری کی خوشی میں کہ آپ رحمت بن کر دنیا میں تشریف لائے خوشی سے جلوس نکالتے ہیں۔ درود

شریف پڑھتے ہوئے نکلتے ہیں اور یا محمد یا رسول اللہ کے نعرے لگاتے ہوئے اور نعت رسول پڑھتے ہوئے گلیوں بازاروں سے گزرتے ہیں۔

چوتھا اصل

یوم عاشوراء اور یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پیچھے دو مرتبہ فصل سوم اور دوم میں گذر چکا ہے۔

وقد ظهر لي تخريجها على اصل ثابت وهو ما ثبت في الصحيحين الخ۔

یعنی میں نے جشن میلاد کو شرع میں ایک ثابت شدہ اصل پر جائز ثابت کیا ہے۔الخ

آپ کا یہ کلام بڑے بڑے محدثین نے جواز میلاد پر پیش کیا جیسے علامہ سیوطی نے رسالہ حسن المقصد میں علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں اور علامہ یوسف نبہانی نے حجۃ اللہ علی العالمین میں۔

نتیجہ: محفل میلاد یا جلسہ میلاد اسی لیے منعقد کیا جاتا ہے کہ آپ کی میلاد کا ذکر خیر کیا جائے اور الحمد للہ اس کا اصل تو خود زبانِ نبوت اور زبانِ صحابہ سے ثابت ہے۔ یعنی محفل میلاد تو دورِ رسالت میں بھی تھی اور آج بھی محفل میلاد ہی ہوتی ہے۔ البتہ طریقہ کار میں فرق ہو سکتا ہے۔ لیکن اصل ایک ہی ہے اس کی مثال یہ ہے کہ دورِ رسالت اور دورِ صحابہ میں آج کل کی طرح دینی ادارے نہ تھے کتابیں پڑھائی نہیں جاتی تھیں امتحانات نہیں ہوتے تھے۔ دستار بندی کے سالانہ جلسے نہیں ہوتے تھے اس لیے یہ سب امور بدعت ہیں لیکن زمانہ نبوی میں اس کا اصل ثابت ہے کیونکہ اصحاب صفہ بھی

گویا دینی طلباء تھے جو مسجد نبوی کے مدرسہ میں زیرِ تعلیم تھے تو جب یہ اصل ثابت ہو گیا تو دینی اداروں کا قیام ناجائز اور بدعت ضلالت نہ رہا اسی طرح جب نبی ﷺ خود اپنا میلاد محفلوں میں سناتے تھے تو ہمارے لیے بھی ذکرِ میلادِ رسول کے لیے محفل کا قائم کرنا ناجائز اور بدعت ضلالت نہ رہا۔

جواب سوم

بدعتِ ضلالت کی تیسری تعریف

وہ نیا کام جس کے جواز پر قرآن وحدیث سے کوئی ظاہر یا خفی استدلال نہ ہو

علامہ سید شریف کا ارشاد

علامہ صاحب کی ذات محتاج تعارف نہیں آپ حواشی مشکوۃ میں اسی حدیث (من احدث فی امرنا ھذا الخ جسے معترض نے پیش کیا ہے) کی تشریح میں ارشاد فرماتے ہیں:

المعنی ان من احدث فی الاسلام رأیا لم یکن له من الکتاب والسنة سنةٌ ظاهر او خفی ملفوظ او مستنبط فهو مردودٌ علیه۔ (حواشی مشکوۃ)

ترجمہ: اس کا معنی یہ ہے کہ جس شخص نے اسلام میں ایسی نئی رائے قائم کی جس کے لیے قرآن وحدیث سے کوئی ظاہر یا خفی دلیل اور کوئی صریح نص یا استنباط نہ تھا تو وہ رائے مردود ہے۔

علامہ ابن حجر کا ارشاد

المراد من قوله صلى الله عليه وسلم من احدث فى امرنا هذا ما ليس منه ما يُنافيه ولا يشهد له قواعد الشوع و ادلتهٔ العامة فتح المبين شرح اربعين۔

ترجمہ: نبی ﷺ کے اس ارشاد کہ ”جس نے ہمارے اس دین میں نئی چیز ایجاد کی“ کا مطلب یہ ہے کہ ایسی چیز جو دین کے منافی ہو یا اس کے لیے شرعی قواعد اور عمومی دلائل گواہی نہ دیں۔

وضاحت:

علامہ سید شریف اور علامہ ابن حجر کی عبارات سے یہ امور ثابت ہوئے کہ

۱- جس بدعت کو نبی ﷺ نے بُرا کہا اور اسے مردود قرار دیا ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ ایسا نیا کام جو دین میں جاری کیا جائے اور اس کے جواز کے لیے نہ تو قرآن و حدیث میں کوئی صریح نص ہو اور نہ ہی کتاب و سنت سے استنباط کے ساتھ اس کا جواز پیدا کیا جا سکے۔

۲- اور اگر کوئی ایسا دینی کام جاری کیا جائے جس کے جواز پر قرآن و حدیث سے ایک یا اس سے زائد دلائل موجود ہوں، شرعی استنباط اس کا جواز ثابت کر رہا ہو اسے بدعتِ ضلالت کہنا بہت بڑی علمی خیانت اور بد دیانتی ہے۔

اب آئیے دیکھتے ہیں کہ سالانہ جشنِ میلاد النبی ﷺ کے جواز پر قرآن و سنت سے کوئی استنباط کیا جا سکتا ہے؟ اگر کیا جا سکتا ہے تو پھر مخالفین کا اسے بدعتِ ضلالت کہنا کہاں تک صحیح ہے؟

جشنِ میلاد النبی ﷺ کے جواز پر متعدد شرعی استدلالات موجود ہیں

باب اول میں آپ نے اس موضوع پر ان گنت شرعی دلائل پڑھے ہیں جن میں سے چند ایک کی طرف ہم اشارہ کر دیتے ہیں۔ تاکہ معاملہ خوب ذہن نشین ہو جائے۔

پہلا استدلال

محفلِ میلاد النبی اس چیز کا نام ہے کہ نبی ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کا تذکرہ کرنے کے لیے لوگ جمع ہوں اور آپ کی ولادت کا تذکرہ کیا جائے کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ تو قرآن کہتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو جمع کر کے نبی ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کا تذکرہ کیا۔

> ''اور یاد کرو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توراۃ کے تصدیق کرنے والا اور اس رسول کی خوشخبری سنانے والا جو میرے بعد دنیا میں آئے گا اس کا نام ہے: ''احمد''

(سورہ صف مکیہ آیت ۶ پارہ ۲۸ رکوع ۹)

گویا آپ کی دنیا میں تشریف آوری کا تذکرہ کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے جو اہلِ سنت کے حصہ میں آئی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

دوسرا استدلال

اللہ تعالیٰ نے سورۃ آلِ عمران آیت ۳۵ تا ۳۷ میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا میلاد بیان فرمایا ہے، سورہ مریم آیت ۱ تا ۱۵ میں حضرت یحییٰ علیہ السلام اور آیت ۱۷ تا آیت ۳۵ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد بیان فرمایا ہے اور بتلایا ہے کہ ان انبیاء کے میلاد پر اللہ

تعالیٰ نے اپنی کیسی کیسی قدرتوں کا اظہار کیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے میلاد پر اللہ کی ایک بڑی قدرت یہ ظاہر ہوئی کہ نہایت بوڑھے اور ضعیف ترین میاں بیوی کو یحییٰ علیہ السلام جیسا فرزند دیا گیا۔ حضرت عیسیٰ کے میلاد پر یہ ہوا کہ بن باپ کے بیٹا دے دیا گیا، آپ جس درخت کے نیچے پیدا ہوئے اسے دفعتاً سرسبز اور پھل دار بنا دیا گیا، سخت ٹھوس پتھر سے میٹھا چشمہ جاری ہو گیا اور آپ نے اپنی والدہ کی گود میں گفتگو شروع کر دی۔ وغیرہ

اور محفل میلاد اس لیے منعقد کی جاتی ہے کہ بتلایا جائے نبی ﷺ کے میلاد پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کون کون سی قدرت ظاہر فرمائی، دنیا نور سے بھر گئی کعبہ کے بت گر کر ٹوٹ گئے۔ شہنشاہوں کے محل لرزنے لگے۔ آتش کدہ ایران سرد ہو گیا اور اللہ نے سارا سال دنیا والوں کو اپنے حبیب کے میلاد کے صدقے میں لڑکے ہی لڑکے عطا کیے وغیرہ، گویا محفل میلاد حقیقتاً طریقہ خداوندی کی اقامت نے اور سنتِ الٰہیہ پر عمل داری ہے۔ فالحمد للہ علی ذالك۔

تیسرا استدلال

اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر میں قرآن نازل فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو! جب بھی یہ رات آئے تم عبادت کیا کرو تمہیں ایک ہزار مہینہ کی عبادت سے زیادہ ثواب ملے گا، گویا سالانہ جشن نزول قرآن منایا کرو اور نزولِ قرآن جیسی نعمت کا سالانہ یوم مسرت منایا کرو اور ایک جگہ قرآن میں صراحت کے ساتھ فرما دیا گیا:

فبذالك فليفرحوا۔ (سورہ یونس، آیت:۵۷)

یعنی اس قرآن کے ملنے پر خوشی کا اظہار کرو۔

اور یاد رہے کہ نبی ﷺ کا دنیا میں تشریف لانا قرآن کے اترنے سے بھی بڑی

نعمت ہے اس لیے اگر تم قرآن کے تشریف لانے پر سالانہ جشنِ مسرت منایا جا سکتا ہے تو صاحب قرآن رسول کی تشریف آوری پر سالانہ یوم مسرت کیوں نہیں منایا جا سکتا۔

نتیجہ:

علامہ ابن حجر اور علامہ سید شریف کی تشریح کے مطابق جس بدعت کو نبی ﷺ نے مردود کہا اس سے مراد وہ نیا کام ہے جس کے جواز پر قرآن وسنت سے کوئی استدلال موجود نہ ہو، جب کہ جشن میلاد النبی منانے کے جواز پر متعدد استدلالات موجود ہیں، اس لیے اس جشن کو بدعتِ ضلالت کہنا بہت بڑی زیادتی اور خود بدعتِ ضلالت ہے۔

جواب چہارم

جشنِ میلاد النبی بدعت حسنہ ہے۔ متعدد محدثین امت اور فقہاء اسلام کے فتوے

شیخ امام نووی امام ابوشامہ

و من احسن البدع فی زماننا هذا من هذا القبیل ما كان يفعل بمدينة اربل كل عام فی اليوم الموافق ليوم مولد النبی صلی الله عليه وسلم من الصدقات والمعروف واظهار الزينة والسرور۔

ترجمہ: یعنی ہمارے زمانہ اسی طرح کی ایک سب سے احسن بدعت وہ جو شہر اربل میں یوم میلاد رسول پر کی جاتی ہے یعنی صدقات وخیرات. اعمالِ حسنہ بجالائے جاتے ہیں اور اظہارِ زینت ومسرت کیا جاتا ہے۔

(سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ ۱۳۷ طبع بیروت باب ذکر مولدہ ﷺ)

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

قد قال ابن حجر الهيتمي والحاصل ان البدعة الحسنة متفق على ندبها و عمل المولد و اجتماع الناس له كذلك اى بدعة حسنة۔

ترجمہ: یعنی امام ابن حجر فرماتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ بدعت حسنہ بالاتفاق لائق عمل ہوتی ہے اور جشنِ میلاد کرنا اور اس کے لیے لوگوں کا جمع ہونا بھی اسی طرح ہے یعنی بدعت حسنہ ہے۔

امام جلال الدین سیوطی

آپ کا فتویٰ پیچھے دو مرتبہ گذر چکا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جشنِ میلاد کی حقیقت یہ ہے کہ لوگ جمع ہوں مقدور بھر قرآن پڑھیں۔ میلاد رسول ﷺ کے متعلق کچھ بیان ہو اور آخر میں سب حاضرین کی دعوت کی جائے اور لوگ چلے جائیں۔ یہ سب امور بدعت حسنہ ہیں۔ (الحاوی للفتاوی جلد اول صفحہ ۱۹۴)

علامہ علی بن برہان الدین حلبیؒ

و من الفوائد انه جرت عادة كثير من الناس اذا سمعوا ذكر وضعه صلى الله عليه وسلم ان يقوموا تعظيما له صلى الله عليه وسلم و هذا القيام بدعة لا اصل لها اى لكن هى بدعة حسنة لانه ليس كل بدعة مذمومة۔

یعنی خاص فوائد میں سے ایک امر یہ بھی ہے کہ اکثر لوگوں کی عادت جاری ہو

چکی ہے جب (محفل میں) نبی ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے اور پیدا ہونے کا ذکر سنتے ہیں تو آپ ﷺ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں یہ کھڑا ہونا اگرچہ بدعت ہے مگر بدعت حسنہ ہے کیونکہ ہر بدعت مذمومہ نہیں ہوتی۔

مولانا عبدالحی دیوبندی

آپ نے مجموعۃ الفتاویٰ جلد دوم میں محفل میلاد النبی کے بدعتِ ضلالت ہونے کی لمبی چوڑی اور مدلل تردید کی ہے اور بدعت حسنہ کے اثبات میں طویل کلام کیا ہے اور آخر میں فیصلہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

> "ان مقدمات کی تمہید کے بعد کہتا ہوں کہ نفس ذکر میلاد دو وجہوں سے بدعتِ ضلالت نہیں۔ ذکر میلاد اسے کہتے ہیں کہ ذاکر کوئی آیت یا حدیث پڑھے اور اس کی شرح میں کچھ فضائل نبویہ بیان کرے اس کا وجود زمانہ نبوی اور زمانہ صحابہ میں بھی تھا اگرچہ اس نام کے ساتھ نہ تھا۔"

(مجموعۃ الفتاویٰ جلد دوم کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ ۱۶۰)

معلوم ہوا مولانا عبدالحی محفل میلاد کو بدعت حسنہ سمجھتے ہیں اسی لیے تو مشہور کتاب انوار ساطعہ فی جواز المولود والفاتحہ کے آخر میں آپ کی پرزور تقریظ موجود ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جشن میلاد النبی ﷺ پر بدعت ضلالت والی احادیث منطبق کرنا سراسر جہالت یا بددیانتی ہے اور یہ جشن اگرچہ آج کل موجودہ کیفیت کے اعتبار سے بدعت ہے مگر بدعتِ ضلالت نہیں بدعت حسنہ ہے اور بدعت حسنہ کے مندوب ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اعتراض دوم

ہر محفل میلاد میں کھڑے ہو کر سلام پڑھا جاتا ہے (قیام تعظیمی کیا جاتا ہے) اور شرعاً ممنوع ہے

پہلی حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال لم یکن شخص احبّ الیھم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کانوا ازا رأوہُ لم یقوموا لماَ یعلمون من کراھیتہٖ لذالك۔

(ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۴ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۳)

ترجمہ: فرمایا صحابہ کرام کو کوئی شخص رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر محبوب نہ تھا اور جب وہ آپ کو آتا دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ نبی ﷺ کو کھڑا ہونا پسند نہیں۔

دوسری حدیث: عن ابی امامۃ قال خرج رسول اللہ ﷺ متکأ علی عصًا فقمنا فقال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضھم لبعض۔ (ابوداؤد شریف جلد دوم صفحہ ۳۵۴)

ترجمہ: ابی امامہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں نبی ﷺ لاٹھی پر سہارا لے کر گھر سے باہر تشریف لائے ہم آپ کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: ایسے کھڑے نہ ہوا کرو جیسے عجمی لوگ کھڑے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی بڑائی ظاہر کرتے ہیں۔

تیسری حدیث: عن معاویۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان یتمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوأ مقعدہٗ من النار۔

(ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۲، صفحہ ۱۰۴، ابوداؤد شریف جلد ۲ صفحہ ۳۵۴)

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس شخص کو یہ خواہش ہو کہ لوگ اس کی تعظیم کے لیے کھڑے رہیں وہ جہنم میں ٹھکانہ بنائے۔

اور کوئی ایسی محفل میلاد نہیں ہوتی جس کے آخر میں کھڑے ہو کر سلام نہ پڑھا جائے اور یہی وہ قیام تعظیم ہے جو نبی ﷺ کو پسند نہیں، لہٰذا جب محفل میلاد ایسے ناپسند امور پر مشتمل ہو تو اس کے جواز کا فتویٰ کیسے دیا جا سکتا ہے۔

جواب اوّل: اعتراض میں مذکور احادیث کا مفہوم صحیح

یاد رہے اعتراض میں مذکور پہلی حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی ﷺ صحابہ کرام کو تکلف اور بناوٹ سے پاک دیکھنا چاہتے تھے اور ان کے دلوں سے ہر قسم کی جھجک اور گھبراہٹ دور کر کے انہیں زیادہ سے زیادہ قرب عطا فرمانا چاہتے تھے۔ اور حدیث کے الفاظ سے ہی معلوم ہو رہا ہے صحابہ کا نہ کھڑا ہونا صرف اسی لیے تھا کہ انہیں نبی ﷺ کا حکم ملحوظ خاطر تھا ورنہ ان کی محبت کا تقاضا یہ تھا کہ کھڑے ہو جائیں اور جب صحابہ کرام کو ہر قسم کی بناوٹ سے دور رہنے کی تعلیم دیدی گئی تو پھر صحابہ آپ کی تعظیم کے لیے کھڑے بھی ہو جاتے تھے، اور نبی ﷺ انہیں منع بھی نہ کیا کرتے تھے جیسا کہ ابھی آگے آئے گا، چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۳۹ میں یہی تشریح کی ہے۔ اسی دوسری حدیث کا بھی شیخ صاحب نے تقریباً یہی مفہوم

بیان کیا ہے حوالہ بھی وہی ہے۔

گویا مختصراً جواب ہے کہ نبی ﷺ محض تواضع و انکساری کی وجہ سے اپنے لیے قیام کو ناپسند کرتے تھے یعنی خلاف اولیٰ قرار دیتے تھے اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ قیام تعظیم آپ نے امت پر حرام قرر دیا تھا۔ اور امام طحاوی کا فرمان ہے:

امام طحاوی رحمہ اللہ

و قد یکون کراھیۃ لذلك منھم علی وجه التواضع منه صلی الله علیه وسلم لا لانه حرام علیھم ان یفعلوا ذلك له، و کیف یظن انه حرام علیھم و قد امرھم بالقیام الی سعد بن معاذ الخ۔

(مشکل الآثار جلد دوم صفحہ ۴۰)

ترجمہ: نبی ﷺ کا اپنے لیے صحابہ کے قیام کو ناپسند کرنا تواضع کی بنا پر تھا اس لیے نہیں کہ یہ قیام ان پر حرام تھا یہ حرام ہو بھی سکتا ہے جب کہ آپ نے انہیں سعد بن معاذ کے لیے قیام کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

امام طحاوی جیسے عظیم ترین محقق کے فیصلہ کے بعد بحث ختم ہو جانی چاہیے اب رہی تیسری حدیث تو اس کا بالکل واضح مقصد یہ ہے کہ جو شخص یہ پسند کرے کہ وہ آئے تو لوگ کھڑے ہو جائیں اور وہ آ کر بیٹھ جائے مگر لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں جیسے شہنشاہوں کے درباروں کا حال ہوتا ہے تو ایسے شخص کے لیے جہنم کا اعلان ہے۔ حدیث کے الفاظ ان یتمثل له الرجال قیاماً کے الفاظ اسی مفہوم کو ظاہر کرتے ہیں اور حدیث ۲ کے الفاظ کما یقوم الاعاجم یعظم بعضھم لبعض کا اشارہ بھی اسی طرف ہے۔ چنانچہ علامہ کرمانی رحمہ اللہ متوفی ۷۸۶ھ حدیث

قوموا الی سید کم کے تحت کرمانی شرح بخاری صفحہ ۹۸ میں لکھتے ہیں:

و فیه استحباب القیام عند دخول الا فضل وهو غیر القیام المنهی عنه لان ذالك بمعنٰی الوقوف و هٰذا بمعنٰی النهوض۔

لہٰذا کسی کی آمد پر محض اس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو جانا ان احادیث سے مکروہ یا ممنوع نہیں ٹھہرتا۔

جواب دوم:

کھڑے ہو کر سلام پڑھنا محض ذکر رسول کی تعظیم ہے اور ذکر رسول کے لیے کھڑا ہونا صحابہ اور مشائخ سے ثابت ہے۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اہلِ سنت کا کھڑے ہو کر سلام پڑھنا اس لیے ہے کہ ان کے نزدیک نبی ﷺ ہر محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ آپ کا محفل میلاد میں تشریف لانا بعد از قیاس نہیں، قرآن وحدیث کی روشنی سے میں یہ بات ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام بعد از وصال جہاں چاہیں دنیا میں تشریف لے جا سکتے ہیں۔ تاہم اہل سنت و جماعت کا کھڑا ہو کر سلام پڑھنا اس مقصد کے لیے نہیں ہوتا، ہم تو محض ذکر رسول کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ یعنی درود و سلام ایک عظیم ذکر ہے کہ اس کے لیے کھڑا ہونا ثواب سے خالی نہیں تاہم اس کے ساتھ ہماری یہ نیت بھی ہوتی ہے کہ اگر سرورِ دوعالم ﷺ کی روح مبارک کا ادھر سے گذر ہوا اور ایسے میں روحِ محمدیہ نے ہمیں کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھتے ہوئے پایا تو ہم آپ کی خصوصی نظر عنایت کے مستحق بن جائیں گے۔

تاہم بنیادی طور پر ہمارا قیام تعظیم ذکر کے لیے ہوتا ہے اور اس مقصد کے لیے کھڑا ہونا تو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت ہے۔

اور اس کی مثال ایسے ہے جیسے قرآن کریم کی تلاوت کے لیے قیام کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ مجلس میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھتے ہیں۔ بعض بیٹھ کر اور کسی حالت پر بھی اعتراض نہیں کیا جاتا، اسی طرح کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنا بھی ہے خواہ کوئی بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر کسی کو اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے البتہ کھڑے ہو کر پڑھنے میں اس درود و سلام کی زیادہ تعظیم رسول ہے۔ جس کا ذکر رسول کی تعظیم حقیقت میں تعظیم رسول ہے۔ جس کا اللہ نے قرآن میں حکم فرمایا ہے۔

امام المسلمین علامہ تقی الدین سبکی کا تعظیم ذکر رسول کے لیے قیام

سیرت حلبیہ اور تفسیر روح البیان وغیرہ کتب میں موجود ہے کہ شیخ الاسلام والمسلمین علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ متوفی ۷۵۶ کے پاس ایک دن اس دور کے ممتاز علماء اور قضاۃ جمع تھے ایک شخص نے کھڑے ہو کر شاعرِ عرب مرمری کے درج ذیل شعر پڑھے:

(۱) قلیل لمدح المصطفیٰ الخط بالذھب
علی ورق من احسن من کتب

(۲) و ان تنھض الاشراف عند سماعہ
قیامًا صفوفًا او جثیا علی الرکب

ترجمہ: (۱) ثنائے رسول ﷺ کی عظمت سے یہ بات کم ہے کہ اسے سب سے بہتر اور حسین کاتب چاندی کے ورق پر سنہری تحریر سے لکھے۔

(۲) اور (ذکرِ رسول کے لیے یہ تعظیم بھی کم ہے کہ) اسے سن کر تاجدار بھی صف بستہ کھڑے ہو جائیں یا گھٹنوں کے بل ہو جائیں۔

آگے عربی عبارت دیکھیں:

فعند ذٰلك قام الامام السبکی رحمه الله و جميع من في المجلس فحصل انس كبير بذالك بمجلس و يكفي مثل ذٰلك في الاقتداء۔

یعنی یہ شعر سن کر امام سبکی اور مجلس میں موجود تمام لوگ کھڑے ہو گئے جس کی وجہ سے مجلس میں ایک عجیب روحانی کیفیت پیدا ہو گئی، اور ایسے امام کا فعل اقتداء کے لیے کافی ہے۔

(انسان العیون المعروف سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ ۱۳۷) (روح البیان جلد ۹ صفحہ ۵۶ زیر آیت محمد رسول اللہ سورہ فتح) (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صفحہ ۲۳۹) (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۶۰)

نوٹ: مذکورہ عربی عبارت کا آخری جملہ و کفی مثل ذالك فی الاقتداء قابل توجہ ہے یعنی یہ جملہ صاحب روح البیان علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ اور صاحب سیرتِ حلبیہ علامہ علی بن برہان الدین حلبی رحمہ اللہ وغیرہ کی طرف سے اس موضوع پر جواز کا فتویٰ صریحہ ہے۔

اگر کوئی صاحب کہے کہ ساری محفل ذکرِ رسول پر مشتمل ہوتی ہے آپ صرف آخر ہی میں کیوں قیام کرتے ہیں ساری محفل کھڑے ہو کر کیوں نہیں سنتے؟ تو جواب یہ ہے کہ یہ قیام ایک امرِ ثواب ہے جو ہمارے نزدیک فرض یا واجب نہیں محض مستحب ہے اور مستحب میں انسان مختار ہے کہ اپنی مرضی کے مطابق جتنا چاہے اس پر عمل کر سکتا ہے

تاہم آخر مجلس کا وقت اس لیے چنا گیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس ثواب میں شامل ہوسکیں دوسرا یہ معاملہ بھی ہے کہ شروع میں تلاوت نعت اور تقاریر ہوتی ہیں اس دوران سامعین ذکر رسول کو صرف سن رہے ہوتے ہیں اور آخر میں چونکہ سارے لوگ مل کر درود وسلام کی شکل میں ذکر رسول پڑھنا اور کہنا بھی شروع کر دیتے ہیں اس لیے تعظیم ذکرِ رسول کا جذبہ شدت اختیار کر جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ تم لوگ ذکر رسول کے لیے تو قیام کرتے ہو مگر ذکر خدا کے لیے کیوں نہیں کرتے کیا تم نے رسول کا مقام خدا سے بھی زائد کر دیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کیسا غلط سوال ہے۔ ہم اللہ کی تعظیم کے لیے بے حد قیام کرتے ہیں دن میں پانچ مرتبہ نماز میں بار بار قیام کیوں کیا جاتا ہے۔ اللہ کی تعظیم اور اس کے ذکر کی تعظیم کے لیے کیا جاتا ہے، پھر ہم اللہ کے ذکر کی تعظیم کے لیے تو وہ کچھ کرتے ہیں جو ذکر رسول کے لیے جائز ہی نہیں سمجھتا رکوع میں ذکر خدا کرتے ہیں، پھر سجدہ میں ذکر خدا سے زبان کو پاکیزگی دیتے ہیں ایسے میں اگر زندگی کے شب و روز میں کبھی کبھار ذکر رسول کے لیے قیام کر دیں تو کیا اس سے یہ لازم آ گیا کہ ہم نے رسول کا مقام خدا سے زائد کر دیا۔

جواب سوم: محفل میلاد میں قیام کے استحباب پر مقتدر فقہاء اسلام کے فتوے

آج سے کچھ عرصہ پہلے تک کئی صدیوں سے یہ طریقہ چلا آ رہا تھا کہ محفل میلاد میں آپ کی ولادت کا قصہ سناتے ہوئے جب واعظ ان الفاظ پر پہنچتا کہ ولد النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (آپ پیدا ہو گئے) تو سب اہل مجلس تعظیم ے لیے

کھڑے ہو جاتے تھے مگر اب ایسا نہیں ہوتا بلکہ آخر میں سلام پر قیام کیا جاتا ہے، گویا کام وہی ہے مگر طریقہ بدل گیا ہے، درج ذیل حوالہ جات پہلی نوعیت سے متعلق ہیں۔

امام جعفر بن حسن برزنجی متوفی ۱۱۰۵ھ

آپ نے محفل میلاد النبی ﷺ کے جواز پر رسالہ لکھا ہے اور پھر متعدد علماء نے اس کی شروح لکھی ہیں، آپ شافعی مسلک رکھتے تھے مدینہ منورہ میں قیام رہا۔ آپ کا ارشاد ہے:

و قد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذو درایۃ فطوبیٰ لمن کان تعظیمہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم غایۃ مرامہ و مرماہ۔

(مجموعۃ الفتاویٰ ومولانا عبدالحی دیوبندی، جلد دوم صفحہ ۲۸۶ کتاب الحظر والاباحۃ)

ترجمہ: نبی ﷺ کے میلاد شریف کے ذکر پر قیام کرنے کو صاحب درایت ائمہ دین نے بہتر قرار دیا ہے۔ تو مبارک ہے اس شخص کے لیے جس کا انتہاء مقصود تعظیم رسول ﷺ ہے۔

مفتی مکہ مکرمہ امام عبداللہ سراج حنفی متوفی حدود ۱۳۰۰ھ

القیام عند ذکر ولدۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم امر لا شك فی استحبابہ.... لانہ تعظیمٌ ای تعظیم للنبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم .... لا یقال القیام عند ذکر ولادتہ بدعۃ لانا نقول لیس کل بدعۃ مذمومۃ۔

(اثبات المولد والقیام قلمی نسخہ (شاہ احمد سعید مجددیؒ) متوفی ۱۲۷۷ء صفحہ ۲۱)

ترجمہ: ولادت سید المرسلین ﷺ کے ذکر کے موقع پر قیام کرنا، ایسا کام ہے جس کے مستحب ہونے میں کوئی شک نہیں۔

محدث علامہ سید احمد زین دحلان مکی

جرت العادۃ ان الناس اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم یقومون تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم و ھذا القیام مستحب لما فیہ من تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و قد فعلہ کثیر من علماء الامۃ الذین یقتدی بھم۔

(حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صفحہ ۲۳۹ بحوالہ السیرۃ النبویہ للسید دحلان)

ترجمہ: یہ عادت جاری ہو چکی ہے کہ لوگ نبی ﷺ کی ولادت کا ذکر سن کر آپ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ قیام مستحب ہے کیونکہ اس میں نبی ﷺ کی سجدہ کی تعظیم یہ قیام ایسے کثیر علماء امت کرتے رہے ہیں جو لائق اقتداء ہیں۔

مولانا عبدالحی لکھنوی دیوبندی

سوال: ذکر ولادت کے وقت قیام کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اس وقت کوئی شخص بحالت وجہ صادق بے ریا و تصنع کھڑا ہو جائے تو معذور ہے اور آدابِ صحبت میں سے یہ ہے کہ حاضرین بھی اس کی اتباع میں کھڑے ہو جائیں اور بے حالتِ وجد باختیار خود کھڑا ہونا نہ فرض ہے نہ واجب اور نہ سنت موکدہ ہے نہ مستحب۔۔۔۔ البتہ علماء حرمین زادھما اللہ شرفاً قیام کرتے ہیں۔

(مجموعۃ الفتاویٰ جلد دوم صفحہ ۲۸۴)

علاوہ ازیں پچھلے باب اول میں قیام میلاد کے متعلق آپ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے فتوے پڑھ چکے ہیں جو مولانا اشرف علی تھانوی نے روایت کیے ہیں۔

خلاصہ کلام، یہ ہوا کہ محفل میلاد النبی ﷺ پر یہ اعتراض کہ اس میں قیام کیا جاتا ہے جو ناجائز ہے۔اس لیے یہ محفل ناجائز ہے بالکل غلط ٹھہرا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

اعتراض سوم

جشنِ میلاد النبی کو علامہ تاج الدین فاکہانی نے ناجائز کہا ہے

شیخ تاج الدین عمر بن علی اسکندری فاکہانی جو مالکی مسلک کے متاخرین میں سے ہیں نے ایک رسالہ المورد فی الکلام علی المولد لکھا ہے۔امام سیوطی علیہ الرحمہ نے الحاوی للفتاوی میں اسے لفظ بلفظ نقل کیا ہے اور پھر اس کا رد شدید کیا ہے۔علامہ فاکہانی کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ میلاد منانے کے لیے مجھے کوئی اصل نہیں ملا۔ قرآن وسنت میں اس کا کوئی اصل موجود نہیں، اسے شہوت پرست لوگوں نے پیٹ بھرنے کے لیے شروع کیا ہے۔ یہ فرض واجب تو نہیں ہے۔مندوب بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ شرع نے اس کا کچھ تقاضا نہیں کیا اور مباح ہونے کا بھی احتمال نہیں کیونکہ یہ بدعت ہے اور بدعت مباح نہیں ہو سکتی اس لیے اسے مکروہ یا حرام کے زمرے میں لانا چاہیے۔محفل میلاد کی دو صورتیں ہیں۔اگر اس میں صرف کھانا پینا ہو اور کوئی خلاف شرع اور گناہ والا امر نہ ہو تو بہر حال یہ بدعت اور مکروہ ہے کیونکہ اسے متقدمین فقہاء اسلام نے نہیں کیا اور اگر اس میں غیر شرعی امور بھی داخل ہو جائیں جیسے مردوں عورتوں کا اختلاط اور رقص وسرود وغیرہ تو پھر اس کے حرام ہونے میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہو سکتا۔(المورد مندرجہ الحاوی للفتاوی جلد اول صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۲)

جواب: علامہ فاکہانی کے اس غلط اور غیر معقول فتوے کا حال تو ہماری گذشتہ ساری تحریر پڑھنے کے بعد تو کچھ مخفی نہیں۔ مگر آئیے منکرین سے پوچھیے کہ آپ فاکہانی کا یہ قول تو پیش کرتے ہیں مگر علامہ سیوطی اور مقدمہ ابن حجرؒ جیسے محدثین نے فاکہانی کی جو خبر لی ہے اور اس کا ردِ شدید کیا ہے اسے کیوں بیان نہیں کرتے۔ فاکہانی کے مذکورہ فتوے کی مختلف علماء اور محدثین نے جو تردید کی ہے وہ ہم مختصراً پیش خدمت کر رہے ہیں۔

امام سیوطی در ردِ فاکہانی

آپ نے فاکہانی کے رد میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے حسن المقصد فی عمل المولد جو الحاوی للفتاویٰ جلد اول میں مندرج ہے۔ آپ نے فاکہانی کی ایک ایک دلیل کو لے کر ترتیب وار دکیا ہے، اور تحقیق کا دریا بہایا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے آپ نے ثابت کیا ہے کہ جشنِ میلاد بدعتِ مذمومہ یا ناجائز نہیں بلکہ بدعت حسنہ اور کارِثواب ہے۔ چند عبارتیں ملاحظہ ہوں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام المسلمین علامہ سیوطی کی جلالتِ علم کے سامنے فاکہانی جیسے شخص کی ایسی کوئی حیثیت نہیں کہ اس کا قول آپ کی تحقیق سے بہتر قرار دیا جائے ہاں یوں کہنا چاہیے کہ علامہ سیوطی نے فاکہانی کا رد لکھ کر اس کے قول کی کسی بھی علمی اور فقہی حیثیت کو باقی نہیں رہنے دیا۔

علامہ اسماعیل حقی صاحب روح البیان در ردِ فاکہانی

و قد استخرج له الحافظ ابن حجر اصلا من السنة و كذا الحافظ السيوطى وردا على الفاكهانى المالكى فى قوله ان عمل المولد بدعة مذمومة كما فى انسان

العیون۔ (روح البیان جلد ۹، صفحہ ۵۶، زیر آیت محمد رسول اللہ)

ترجمہ: جشن میلاد النبی ﷺ کے لیے حافظ ابن حجر اور حافظ سیوطی نے سنتِ رسول میں اصل ثابت کیا ہے۔ اور دونوں نے فاکہانی مالکی نے اس قول کا شدید رد کیا ہے کہ جشن میلاد بدعتِ مذمومہ ہے جیسا کہ انسان العیون میں موجود ہے۔

مولانا عبدالحی دیوبندی اور رد فاکہانی

آپ اپنے فتاویٰ میں اس سوال پر کہ "ربیع الاول شریف یا کسی اور مہینہ میں میلاد شریف کی محفل کرنا درست ہے یا نہیں" کے جواب میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

"یہ لازم نہیں کہ ہر بدعت مذموم ہو بلکہ بعض بدعتیں واجب جیسے علم نحو کا پڑھنا قرآن اور حدیث سمجھنے کے لیے اور بعض بدعتیں حرام ہیں جیسے قدریہ اور مجسمہ تا مذہب اور بعض بدعتیں مندوب ہیں جیسے مدارس اور رباط وغیرہ اس تقریر سے تاج الدین فاکہانی رحمہ اللہ کا یہ قول رد ہو گیا۔

لا جائز ان یکون عمل المولد مباحاً لان الابتداع فی الدین لیس مباحا باجماع المسلمین۔

یعنی یہ جائز نہیں کہ محفل میلاد مباح ہو کیونکہ باجماع مسلمین دین میں نئی بات نکالنا مباح نہیں ہے۔ (مجموعۃ الفتاویٰ جلد دوم صفحہ ۲۸۳)

حاصل کلام یہ ہے کہ ذکر مولد فی نفسہ مندوب ہے چاہے خیر الازمنہ میں وجود کی وجہ سے ہو یا سند شرعی کے تحت اندراج کی وجہ سے ہو اور کسی نے اس کے مندوب

ہونے سے انکار نہیں کیا ہے۔ مگر ایک چھوٹے گروہ نے جن کا سرغنہ تاج الدین فاکہانی مالکی ہے اور اس کو علماء مستنبطین کے مقابلہ کی طاقت نہیں جنہوں نے ذکر میلاد کے مندوب ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ پس اس کا قول ماننے کے لائق نہیں ہے۔ (مجموعۃ الفتاویٰ جلد دوم صفحہ ۱۶۳ کتاب الحظر والاباحۃ)

حاصل کلام:

پیچھے آپ پڑھ چکے ہیں کہ جشن میلاد کے جواز پر متعدد محدثین وفقہاء امت نے اجماع امت کا دعویٰ کیا ہے اس لیے اجماع کے مقابلہ میں صرف ایک شخص تاج الدین فاکہانی کے قول کی کیا حیثیت ہے، دوسرا یہ کہ قرآن وحدیث کی ان گنت نصوص سے جشن میلاد کا جواز مستنبط ہو رہا ہے ایسے میں فاکہانی کے قول کو مضحکہ خیز ہی قرار دیا جاسکتا ہے، تیسرا یہ کہ مقتدر محدثین وفقہاء نے فاکہانی کا رد شدید کیا ہے۔ اس لیے اس کے قول کا کچھ وزن باقی نہ رہ گیا بلکہ بقول مولانا عبدالحی دیوبندی فاکہانی کا قول ماننے کے لائق ہی نہیں دیوبندی علماء سے درخواست ہے کہ وہ کم از کم اپنے مقتدر فقیہہ مولانا عبدالحی کی بات ہی مان لیں مگر یہ عجیب لوگ ہیں نہ بیگانوں کی مانتے ہیں نہ اپنوں کی۔

اعتراض چہارم

جشن میلاد فضول خرچی ہے اس رقم سے کوئی مسجد مدرسہ یا ہسپتال وغیرہ بنوایا جاسکتا تھا، یا کسی بیوہ اور یتیم کی امداد ہوسکتی تھی

اکثر و بیشتر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ میلاد النبی کے جلسوں اور جلوسوں پر ہزاروں اور لاکھوں کے حساب سے جو رقم معاذ اللہ برباد کر دی جاتی ہے اس کا کوئی

تعمیری فائدہ حاصل نہیں ہوتا اس کی بجائے اگر یہی رقم کسی غریب یتیم مسکین یا کسی بیوہ کو دے دی جاتی تو کتنا بہتر ہو جاتا کئی بھوکوں کو روٹی مل جاتی کئی غریبوں کو بدن ڈھانپنے کے لیے کپڑا مل جاتا۔ اس لیے میلاد النبی کے جلسے اور جلوس محض فضول خرچی اور اسراف ہے اور اللہ فرماتا ہے۔

ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔

بے شک فضول خرچی کرنے والے لوگ شیطان کے بھائی ہیں۔

جواب اول

نیکی کے ہر راستے میں مال خرچ کرنا چاہیے

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو یہ پسند ہے کہ ان کی رضا کے لیے نیکی کے ہر راستے میں مال خرچ کیا جائے، ہر وہ کام جس پر مال خرچ کرنے سے اور اللہ اور اس کا رسول خوش ہو اس میں ضرور مال خرچ کرنا چاہیے تاکہ ترکش کے سارے تیر آزما لیے جائیں کوئی نہ کوئی تو نشانے پر بیٹھ ہی جائے گا۔ اور مشکوۃ شریف میں حدیث موجود ہے کہ ایک سخی اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوگا اور عرض کرے گا: اے اللہ میں نے ہر اس راستے میں مال خرچ کیا جس پر خرچ کرنے میں تو راضی تھا۔ معلوم ہوا اللہ کو یہ پسند ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ کا ہر طریقہ آزمایا جائے۔

ہم اہلِ سنت و جماعت غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کی دادرسی بھی کرتے ہیں بلکہ میں نے لاہور اور دیگر بعض علاقوں میں دیکھا کہ جلوس میلاد النبی ﷺ کے افتتاح پر کئی بیواؤں میں لحاف اور سلائی مشینیں تقسیم کی جاتی ہیں۔ ہم مساجد اور دینی مدارس بھی تعمیر کرتے ہیں جن میں پڑھنے والے طلباء کے قیام و طعام کا انتظام بھی

کرتے ہیں۔ ہم ہسپتالوں اور یتیم خانوں وغیرہ کی تعمیر میں بھی حصہ لیتے ہیں رمضان المبارک میں افطاریاں بھی کرواتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نبی ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کی خوشی میں جلسے اور جلوس بھی منعقد کرتے ہیں۔ نعت خوانانِ رسول کریم ﷺ اور علماء کرام پر پیسے نچھاور کرتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے حبیب ﷺ کی تعریف کرتے ہیں اور جو حبیب کی تعریف کرے اس پر سب کچھ نچھاور کیا جاسکتا ہے۔

الغرض ہم چاہتے ہیں کہ نیکی کے ہر ہر راستے میں دولت لٹائیں ممکن ہے خدا کو ہمارا کوئی ہی خرچہ پسند آجائے اور آخرت سنور جائے۔

حصولِ نعمت پر خوشی میں مال خرچ کرنا فضول خرچی نہیں

مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے تین سال میں سورہ بقرہ پڑھی، اس کے ختم ہونے پر اونٹ ذبح کیا اور صحابہ کرام کی دعوت کی۔ اب یہ اعتراض حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بھی وارد ہوگا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا وہی اونٹ کسی غریب کو دے دیا جاتا تو اس کا بھلا ہو جاتا یا اونٹ کی رقم کسی بیوہ عورت کو دے دی جاتی تو اس کے چند دن اچھے گزر جاتے مگر آپ نے یونہی فضول خرچی کر دی؟ لیکن نہیں، حضرت عمر کی روح جواب دے رہی ہے کہ اللہ کے بندو! جہاں غریبوں اور بیواؤں کی دادرسی کرنا اللہ کو پسند ہے وہاں نعمت حاصل ہونے پر دولت لٹانا اور کھانے کھلانا بھی اللہ کو پسند ہے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ساری کائنات کے لیے اللہ کی طرف سے رحمت بن کر آئے نعمتوں کے خزانے ساتھ لائے. تو جہاں غریب پروری کرنا اللہ کو محبوب ہے وہاں ذاتِ رسول جیسی نعمت کے حصول پر مال خرچ کرنا کھانے کھلانا اور علماء اور قراء کی حوصلہ افزائی کرنا بھی اللہ کو پسند ہے۔

ولیمہ اور عقیقہ کیوں جاری کیے گئے ہیں

شادی ہونے پر ولیمہ کرنا سب دوستوں رشتہ داروں کو خواہ وہ کتنے ہی امیر و کبیر ہوں بلا کر کھانا کھلانا سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، پھر بچہ پیدا ہونے پر عقیقہ کرنا اور عزیزوں دوستوں کے لیے جانور ذبح کر کے دعوت کا اہتمام کرنا بھی سنتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور شرع نے اس کو حکماً ضروری قرار دیا ہے۔

آخر یہ طریقے کیوں جاری کیے گئے ہیں۔ کیا ان پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ ولیمہ اور عقیقہ پر صرف ہونے والی رقم کسی غریب کا گھر آباد کر سکتی تھی۔ مگر نہیں، شرع کی طرف سے یہ جواب دیا جائے گا کہ نعمت حاصل ہونے پر خوشی کی جاتی ہے کھانے کھلائے جاتے ہیں۔

اور جشنِ میلاد النبی کو فضول خرچی کہنے والے اپنے ہاں بچہ پیدا ہونے پر کیا کچھ نہیں کرتے اور فضول خرچی کے سارے فتوے بھول جاتے ہیں شادی بیاہوں پر کتنا کتنا پیسہ اڑا دیتے ہیں، اس وقت انہیں غریبوں کی یاد نہیں آتی اور فضول خرچی کے سارے فتوے بھول جاتے ہیں۔ اے خدا کے بندو! صرف جشن میلاد النبی پر خرچ ہونے والی رقم ہی تمہیں فضول خرچی محسوس ہوتی ہے؟

درس عبرت

اگر کسی گھر میں بچہ پیدا ہو تو گھر والے خوشی کرتے ہیں دوستوں عزیزوں کو بلاتے ہیں، چراغاں کرتے ہیں اور مٹھائیاں بانٹتے ہیں، لیکن ان کے پڑوسی اور دیگر اہلِ محلہ کچھ نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ نعمت تو فلاں گھر والوں کو ملی ہے ہم کیوں چراغاں کریں ہمیں کیا ہے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پر اہلِ سنت خوشی کرتے ہیں گھروں

اور مسجدوں میں چراغاں کرتے ہیں کھانے تقسیم کرتے ہیں مگر بعض لوگ دیکھ کر جل بھن رہے ہوتے ہیں شاید وہ سمجھتے ہیں کہ رسول تو ان کو ملا ہے ہمیں کیا ہے ہم کیوں خوشی کریں۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب۔

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں مال خرچ کرنے سے تو کافر بھی رحمت خداوندی کا مستحق ہو جاتا ہے

پیچھے آپ مفصل پڑھ چکے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی ثویبہ لونڈی نے دوڑ کر اپنے مالک ابولہب کو بشارت سنائی کہ تمہارا بھتیجا پیدا ہوا ہے اس نے انگلی کے اشارے سے کہا:

انتِ حرۃ۔

اس خوشی میں تمہیں آزاد کیا جاتا ہے۔ ابولہب کے مرنے پر حضرت عباس نے خواب میں اُسے دیکھا تو پوچھا تمہارا کیا انجام ہوا؟ کہنے لگا: جہنم میں پہنچا ہوں۔

(الا انی سقیت من ھذہٖ یوم الاثنین۔)

مگر ہر پیر کے روز اللہ تعالیٰ میری اس انگلی سے پانی جاری کر دیتا ہے اور میں اس سے پیتا رہتا ہوں، حوالہ جات پیچھے گذر چکے ہیں۔ اگر ابولہب جیسے نص قطعی کے مطابق جہنمی شخص کو میلاد کی خوشی میں مال خرچ کرنے کا صلہ ملتا ہے (کیونکہ لونڈی آزاد کرنا مال خرچ کرنا ہے) تو ایک مسلمان کو اس موقع پر مال خرچ کرنے سے کیا کچھ نہیں ملے گا اللہ کی طرف سے رحمتِ خداوندی کے طلب گار یہ خوشیاں مناتے رہیں گے اور منکرین فضول خرچی کا الزام لگا کر محروم ہوتے رہیں گے۔

میلادالنبی کی خوشی میں شاہ عبدالرحیمؒ کی طرف سے تقسیم ہونے والے چنے بھی نبی کریم ﷺ کو پسند آگئے

پیچھے الدرالثمین صفحہ ۴۰ کے حوالہ سے ہم لکھ چکے ہیں کہ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

''مجھے میرے والد شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ نے بتلایا کہ میں ہر سال ماہِ ربیع الاول شریف میں نبی علیہ السلام کی محبت میں کھانا پکوا کر تقسیم کیا کرتا تھا، ایک سال کم مائیگی کی وجہ سے میں ایسا نہ کر سکا تو میں نے کچھ بھنے ہوئے چنے لے کر لوگوں میں تقسیم کر دیے۔ میں نے خواب میں دیکھا نبی ﷺ کے سامنے وہی چنے پڑے ہیں اور آپ انہیں دیکھ کر بڑے خوش ہو رہے ہیں۔''

ذکر حبیب سننے کے لیے دولت لٹائی جا سکتی ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ واقعہ بہت مشہور اور زبانِ زد خاص و عام ہے کہ آپ اپنی بکریاں لے کر جنگل میں گئے وہاں ایک شخص کو بڑی پیاری آواز میں اللہ کی حمد و ثنا کہتے پایا تو فرمایا: مجھے میرے رب کی حمد پھر سناؤ۔ وہ کہنے لگا: اب تو میں معاوضہ لوں گا۔ فرمایا: میری آدھی بکریاں لے لو اس نے بکریاں لے کر وہی حمد پھر سنا دی، آپ خوشی سے جھوم اٹھے اور فرمایا: تم نے مجھے بہت خوش کیا ایک بار پھر سنا دو اور ساری بکریاں لے لو اس نے پھر حمد سنا دی اللہ کی حمد سن کر آپ کے دل کی کلیاں کھل گئیں اور فرمانے لگے اب میرے پاس مال تو نہیں ہے مجھے ساتھ لے چلو تمہاری ان بکریوں کی نگہداشت کیا کروں گا مگر ایک بار وہ حمد پھر سنا دو وہ شخص مسکرا دیا اور کہنے لگا: میں فرشتہ ہوں اللہ کی طرف سے آپ کا امتحان لینے آیا تھا آپ کی

بکریاں آپ کو مبارک ہوں۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہ واقعہ مشہور ہے کہ آپ کے دروازہ پر ایک بھکاری آیا اور اس نے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے کہے ہوئے مدح رسول ﷺ کے اشعار پڑھے۔ آپ وجد میں آگئے اور اور اسے مال دیا اور فرمایا:

اعد ذكر نعمان لنا ان ذكره

هو المسك ما كررته يتضوع

ترجمہ: ہمیں ابوحنیفہ نعمان کا ذکر پھر سناؤ یہ وہ خوشبو ہے کہ جتنی بار اسے دہراؤ گے یہ بڑھتی جائے گی۔

الغرض وہ بھکاری بار بار وہ اشعار پڑھتا رہا اور امام شافعی اسے بار بار نوازتے چلے گئے۔

اور یہ تو حقیقت ہے کہ جس سے پیار ہو خواہ وہ باپ ہو یا ماں بھائی ہو یا دوست استاد ہو یا مرشد اور اسی طرح اگر کسی کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہو تو وہ پسند کرے گا کہ محبوب کا ذکر بار بار سنا جائے خواہ اس کے لیے رقم دینی پڑے۔

ہم اہلِ سنت بھی بار بار محفل میلاد منعقد کرتے ہیں تا کہ اپنے حبیب ﷺ کا ذکر بار بار سنا جائے سنتِ ابراہیمی ادا کرتے ہوئے ہم بھی نعت خوانانِ رسالت مآب ﷺ پر پیسے نچھاور کرتے ہیں تا کہ اللہ ہمارا یہ عمل ہی قبول کرلے۔

دینی مقصد کے لیے روشنی کرنا فضول خرچی نہیں

میلاد النبی ﷺ کے موقع پر اہلِ اسلام مساجد مدارس اور بازاروں میں روشنی کرتے ہیں منکرین کو اس میں بھی فضول خرچی نظر آتی ہے اور چیں بچیں ہوتے ہیں۔

آئیے اس بارہ میں بھی ذرا غور کر لیں۔

قرآن کریم

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ۔ (سورہ ملک آیت ۵)

ترجمہ: اور ہم نے قریب والے آسمان کو چراغوں سے زینت بخشی۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ (اعراف: ۳۲)

ترجمہ: فرما دیجیے، کس نے حرام کی ہے اللہ کی زینت جو اس نے بندوں کے لیے بنائی ہے اور پاک چیزیں رزق کے لیے، فرما دیجیے یہ ایمان والوں کے لیے دنیاوی زندگی اور خاص انہی کے لیے ہوگی روزِ قیامت، اسی طرح ہم بیان کرتے ہیں اس قوم کے لیے جو جانتے ہیں۔"

ان آیات سے معلوم ہوا چراغ جلانا ایک زینت ہے جسے اللہ نے حرام نہیں فرمایا نہ اس کی حرمت پر کوئی آیت نہ حدیث، اور جو زینت اللہ نے بندوں کے لیے بنائی ہے اور اسے حرام نہیں فرمایا تو دوسرا کون ہے اسے حرام کرنے والا۔

حدیث نمبر ۱: سیرت حلبیہ جلد ثانی میں ہے کہ نبی ﷺ کی حیات ظاہرہ میں جب عشا کا وقت آتا صحابہ مسجد نبوی میں کھجور کی لکڑیاں جلا کر روشنی کر لیتے تھے۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ملک شام سے قندیلیں لائے جو روغن زیتون سے جلتی تھیں۔ آپ نے مسجد کے ستونوں سے رسیاں باندھ کر ان سے قندیلیں لٹکا دیں اور مسجد جگمگ کرنے

لگی نبی ﷺ تشریف لائے اور پوچھا یہ روشنی کس نے کی ہے؟ بتلایا گیا تمیم داری نے۔فرمایا:

نورت الاسلام۔

اے تمیم داری تو نے اسلام کو روشن کر دیا۔

(سیرت حلبیہ جلد دوم علامہ علی بن برہان الدین حلبی)

مشکوٰۃ شریف

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب نماز تراویح کے لیے لوگوں کو جمع کیا تو مسجدوں میں بہت قندیلیں لٹکائیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا تو دیکھا مسجد روشنی سے جگمگ کر رہی ہے آپ نے دعا دی کہ اے عمر! تم نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا اللہ تیری قبر روشن کرے۔(مشکوٰۃ شریف)

ان دونوں حدیثوں سے نتیجہ یہ اخذ ہوتا ہے کہ مسجد نبوی میں روشنی کا انتظام تو پہلے سے موجود تھا حضرت تمیم داری نے قندیلیں لٹکا کر روشنی کی کمی نہ چھوڑی تھی اور اندھیرا بالکل نہ رہا تھا اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کثرت کے ساتھ مزید قندیلیں روشن کیں، اور ظاہر ہے یہ زینت کے لیے تھیں نہ کہ حاجتِ اصلی کے لیے اور یہ اس لیے تھا کہ نماز تراویح میں لوگوں کا دل لگے، اور مسجد کے منور ہونے سے اسلام کی شوکت بڑھے، کیونکہ غیر مسلم قومیں اپنے معابد کو بہت منور رکھتی ہیں۔ اس لیے تو نبی ﷺ نے تمیم داری ؓ سے فرمایا:

نورت الاسلام۔

تم نے اسلام کو روشن کر دیا۔

معلوم ہوا شوکت اسلام کے اظہار اور عبادت میں جی لگانے یا ایسے ہی دیگر

مقاصد کے لیے مسجدوں، عبادت گاہوں اور دینی مدارس وغیرہ میں چراغاں کرنا مستحب ہے اور اس کا اہتمام خصوصی مواقع پر جب لوگ زیادہ جمع ہوتے ہیں کیا جائے تو زیادہ مناسب ہوتا ہے جیسا کہ حضرت عمر نے رمضان المبارک میں مساجد میں چراغاں کروایا، اسی طرح ہم اہلِ سنت بھی میلاد النبی ﷺ کے مواقع پر جب اہلِ اسلام مسجد یا مدرسہ یا کسی گھر میں محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ قائم کرتے ہیں تو چراغاں اور روشنی کا اہتمام کرتے ہیں۔ تاکہ ذکر کرنے والوں کا دل لگے اور شوکت اسلام کا اظہار بھی ہو اور ہم اسے ضروری نہیں سمجھتے۔

تعظیمِ ذکرِ رسول کے لیے خوشبو پھیلانا اور سٹیج سجانا بھی فضول خرچی نہیں

جہاں محفلِ میلاد النبی منائی جائے مسجد ہو یا مدرسہ گھر ہو یا بازار ہم اہلِ سنت وہاں عطر پھیلاتے اگربتیاں سلگاتے اور خوشبوئیں مہکاتے ہیں بہترین فرش اور قالین بچھواتے ہیں اور مقررین علماء کے لیے خوب صورت کرسیاں اور سٹیج رکھتے ہیں منکرین کو اس پر بھی فضول خرچی کا گمان ہوتا ہے۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ جن کے دل میں ذکرِ رسول کی تعظیم ہے وہ اس کے لیے کیا گیا اہتمام کرتے ہیں، آئیے امام مالک کا عمل مبارک دیکھیں۔

امام مالک کا عمل مبارک

مدارج النبوۃ

حضرت مطرف نے فرمایا ہے کہ لوگ جب حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے

پاس آتے تو پہلے ان کی لونڈی باہر آتی ملاقاتیوں سے دریافت کرتی کہ آپ کو امام صاحب سے حدیث دریافت کرنا ہے یا دیگر شرعی مسائل، اگر مسائل پوچھنا ہوتے تو آپ فوراً باہر تشریف لے آتے اور اگر وہ کہتے کہ ہمیں تو حدیث سننا ہے تو امام مالک پہلے غسل خانہ جا کر غسل کرتے بدن پر خوشبو لگاتے۔ نئے کپڑے پہنتے اوپر سیاہ یا سبز رنگ کا چغہ ڈالتے سر پر عمامہ باندھتے اور آپ کے بیٹھنے کے لیے ایک اچھا سا تخت بچھایا جاتا، پھر آپ باہر تشریف لاتے اور اس تخت پر بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ تشریف فرما ہوتے اور کمرے میں نجورا ایک خوشبو جلایا جاتا اور آپ دورانِ بیان حدیث اسی انداز میں بیٹھے رہتے بیانِ حدیث رسول ﷺ کے لیے یہ آپ کا مخصوص انتظام تھا۔ (مدارج النبوۃ اردو جلد اول صفحہ ۷۱ باب ششم فصل روایت حدیث کی تعظیم)

نبی ﷺ کا احادیث روایت کرنے کے لیے دیگر بھی ائمہ کرام کا طرزِ عمل بھی کچھ اسی طرح رہا ہے۔ امام بخاریؒ کوئی بھی حدیث لکھنے سے قبل ماءِ زمزم سے غسل کرتے پھر دو رکعت نفل ادا کرتے اور پھر حدیث لکھتے۔

معلوم ہوا روایت حدیث کے لیے خوشبوئیں سلگائی جاتی ہیں تخت بچھائے جاتے ہیں نئے کپڑے پہننے جاتے ہیں اور غسل کیے جاتے ہیں، اسی طرح محفلِ میلاد النبی ﷺ میں بھی احادیث روایت کی جاتی ہیں۔ علماء وفقہاء اپنے شیوخ سے اسناد شدہ احادیث لوگوں کو سناتے ہیں۔ ایسے میں اگر خوشبوئیں پھیلائی جائیں اور اسٹیج لگایا جائے تو کیا حرج ہے یہ محبت کا تقاضا ہے۔ ائمہ فقہ کی سنت ہے اور محدثین اسلام کا طریقہ ہے۔

اور فضول خرچی کا اعتراض اگر ہم پر آتا ہے تو سب سے پہلے ان ائمہ پر یہ فتویٰ لگے گا مگر نہیں نہیں۔ جو رقم محبت رسول اور تعظیم رسول کے لیے خرچ ہو جائے

وہ ہمارے لیے باعثِ سعادت اور ذریعہ نجات ہے۔ کسی نے خوب کہا:

ہزار بار بشویم دھن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمالِ بے ادبی است

اعتراضِ پنجم

جشن میلاد النبی کا موجد مظفر الدین نامی ایک فاسق و فاجر بادشاہ تھا

بعض دیوبندی یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ جشن اس لیے بھی برا ہے کہ اسے ایک فاسق و فاجر اور غلط کار بادشاہ نے ایجاد کیا تھا، یہ جشن تاریخِ اسلام میں گزرنے والے بعض جاہل بدعتی اور فاسق شہنشاہوں کی یادگار ہے۔ چنانچہ مولوی اشفاق علی سنبھلی ملتانی لکھتا ہے:

"اس جشن میلاد کو ابوسعید بن الحسن علی بگتین سلقب بہ عمر بن محمد نے ایجاد کیا اور اس کو ملک المظفر بن زین الدین گورنر اربل متصل موصل نے رواج دیا اور یہ دونوں فاسق اور بدعتی تھے۔"

جواب:

یہ تو آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ محفلِ میلاد النبی ﷺ کا وجود تو نبی ﷺ کے دورِ ظاہر میں بھی تھا مولانا عبدالحی دیوبندی نے بھی اس کا بارہا اعتراف کیا ہے اس لیے دیوبندیوں کا یہ کہنا کہ یہ فلاں فاسق بادشاہ کی ایجاد ہے سراسر غلط ہے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ نبی ﷺ کے دن کو بطور جشن منانے کا آغاز اس بادشاہ نے کیا ہے مگر کیا یہ مظفر بن زین الدین فاسق و فاجر اور بدعتی تھا؟ آئیے تاریخ و حدیث اور فقہ و تفسیر کے امام علامہ ابن کثیر سے پوچھیے۔

البدایة والنهایه

الملك المظفر ابوسعید کوکب ری احد الاجواد والسادات الکبرآء والملوك الا مجاد له آثار حسنة .... و کان یعمل المولد الشریف فی ربیع الاول و یحتفل به احتفالا حائلًا و کان مع ذلك شهما شجاعا ناتگا بطلًا عاقلًا عادلا رحمه الله و اکرم مثواه .... و قد کان محمود السیرة والسریرة۔

(البدایہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۷ ذکر سن ۶۳۰)

ترجمہ: ملک مظفر ابوسعید کوکبری، فیاض عظیم سادات اور بڑے باعزت بادشاہوں میں سے تھا اس نے اپنے پیچھے اچھی یادگاریں چھوڑیں وہ ماہِ ربیع الاول میں میلاد شریف کے موقع پر عظیم جشن منایا کرتا تھا، علاوہ ازیں بڑا، اللہ اس پر رحمت کرے اور اس کا انجام اچھا بنائے، نہایت نیک کردار اور نیک طبع تھا۔

اسی طرح قاضی القضاۃ مورخ کبیر علامہ شمس الدین ابن خلکان لکھتے ہیں:

و کان کریم الاخلاق و کثیرة التواضع حسن العقیدة سالم البطانة شدید المیل الی اهل السنة والجماعت۔

(وفیات الاعیان المعروف تاریخ ابن خلکان جلد ۴ صفحہ ۱۱۹ زیر عنوان عدد ۵۴۷ ترجمہ مظفر الدین صاحب اربل)

ترجمہ: وہ مظفر الدین بڑے اچھے اخلاق والا بڑا متواضع عجز پسند اچھے عقیدہ کا

مالک سلیم الطبع اور مذہب اہل سنت و جماعت پر سختی سے کار بند تھا۔

اب بتلائیے کیا یہ بادشاہ فاسق اور بدعتی تھا؟ بلکہ یہاں سے تو ثابت ہو گیا کہ اہلِ سنت و جماعت تھا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جشن میلاد النبی منانا ہمیشہ سے اہلِ سنت کا طریقہ چلا آ رہا ہے اور یہ جو اس کے خلاف ہیں، ہمیشہ سے اہلِ سنت سے خارج چلے آ رہے ہیں۔

اعتراض ششم

عید میلاد النبی دین میں ایک اضافہ ہے کیونکہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں

یہ اعتراض دیو بندی وہابی علماء بڑی شد و مد کے ساتھ بریلوی مسلک پر وارد کرتے ہیں کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ، اس کے علاوہ تیسری کوئی عید نہیں، اس لیے اسے بند کرنا چاہیے، چنانچہ ذیل میں ان کی بعض عبارات ملاحظہ ہوں۔

جواب اول

از روئے قرآن کسی بھی عظیم نعمت کے حاصل ہونے کا دن قوم کے لیے عید کا دن ہوتا ہے

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً

مِّنۡكَ ۚ وَارۡزُقۡنَا وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ ﴿۱۱۴﴾ (سورہ مائدہ: ۱۱۴)

ترجمہ: کہا حضرت عیسیٰ بن مریم نے کہ اے اللہ ہم پر آسمان سے دسترخوان نازل فرما جو ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے لیے عید ہوگی، اور تیری طرف سے ایک نشانی اور ہمیں رزق عطا فرما، اور تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

آیت کی تفسیر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آپ کے حواریوں نے مطالبہ کیا کہ آپ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہم پر آسمان سے دسترخوان کھانے سے بھرا ہوا اتارے۔ آپ نے انہیں اس سے منع کیا، مگر وہ اصرار کرنے لگے تب آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ہم پر آسمان سے کھانے سے بھرا ہوا دسترخوان نازل فرمادے، ہم اس کی خوشی میں اس دن کو عید کے طور پر منائیں گے جشن کریں گے، اور صرف ہم ہی نہیں ہماری آئندہ نسلیں بھی دسترخوان کے نازل ہونے کے دن کو عید سمجھیں گی چنانچہ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی طرح طرح کی نعمتوں سے مالامال لذیذ اور عمدہ کھانوں سے پر دسترخوان نازل ہوگیا، وہ اتوار کا دن تھا، اور عیسائیوں نے اسے ہمیشہ عید کا دن سمجھا۔ چنانچہ چند ایک تفاسیر کی مختصر عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

تفسیر ابن جریر

عن السدی قوله تكون لنا عيد الاولنا و اٰخرنا يقول نتخذ اليوم الذی نزلت فيه عيدا نعظمه نحن و من بعدنا. عن قتادة قوله تكون لنا عيد الاولنا و

اخرنا قال ارادو ان تکون لعقبھم من بعدھم۔ قال سفیان تکون لنا عیدا قالو نصلی فیه۔

(تفسیر ابن جریر جلد ۷، صفحہ ۸۴ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت سدیؒ سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول تکون لنا عیداً کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! جس روز دسترخوان اترے گا وہ دن ہم بطور عید منائیں گے اس دن کی تعظیم ہم بھی کریں گے اور ہماری پچھلی نسلیں بھی۔ حضرت قتادہؒ سے اس قول کی تفسیر یوں مروی ہے کہ ہماری بعد والی نسلیں بھی اس دن کو عید منائیں گی جب کہ حضرت سفیان نے تفسیر یہ کی ہے کہ یعنی ہم اس دن نماز پڑھا کریں گے عبادت کیا کریں گے۔

<u>تفسیر کبیر</u>

عیدًا لاولنا و اخرنا۔ ای نتخذ الیوم الذی تنزل فیه المائدۃ عیدانعظمه نحن و من یأتی بعدنا۔ و نزلت یوم الاحد فاتخذہ النصاریٰ عیدا۔

(تفسیر کبیر جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ مصر جامعہ ازہر)

ترجمہ: قول باری تعالیٰ عیداً لاولنا و آخرنا کا مفہوم یہ ہے کہ جس دن مائدہ اترے گا ہم اور ہماری بعد والی نسلیں اسے بطور عید کے منائیں گے اور ہمیشہ اس کی تعظیم کیا کریں گی۔ چنانچہ وہ دسترخوان اتوار کے روز نازل ہوا اور عیسائیوں نے اسے عید کے طور پر اپنالیا۔

تقریباً یہی الفاظ قرطبی جلد ۶ صفحہ ۳۲۸ اور تفسیر خازن وغیرہ میں موجود ہیں۔

نتیجہ:

چونکہ دسترخوان کا آسمان سے قوم پر نازل ہونا ایک بہت بڑی خداوندی نعمت تھی، اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ اے اللہ! ہم پر دسترخوان نازل فرما ہماری نسلیں بھی ہمیشہ وہ دن آنے پر عید منایا کریں گی۔ اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کی بات پر عمل کرتے ہوئے ایسا کر کے دکھا دیا۔ معلوم ہوا جس دن کسی قوم پر اللہ کی طرف سے ایک بڑا انعام ہوتا ہے، اللہ اس کے رسول اور اس کی کتاب کے فیصلہ کے مطابق وہ دن اس قوم کے لیے ہمیشہ کے واسطے عید اور جشن کا دن ٹھہرتا ہے اور ہمیشہ وہ دن آنے پر اس قوم کے لیے خوشی اور مسرت کا اظہار کرنا، اللہ اور اس کے رسول کی رضا کا موجب بنتا ہے۔

قرآن کریم کے مذکورہ ارشاد کی روشنی میں سوال کیا جا سکتا ہے کہ دسترخوان کا نازل ہونا بڑی نعمت ہے یا امام الانبیاء محسن انسانیت، پیغمبر اعظم ﷺ کا دنیا میں تشریف لانا بڑی نعمت ہے؟ اگر پہلی نعمت کے حصول کا دن ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عید کا دن بنا دیا جانا بہتر ہے تو یوم ولادتِ محبوب کبریا ﷺ کو امتِ محمدیہ کے لیے ہمیشہ کے واسطے بطور عید منانا کیوں باعثِ رضاء الٰہی نہیں۔ اگر وہ دن قوم نصاریٰ کی عید تھا تو یہ دن امتِ مصطفویہ کے لیے اس سے بڑی عید کا دن ہے۔

جواب دوم

ازروئے لغت، کسی بھی قوم کی سالانہ اجتماعی خوشی کا دن عید کا دن ہوتا ہے

تفسیر قرطبی

وقیل اصلہ من عاد یعود ای رجع .... فقیل لیوم

الفطر والاضحی عید الا نهما یعودان کل سنة وقال الخلیل العید کل یوم یجمع کانهم عادوا الیه وقال ابن الانباری سمی عید اللعود فی موح والسرود فهو یوم سرود الخلق۔

(تفسیر قرطبی جلد ۶ صفحہ ۳۲۸ مطبوعہ مصر سورہ مائدہ آیت ۱۱۴)

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ عید کا لفظ "عاد یعود" سے بنا ہے یعنی لوٹ کر آنے والا دن اسی لیے یوم فطر اور یوم اضحیٰ کو عید کہا جاتا ہے کیونکہ یہ دونوں دن ہر سال لوٹ کر آتے ہیں۔ خلیل نے کہا: ہر وہ دن عید ہوتا ہے جس میں لوگ اکٹھے ہوں (اور خوشی منائیں) جب کہ ابن انباری نے کہا ہے کہ عید کو بھی اس لیے عید کہتے ہیں کہ وہ لوٹ کرنے والا خوشی کا دن ہے۔

لسان العرب

والعید کل یوم فیه جمع و اشتقاقه من عاد یعود کانهم عادو الیه ... ابن الاعرابی سمی العید عیداً لانه یعود کل سنة بفرح مجدد۔

(لسان العرب (صرف دال لفظ عود) صفحہ ۳۱۹ علامہ محمد بن مکرم افریقی مصری)

ترجمہ: ہر وہ دن عید ہے جس میں لوگ اکٹھے ہوا کریں، یہ لفظ "عاد یعود" سے بنا ہے یعنی لوگ اس دن کی طرف لوٹ کر آئیں، ابن عربی کہتے ہیں، عید کو بھی عید اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ ہر سال لوٹ کر آتی اور نئی خوشی لاتی ہے۔

مفردات راغب اصفہانی

والعید ما یعود مرۃ بعد اخریٰ و خص فی الشریعۃ بیوم الفطر و یوم النحر و لما کان ذلک الیوم مجعولًا للسرور فی الشریعۃ کما نبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ ایام اکل و شرب و بعال صار یستعمل العید فی کل یوم فیہ مسرۃ و علی ذلک قولہ تعالیٰ انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا۔

(مفردات راغب اصفہانی باب العین مع الواو صفحہ ۲۵۸)

ترجمہ: عید وہ ہوتی ہے جو بار بار لوٹ کر آئے، جب کہ شریعت میں یہ لفظ یوم فطر اور یوم نحر کے ساتھ خاص ہے۔ مگر جب شریعت میں بھی عید کا لفظ خوشی کے دن پر ہی بولا گیا ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ عید کا دن کھانے پینے اور کھیلنے کا دن ہے، اس لیے عید کا لفظ ہر اس دن پر بولا جاتا ہے جس میں مسرت اور خوشی ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول تکون لنا عیداً اسی معنی پر ہے۔

فتح الباری

فان العید مشتاق من العود و قیل لہ ذالک لانہ یعود فی کل عام و قد نقل الکرمانی عن الزمخشری ان العید ھو السرور العائد و اقر ذالک فالمعنی ان

کل یوم شرع تعظیمه یسمٰی عیدًا۔

(فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۲۱۸ کتاب التفسیر سورۃ المائدہ)

نتیجہ: مذکورہ عبارات کی رو سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ کسی بھی قوم و ملت کا وہ دن عید ہوتا ہے جو بار بار اپنے دامن میں خوشیاں سمیٹ کر لائے اور اس کے آنے پر لوگ مل کر خوشی منائیں، تو نبی ﷺ کی ولادت مبارکہ کا دن یعنی بارہ ربیع الاول شریف کیا ہر سال لوٹ کر نہیں آتا اور کیا اس کی آمد پر ہر مسلمان کو خوشی اور مسرت حاصل نہیں ہوتی؟ جب ہوتی اور یقیناً ہوتی ہے تو پھر اسے عید میلاد النبی ﷺ کہنے پر کیا اعتراض ہے اور اس اعتراض کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں۔

ارے بھلے مانسو، عید کی نماز جو ایک مخصوص نماز ہے اور عید کی قربانی جو ایک مخصوص قربانی ہے وہ اسلام میں صرف دو دنوں کے ساتھ خاص ہے۔ یعنی یکم شوال اور ۱۰ ذی الحج ان دو دنوں کے علاوہ کسی اور دن میں نماز پڑھنا ممنوع ہے اور ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحج کے سوا کسی اور دن میں قربانی کی نسبت سے جانور ذبح کرنا ممنوع ہے یہ کہیں نہیں لکھا کہ اسلام میں ان دونوں کے علاوہ کوئی عید ہی نہیں۔ بلکہ لکھا یہ ہے کہ ہر وہ دن عید کہلاتا ہے جس دن قوم مسلم یا کوئی دوسری قوم اجتماعی طور پر کسی نعمت کے ملنے پر خوشی منائے اور بلاشک و شبہ ولادتِ سرورِ دو عالم امتِ محمدیہ کے لیے بلکہ پوری نسل انسانیت کے لیے ہر نعمت سے بڑی نعمت ہے۔ اور لوگ اس دن اجتماعی طور پر خوشی کرتے ہیں تو پھر اسے عید کہنے پر خشک ملاں کو کیوں اعتراض ہے؟

جواب سوم

ازروئے حدیث مسلمانوں کی عیدیں صرف دو نہیں بلکہ کئی ہیں

(ا) جمعہ کا دن مسلمانوں کے لیے عید کا دن ہے

ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی جمعة من الجمع معاشر المسلمین ان هذا یوم جعله الله لکم عیدًا فاغتسلوا و علیکم بالسواك۔ (رواه الطبرانی فی الاوسط والصغیر و رجاله ثقاتٌ)

(طبرانی صغیر) (مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۱۷۳ مطبوعہ بیروت باب حقوق الجمعۃ)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے ایک اجتماع میں فرمایا: اے مسلمان لوگو! یہ وہ دن ہے جسے اللہ نے تمہارے لیے عید بنایا ہے اس لیے جمعہ کے دن غسل کیا کرو اور (اچھے) کپڑے پہنا کرو، اسے طبرانی نے اوسط اور صغیر دونوں میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں۔

عن ابی هریرة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان جمعة عید کم۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں فرماتے ہوئے

سنا کہ جمعہ تمہاری عید ہے۔

حدیث صحیح آپ نے پڑھ لی، نبی ﷺ کے ارشاد گرامی سے معلوم ہوگیا کہ وہ لوگ قطعی جھوٹے ہیں جو ہمیشہ کہتے رہتے ہیں کہ اسلام میں صرف دو ہی عیدیں ہیں۔ تاہم مزید اطمینان کے لیے ہم صحابہ کرام کے اقوال بھی واضح کیے دیتے ہیں۔

ارشاد عثمان غنی رضی اللہ عنہ

عن ابی عبید مولی ابن ازهر قال ثم شهدت العید مع عثمان فجاء فصلّی وانصرف فخطب الناس فقال۔ انه قد اجتمع لکم فی یومکم هذا عیدان فمن احب من اهل العالیة ان ینتظر الجمعة فلینتظرها و من احب ان یرجع فلیرجع فقد اذنت له۔

(بخاری کتاب الحج باب المتمتع الذی لا یجد هدیا صفحہ ۳۶۵ جلد اول) (کنز العمال علامہ علاؤ الدین ہندی جلد ۸ صفحہ ۳۷۰ حدیث: ۲۳۳۰۷)

ترجمہ: ابوعبیدہ غلام ابن ازھر سے روایت ہے۔ کہتے ہیں میں (پہلے حضرت عمر کی امامت میں نماز عید پر حاضر ہوا) پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی نماز عید پڑھی۔ آپ آئے نماز پڑھائی اور سلام پھیر کر یہ خطبہ دیا: اے لوگو! آج تمہارے لیے اس دن میں دو عیدیں اکٹھی آگئی ہیں (عید الفطر اور جمعہ مبارک) تو علاقہ عالیہ سے آئے ہوئے لوگوں میں سے جو شخص نماز جمعہ پڑھ کر رکنا چاہتا ہے وہ ٹھہر جائے اور جو جانا چاہتا ہے چلا جائے میں اسے اجازت دیتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کا تمام صحابہ کرام کی موجودگی میں جمعہ کو عید قرار دینا اور سب صحابہ کا اس پر خاموش رہنا اس امر کی دلیل ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نبی ﷺ کے ارشاد کے مطابق جمعہ کو عید کا دن سمجھتے تھے۔ اب کچھ تو خوف خدا چاہیے ان لوگوں کو جو محض جہالت کی بناء پر عید میلاد النبی ﷺ پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں تیسری کوئی عید نہیں، کیونکہ جمعہ کا عید ہونا شمس نصف النہار سے زیادہ واضح ہوگیا ہے۔ اب یہیں سے میلاد النبی ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن کو عید کہنے کا مسئلہ بھی حل ہوگیا اس کی وضاحت سے پہلے درج ذیل عبارت ملاحظہ فرمالیں۔

جمعہ کیوں عید کا دن ہے

فاما العید المتکرر فھو یوم الجمعة وھو عید الاسبوع وھو مرتب علی اکمال الصلوات المکتوبات لان اللہ فرض علی المومنین فی الیوم واللیلة خمس صلوات و ان الدنیا تدور علی سبعة ایام فکلما کمل دور اسبوع من ایام الدنیا و استکمل المسلمون صلوتھم شرع لھم فی استکمالھم یوم الجمعة .... و جعل ذلک لھم عیدا و لذلک نھی عن افرادہ بالصوم و فی شھود الجمعة شبہٌ من الجمع الخ

(روح البیان جلد ۲ صفحہ ۴۲۴ مطبوعہ استنبول سورہ مائدہ آیت ۱۱۴)

ترجمہ: مسلمانوں کو عیدوں میں سے ایک عید وہ ہے جو سال کے اندر بار بار آتی ہے اور وہ ہے جمعہ کا دن، یہ ہفتہ وار عید ہے، اس کی بنیاد فرض نمازوں کی مکمل ادائیگی پر اظہارِ تشکر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک دن اور رات یعنی چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اور دنیا سات دنوں کے چکر پر گھوم رہی ہے۔ چنانچہ جب وہ چکر ایک بار ختم ہوتا ہے۔ اور مسلمان اس میں مکمل پینتیس نمازیں ادا کر لیتے ہیں تو اس پر خوشی کا اظہار کرنے کے لیے انہیں ایک دن دیا گیا جو جمعہ کا دن ہے اور یہ دن ان کے لیے عید کا دن بنا دیا گیا۔ اسی لیے صرف جمعہ کے دن مخصوص طور پر روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے اور جمعہ کے اجتماع کو حج کے اجتماع سے اشتباہ بھی ہے۔

اس کے علاوہ صاحب روح البیان نے یوم جمعہ کی مزید برکات گنوائی ہیں جن کے سبب سے اسے عید قرار دیا گیا ہے مثلاً یہ کہ اسی دن آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، اسی روز ان کی خلقت ہوئی اور اس میں ذکر و فکر کے لیے اجتماع ہوتا ہے وغیرہ۔

معلوم ہوگیا جس روز اللہ کی طرف سے خصوصی نعمتیں ملیں وہ دن عید کہلاتا ہے جب بھی وہ دن لوٹ کر آئے، مسلمان اس دن خوشی کرتے ہیں اسی لیے جمعہ عید ہے تو وہی سوال پھر سے ذہنوں میں گھوم جاتا ہے کہ جس نبی کی آمد کے صدقے میں یہ ساری نعمتیں حاصل ہوئیں اس نبی کی اپنی آمد سے بڑھ کر کون سی نعمت ہے اسی لیے تو اللہ نے اس نعمت پر احسان جتلاتے ہوئے فرمایا:

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً۔

اور اس نعمت عظمیٰ کے حصول کا دن یعنی بارہ ربیع الاول کیوں عید کا دن نہیں ہے۔

② حج کا دن یعنی یوم عرفہ بھی مسلمانوں کی عید ہے

ارشاد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

عن طارق بن شهاب قال جاء رجل من اليهود الى عمر فقال يا امير المومنين اية فى كتابكم تقرء و نهالو علينا نزلت معشر اليهود لا تخذنا ذٰلك اليوم عيدا قال واى آية. فقال اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتى و رضيت لكم الاسلام دينا. فقال عمر انى لاعلم اليوم الذى نزلت فيه و المكان الذى نزلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم بعرفات فى يوم جمعة.

(مسلم شریف جلد ۲، ص ۴۳۰ کتاب التفسیر) (بخاری شریف (باختلاف یسیر) جلد ۲ ۶۶۳ کتاب التفسیر سورۃ المائدۃ)

ترجمہ: طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگا، اے امیر المومنین! آپ لوگوں (مسلمانوں) کی کتاب میں آیت ہے جسے آپ لوگ پڑھتے ہیں اگر وہ ہم یہودیوں پر اترتی تو ہم اس دن کو عید منایا کرتے آپ نے فرمایا کون سی آیت؟ کہنے لگا: یہ آیت الیوم اکملت لکم! یعنی آج کے دن میں (اللہ) نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں اور تمہارے لیے دین اسلام پر راضی ہو گیا۔ عمر

فاروق نے جواب دیا میں جانتا ہوں یہ آیت کس دن اور کہاں اتری۔
یہ آیت نبی ﷺ پر عرفات کے میدان میں جمعہ کے روز اتری تھی۔

حدیث کا متن اور ترجمہ تو صاف ہے مگر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہودی کے سوال اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جواب میں کیا باہمی مطابقت ہے؟ تو تعلق یہ ہے کہ آپ نے اسے جواب دیا۔ اے یہودی! جس دن یہ آیت ہم پر اتری ہم اس دن دو عیدیں کر رہے تھے اور اس دن دو عیدیں تھیں جمعہ کا دن بھی عید تھا اور حج کا دن بھی عید، چنانچہ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

شرح نووی

و مراد عمر رضی الله عنه انا قد اخذنا ذالك اليوم عيدا من وجهين فانه يوم عرفة و يوم جمعة و كل واحد منهما عيد لاهل الاسلام۔

(شرح نووی جلد ثانی ص ۴۲۰، کتاب التفسیر)

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ جس دن یہ آیت اتری اس دن کو ہم دو طرح سے عید کے طور پر مناتے ہیں، کیونکہ وہ جمعہ کا دن تھا اور عرفات کا دن، اور یہ دونوں اہل اسلام کی عیدیں ہیں۔

فتح الباری

و قد تقدم فی كتاب الايمان بيان مطابقة جواب عمر للسوال لانه مسئلة عن اتخاذه عيدا فاجاب بنزولها بعرفة يوم الجمعة و محصله ان فی بعض الروايات و كلاهما بحمد الله لنا عيد... و التنصيص

على ان تسمية يوم عرفة يوم عيد يغني عن هذا التكلف. (فتح الباری جلد ۸، ص ۲۱۸ کتاب التفسیر سورۃ المائدہ)

ترجمہ: کتاب الایمان میں گذر چکا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جواب یہودی کے سوال کے کیونکر مطابق ہے وجہ یہ ہے کہ یہودی نے اس آیت کے یوم نزول کو عید قرار دیا۔ آپ نے فرمایا یہ آیت حج کے دن جمعہ کے روز نازل ہوئی، بلکہ بعض روایات میں تو حضرت عمر کے یہ صریح الفاظ موجود ہیں کہ فرمایا یہ (حج اور جمعہ کا دن) دونوں بحمد اللہ ہمارے لیے عید ہیں، اور ایسی صریح نص کے بعد جمعہ اور حج کے دنوں کو عید قرار دینے کے لیے کسی تکلیف کی ضرورت نہیں رہتی۔

مذکورہ روایات اور ان کی شروح سے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ جمعہ کا دن بھی مسلمانوں کی عید ہے اور یہ فیصلہ نبی ﷺ صحابہ کرام اور علماء امت کا ہے جس سے انکار نا ممکن اور گمراہی ہے اسی طرح حج کا دن یعنی ۹ ذی الحج بھی اہل اسلام کی عید ہے اور یہ فیصلہ تاجدارِ قصر عدالت امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اب اس کے مقابلہ میں دیوبندی اور اہل حدیث مولویوں کا فتویٰ دیکھو کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں تیسری کوئی عید نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اسلام میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے علاوہ تیسری عید یعنی جمعہ نبی ﷺ اللہ نے پیدا کی اور چوتھی عید یعنی ۹ ذی الحج حضرت عمر نے قرار دی بتلاؤ کس کس پر تمہارے فتوے کی زد پڑتی ہے۔ ؎

شرم تم کو مگر تم کو آتی نہیں

قارئین آپ پہ یہ بھی واضح ہو چکا کہ جمعہ، حج کا دن عید الفطر اور عید الاضحیٰ،

صرف اس لیے عیدیں ہیں کہ ان میں اہل اسلام پر بڑی بڑی نعمتوں کا نزول ہوا جب کہ ۱۲ ربیع الاول شریف کو وہ نبی آیا جس کی طفیل ساری نعمتیں ملی ہیں جس نے ذلت میں پڑی ہوئی انسانیت کو اوج ثریا پر پہنچا دیا تو کیا اس کی آمد کا دن اہل اسلام کی عید نہیں۔

③ اللہ کی بڑی نعمتوں کے حاصل ہونے والا دن قوم کا بطور عید منانا

ارشاد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پہلے باب میں گزر چکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو یہود کو ۱۰ محرم کے دن روزہ رکھتے پایا حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

مسلم شریف

عن ابی موسیٰ قال کان یوم عاشوراء یعظمه الیهود تتخذه عیدا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم صوموه انتم و عن ابی موسی قال کان اهل خیبر یصومون یوم عاشوراء یتخذونه عیدًا و یلبسون نسائهم فیه علیهم و شارتهم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم فصوموه انتم۔

(مسلم شریف جلد اول ص ۳۵۹ باب صوم عاشوراء)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ۱۰ محرم کے دن کی یہود کی تعظیم کیا کرتے اور اسے بطور عید منایا کرتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے مسلمانو! تم بھی اس دن روزہ رکھا کرو، اور حضرت ابو

موسیٰ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ اہل خیبر (یہود) عاشورہ کے دن روزہ رکھا کرتے اور اسے بطور عید منایا کرتے تھے ان دن ان کی عورتیں زیورات اور زر برق لباس پہنا کرتی تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مسلمانو!) تم بھی اس دن روزہ رکھا کرو۔

حاشیہ ابو الحسن سندی علی مسلم

قوله يعظمه تتخذه عيدا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم صوموه انتم اى قال للصحابة صوموه انتم ايضا للموافقة۔

ترجمہ: حدیث کے جو یہ الفاظ ہیں کہ یہود عاشورا کو عید مناتے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی اس دن روزہ رکھو اس کا مقصد یہ ہے کہ یہود کو عید منانے میں تم بھی موافقت کرو اور روزہ رکھو (یعنی جس انداز میں یہود یہ عید مناتے ہیں تم بھی مناؤ!)

مجمع الزوائد

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عاشوراء عيدا نبى كان قبلكم فصوموه انتم۔

(مجمع الزوائد باب صوم عاشوراء ۱۸۵، جلد ۳) (کنز العمال جلد ۸ کتاب الصوم ۵۷۲ اور ۵۷۵)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاشوراء یعنی ۱۰ ارمحرم تم سے پہلے آنے والے ایک نبی (موسیٰ علیہ السلام) کی عید کا دن ہے تم بھی اس دن روزہ رکھا کرو ۱۰ ارمحرم کیوں بطور عید منایا جاتا تھا؟

اس لیے کہ اس روز اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دی تھی جیسا کہ مسلم شریف جلد دوم ۳۵۹ پر حدیث کے صاف صاف الفاظ موجود ہیں کہ اس دن موسیٰ علیہ السلام نے بھی شکرانہ نعمت آزادی میں روزہ رکھا اور یہود بھی رکھتے آئے اور اس دن کو سالانہ عید منایا ہے۔ نبی ﷺ نے اس کی مخالفت کرنے کے بجائے ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو! یہ اللہ کے ایک نبی کی عید ہے اس میں تم بھی شرکت کرو اور تم بھی عید مناؤ۔

تو کس قدر صاف صاف معلوم ہو گیا کہ

۱۔ جس دن کسی قوم کو اللہ کسی بڑی نعمت سے نوازے وہ دن اس قوم کی عید کا دن ہوتا ہے لوگ اس میں خوشی کریں تو اللہ اور رسول ناراض ہونے کی بجائے خوش ہوتے ہیں۔

۲۔ اس دن عبادت کرنا چاہئے اور اسے عید کے لفظ سے تعبیر کرنا چاہئے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے اسے عید کے لفظ سے یاد فرمایا۔

جواب چہارم

اس اعتراض کا عقلی پوسٹمارٹم اور ایک کھلا چیلنج

جو لوگ عید میلاد النبی ﷺ کو بدعت کہتے ہوئے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام میں صرف دو ہی عیدیں ہیں عید فطر اور عید اضحیٰ تیسری کوئی عید نہیں ان سے خدا کے نام پر سوال ہے کہ تمہارے پاس اپنے دعوے پر کوئی دلیل تو ہوگی، کیونکہ دلیل کے بغیر تو کوئی دعویٰ قبول نہیں اور تم تو ایک اصول پیش کر رہے ہو جس کی مخالفت پر بدعت اور گمراہی کا فتویٰ بھی جاری کر رہے ہو ظاہر ہے ایسا اصول جس کی مخالفت گمراہی

گناہ کا ارتکاب ہو کسی ٹھوس بنیاد پر ہی ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے ہم پوچھتے ہیں:

۱- کیا قرآن کی کسی آیت میں ہے کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں اگر ہے تو براہ کرم وہ آیت دکھلاؤ کس سورۃ اور کس پارہ میں ہے مگر خدا کی قسم ایسی کوئی آیت تم نہیں لا سکتے۔ بلکہ قرآن میں تو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے عید ہونے کا لفظ بھی کہیں موجود نہیں چہ جائیکہ تمہارا ذکر کردہ اصول موجود ہو بلکہ قرآن میں تو ہر نعمت کے حاصل ہونے والے دن کو عید لکھا ہے۔

۲- اگر قرآن نہیں تو نبی ﷺ کا ارشاد ہی پیش کرو کوئی ایک حدیث صحیح پیش کرو جس کے الفاظ یہ ہوں کہ مسلمانوں کی عیدیں صرف دو ہیں تیسری کوئی عید نہیں، مگر ہمارا دعویٰ ہے کہ قیامت تک سارے دیوبندی وہابی مل کر بھی ایسی حدیث پیش نہیں کر سکتے بلکہ حدیث میں تو کئی عیدیں لکھی ہیں۔

۳- جب قرآن اور حدیث میں تمہارا یہ اصول کہیں موجود نہیں تو کیا شریعت تمہارے گھر کی لونڈی کا نام ہے کیا تم صاحب شریعت رسول ہو کہ خود ہی ایک اصول قائم کرو اور اس کی مخالفت کرنے والوں کو خود ہی گمراہ اور بددین بلکہ لعنتی تک کہتے پھرو۔ اگر تم رسول ہو تو بھی اسکا اعلان کرو خود کو خدا سمجھتے ہو تو بھی واضح کرو تا کہ تم پر مرتد ہونے کا فتویٰ جاری کیا جا سکے۔

۴- اگر تمہارے پاس لغت کی کسی کتاب کا حوالہ ہے تو دکھلاؤ اس کے الفاظ یہ ہونے چاہئیں کہ عید کا لفظ صرف دو دنوں پر بولا جاتا ہے یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ پر۔ مگر ہمارا دعویٰ ہے کہ ساری عربی لغت میں کہیں یہ الفاظ نہ ملیں گے بلکہ پیچھے ہم کتب لغت سے حوالہ جات لکھ چکے ہیں کہ کسی قوم کی اجتماعی خوشی کا بار بار آنے والا دن اس قوم کی عید کا دن ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ

اگر تم لغت کی کسی کتاب سے اپنے دعویٰ کے الفاظ دکھا بھی دو تو بھی اس سے کچھ نہیں بنتا، کہاں تمہارا دعویٰ ہے کہ تیسری عید ماننے والا گمراہ بلکہ لعنتی ہے۔ حالانکہ لغت کی ایک عبارت کا منکر گمراہ اور لعنتی تو نہیں ہوتا اگر ہوتا ہے تو ثابت کرو، یہ بھی ہم ایک مفروضہ کے طور پر کہہ رہے ورنہ ایسی کوئی عبارت لغت کی کسی کتاب سے کوئی ماں کالال دکھا سکتا ہی نہیں۔

جواب پنجم

ہر دور کے علماء وفقہاء نے یوم میلاد النبی ﷺ کو عید قرار دیا

علامہ سید احمد عابدین رحمۃ اللہ علیہ دمشقی متوفی ۱۳۲۰ھ کا ارشاد

فرحم الله امراء اتخذ ليالى شهر مولده المبارك اعيادًا فانه اذا لم يكن من ذلك فائدة الا كثرة الصلوة و التسليم عليه لكفى و فضلهما لا يخفى و الله اعلم بالمرام انما الاعمال بالنيات.

(جواہر البحار جلد ۳، ص ۳۴۱ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرمائے جس نے نبی ﷺ کے میلاد مبارک کی راتوں کو بطور عید منایا، کیونکہ اگر اسے ان راتوں میں کثرت صلوٰۃ وسلام کے سوا کچھ اور حاصل نہ بھی ہوا تو یہ عمل بھی اس کے لیے کافی ہے کیونکہ اللہ نیتوں سے واقف ہے اور اعمال کا مدار نیت پر ہے۔

سید المحدثین امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۲۳ھ کا ارشاد

و مما جرب من حواصه انهٔ امان فی ذلك العام و بشریٰ عاجلة لنیل البغیة و المرام فرحم الله امرًا اتخذ لیالی شهر مولدہٖ اعیادًا۔

ترجمہ: جشن میلاد النبی ﷺ کی تجربہ شدہ برکات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ عمل سارا سال باعث خیریت و عافیت بھی ہوتا ہے اور اخروی نجات کی پیش گوئی تھی۔ تو اس شخص پہ اللہ رحم کرے جو میلاد النبی کی راتوں کو عید کی راتیں بنائے۔

امام المحققین شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ نے بھی ماثبت بالسنۃ میں یہی الفاظ ارشاد فرمائے ہیں۔

امام ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ کے رسالہ المولد الشریف سے پیچھے ہم عبارت نقل کر آئے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ مصر یمن شام اور تمام ممالک مشرق و مغرب میں اہل اسلام ماہ ربیع الاول میں خوشی مناتے ہیں غسل کرتے بہترین لباس پہنتے مختلف زینتیں کرتے خوشبو اور سرمہ لگاتے اور میلاد سننے پر بڑا اہتمام کرتے ہیں۔ ۱۲

اسی طرح سیرت حلبیہ جلد اول ص ۱۳۷ر کے حوالہ سے قدوۃ المحدثین امام سخاوی متوفی ۶۴۳ھ کا ارشاد ہم پیچھے لکھ آئے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہمیشہ سے اہل اسلام تمام اطرافِ عالم میں ماہ ربیع الاول کے آنے پر بڑی بڑی عظیم الشان دعوتیں کرتے، مختلف صدقہ و خیرات کرتے اور اظہار فرحت و مسرت کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھوانے کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ ۱۲

اب ظاہر ہے جس دن سے مسلمان خوشی کریں عمدہ کپڑے پہنیں، خوشبو اور

سرمہ لگائیں۔ طرح طرح سے صدقہ وخیرات کریں، بڑی بڑی دعوتیں کریں اور میلاد شریف پڑھوانے کا اہتمام کریں اسے ہم عید میلاد النبی نہ کہیں تو کیا کہیں، پتہ چلا عید میلاد النبی آج نہیں ہمیشہ سے مسلمانوں میں چلی آرہی ہے اگر کوئی اب بھی سورج کو سیاہ کہتا پھرے تو اس کی مرضی۔

نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہیں

خدا نے نبی ﷺ کی آمد کو قرآن میں متعدد جگہ اپنا احسان قرار دیا ہے

لقد من اللہ علی المومنین اذا بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلو علیھم آیاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب و الحکمة و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ (سورۃ النساء آیت: ۱۶۴)

ترجمہ: تحقیق اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ جب ان میں انہی میں سے رسول بھیج دیا جو ان پر اللہ کی آیات پڑھتا ہے انہیں پاک کرتا اور کتاب وحکمت سکھلاتا ہے اگرچہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔

معلوم ہوا نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو بھیجی ہوئی اتنی عظیم نعمت ہیں کہ خدا تعالیٰ یہ نعمت دے کر خود فرما رہا ہے کہ میں نے اپنے رسول جیسی نعمت دے کر لوگوں پر بہت ہی بڑا احسان کیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم اور کئی جگہ اپنے رسول کی آمد کا ذکر کر کے مسلمانوں پر احسان جتلایا ہے۔ دیکھئے:

هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ

كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۙ﴿۲﴾ (سورۃ الجمعہ ۲)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت سکھلاتا ہے اگرچہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ ﴿۹﴾

(سورۃ الصف، آیت: ۹)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اسے ہر دین پر غالب کر دے اگر چہ یہ بات کافروں کو ناگوار ہی گذرے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمُ الرَّسُوۡلُ بِالۡحَقِّ مِنۡ رَّبِّكُمۡ فَاٰمِنُوۡا خَیۡرًا لَّكُمۡ ؕ وَاِنۡ تَكۡفُرُوۡا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیۡمًا حَكِیۡمًا ﴿۱۷۰﴾

(سورۃ النساء، آیت: ۱۷۰)

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سچائی لے کر رسول آگیا ہے تم ایمان لاؤ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر نہ مانو گے تو اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔

ان تین آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف یوں کروایا ہے کہ اے لوگو! میں وہ اللہ ہوں جس نے تمہیں ایسا رسول عطا فرمایا ہے جو تمہیں سچائی کی دولت بانٹتا ہے

تمہیں پاک کرتا ہے تمہیں علم وحکمت کے خزانے دیتا ہے، تو یہ آیات اس امر پر نص ہوئیں کہ اللہ نے اپنے رسول کو ایک بہت بڑی نعمت قرار دے رہا ہے اور اپنا احسان جتلا رہا ہے۔

سب انبیاء اللہ کی بڑی نعمتیں تھے

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾ (سورۃ المائدہ، ۲۰)

ترجمہ: اور یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اے میری قوم تم پر جو اللہ کی نعمت ہے اسے یاد کرو، جب اللہ نے تم میں نبی بھیجے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں وہ کچھ دے دیا جو جہانوں میں سے کسی کو نہیں دیا گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کریم میں متعدد جگہ نعمت قرار دیا ہے

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۗ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

(سورۃ البقرہ، آیت: ۱۵۰، ۱۵۱)

ترجمہ: تو تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو، اور تاکہ میں تم پر اپنی نعمت تمام کر دوں اور تاکہ تم ہدایت پاؤ جیسا کہ ہم نے تم میں رسول بھیجا جو

تمہیں میں سے ہے تم پر ہماری آیات پڑھتا ہے تمہیں پاک کرتا اور
کتاب وحکمت سکھلاتا ہے اور وہ کچھ سکھلاتا ہے جو تم نہیں جانتے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت کے تمام ہونے کی مثال یہ دی ہے کہ اللہ نے لوگوں میں اپنے رسول کو بھیجا جو انہیں پاک کرتا اور کتاب وحکمت سکھلاتا ہے ایسی مزید کئی آیات ہیں جن میں مفسرین کرام نے لفظ نعمت سے نبی ﷺ کی ذات مراد لی ہے، ہم ان میں سے ایک دو آیات پیش کرتے ہیں۔

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۸﴾ (سورۃ النحل، آیت:۱۸)

ترجمہ: اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمت شمار کرنا چاہو تو نہیں شمار کر سکتے بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مواہب لدنیہ میں حضرت سہل بن عبداللہ تستری سے یہ روایت کی ہے کہ فرمایا وہ نعمت نبی ﷺ کیونکہ آپ نعمت عظمیٰ ہیں آپ رحمۃ للعالمین ہیں اور اس کے طفیل ساری نعمتیں اور فوائد حاصل ہوئے جو شمار سے خارج ہیں۔

يَعۡرِفُوۡنَ نِعۡمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنۡكِرُوۡنَهَا وَاَكۡثَرُهُمُ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۸۳﴾ (سورۃ النحل، آیت:۸۳)

ترجمہ: اللہ کی نعمت کو پہنچانتے ہیں پھر اس کا انکار کرتے ہیں اور اکثر کافر ہیں۔

اس کی تفسیر یہ ہے جو علامہ ابوجعفر ابن جریر طبری نے روایت بیان کی چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

و کان تبدیلھم نعمۃ اللہ کفروا فی بنی اللہ محمد صلی

الله علیه وسلم انعم الله به علی قریش فاخرجه منهم۔ (تفسیر جامع البیان علامہ ابن جریر طبری جلد ۷، ص ۱۴۵)

ترجمہ: اللہ کی نعمت تبدیل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کا انکار کیا جن کے صدقہ میں اللہ نے قریش پر نعمتیں نازل کیں مگر انہوں نے آپ کو مکہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

و ای نعمة اعظم من بروز هذا النبی بنی الرحمة فی ذلك الیوم و علی هذا فینبغی ان یتحری الیوم بعینه حتی یطابق قصة موسیٰ فی یوم عاشوراء۔

(حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۲۳۷ مطبوعہ بیروت) (الحاوی للفتاوی جلد اول ص ۱۹۶)

ترجمہ: اس دن (بارہ ربیع الاول) میں نبی ﷺ نبی رحمت کے دنیا میں جلوہ گر ہونے سے بڑھ کر اور کون سی نعمت ہو سکتی ہے اس لیے چاہیے کہ آپ کی خوشی کرنے کے لیے یہی دن مقرر کیا جائے تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یوم عاشورا سے پوری مطابقت ہو جائے۔

علامہ حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

فان اعظم نعم الله علی هذه الامة اظهار محمد صلی الله علیه وسلم لهم و بعثته و ارساله الیهم کما قال الله تعالیٰ لقد من الله علی المومنین اذ بعث

فیھم رسولا منھم انفسھم فان النعمة علی الامة
بارساله منھم انفسھم فان النعمة علی الامة
بارساله صلی اللہ علیه وسلم اعظم من النعمة
علیھم بایجاد السماء و الارض و الشمس و القمر و
الریاح و اللیل و النھار و انزل المطر و اخراج
النبات وغیر ذالك.

ترجمہ: اس امت پر اللہ کی سب نعمتوں سے بڑھ کر یہ نعمت ہے کہ نبی ﷺ
ان کے لیے پیدا کر دیے گئے اور ان کی طرف بھیج دیے گئے جیسا کہ
اللہ کا ارشاد ہے۔ لقد من اللہ الخ کیونکہ اس امت کے لیے آپ کو
بھیجا جانا ان سب نعمتوں سے بڑھ کر ہے کہ ارض و سماء شمس و قمر
ہوائیں شب و روز بارش اور نباتات کو پیدا کیا گیا، وغیرہ۔

حاصل کلام

روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ہر صدی کے علماء و فقہاء ہمیشہ سے نبی ﷺ
کے میلاد کے دن کو عید قرار دیتے آئے ہیں اور ان کے روشن فتوی آپ نے ملاحظہ
فرما لیے۔ تو کیا خیال ہے آج کل کے ان جاہل دیوبندی اور وہابی ملاؤں کا ان فقہاء و
علماء منجملہ حضرت امام شافعی امام رازی امام جلال الدین سیوطی علامہ ابن حجر مکی اور
علامہ قسطلانی رحمہم اللہ کے بارہ میں یہی ہستیاں تو سرمایہ اسلام ہیں۔ انہی کے توسط سے
آج ہمیں دین کی معرفت ملی ہے،

اعتراض ہفتم

عید میلاد النبی کنہیا کے جنم دن اور عیسائیوں کے بڑے دن کے مشابہ ہے

کنہیا ہندوؤں کے ایک اوتار کو کہتے ہیں جس کا نام شری کرشن جی کہا جاتا ہے ہندوؤں کے بقول وہ انسانی روپ میں خدا تھا۔ چنانچہ ہندو اس کی پیدائش کا دن مناتے ہیں، جب کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے دن جشن بپا کرتے ہیں جسے کرسمس کا نام دیا جاتا ہے اور ہندوستان میں اسے بڑے دن سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا بڑی شخصیات کا دن منانا اور اصل کافرانہ رسم ہے، عیسائیوں اور ہندوؤں کی سنت ہے۔ جو مسلمانوں نے اپنا کر کافروں سے مشابہت کی ہے، اس لیے اس مشابہت کی بنا پر عید میلاد النبی ﷺ ناجائز ٹھہرتی ہے۔ اسے بند کر دینا چاہیے چنانچہ دیوبندی گروہ کے ایک بہت بڑے سرخیل مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب لکھتے ہیں:

> "پس یہ ہر روز اعاد ولادت کا تو مثل ہنود کے، کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے کہ نقل شہادت اہل بیت کرتے ہر سال کرتے ہیں، معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم وحرام وفسق ہے۔

(براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ص ۱۴۸)

سانگ کا معنی ہے مشابہت، یعنی ہر سال نبی کریم ﷺ کی ولادت کے دن خوشی کرنا مشابہت ہے ہندوؤں کے اس فعل کی کہ وہ اپنے اوتار کنہیا کے جنم دن

میں ہر سال خوشی کرتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ عید میلاد النبی ﷺ ایک کافرانہ رسم ہے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

جواب اول

مشابہت کا دعویٰ بے بنیاد ہے

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ دیوبندی وہابی علماء کہتے ہیں عید میلاد النبی ﷺ کنہیا کے جنم دن سے مشابہ ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کس چیز میں مشابہ ہے اور عید میلاد النبی ﷺ کی مشابہت کنہیا کے جنم دن سے کس چیز میں ہے؟

۱- کیا جس تاریخ کو ہندو کنہیا کا جنم دن مناتے ہیں اسی تاریخ میں مسلمان بھی عید میلاد النبی ﷺ کی خوشی کرتے ہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو ثابت کرو اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر کس چیز میں مشابہت ہے عید میلاد کی کنہیا کے جنم دن سے؟

۲- کیا کنہیا کے جنم دن میں جو افعال ہندو کرتے ہیں مسلمان بھی عید میلاد میں وہی افعال بجالاتے ہیں؟ (۱) ہندو تو اس دن کنہیا کی مورتیوں کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں، جب کہ مسلمان عید میلاد میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں (۲) ہندو اس دن بت خانے آباد کرتے ہیں جب کہ مسلمان اللہ کا گھر مسجد آباد کرتے ہیں (۳) ہندو اس دن اپنے خداؤں کو یاد کرتے ہیں جب کہ مسلمان ۱۲ ربیع الاول کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کر کے کفر کی بنیادیں دہلاتے اور لرزا دیتے ہیں، تو پھر عید میلاد النبی ﷺ کی مشابہت کنہیا کے جنم دن سے کس چیز میں ہے؟

۳- کیا اس کے علاوہ کوئی ایسی چیز ہے جس میں مذکورہ مشابہت کا دعویٰ کیا ہے؟ اگر نہیں تو پھر کس چیز میں مشابہت ہے؟

۴- ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ محض اس بات میں مشابہت ہے کہ ہندو بھی اپنے بڑے خدا کا جنم دن مناتے ہیں اور مسلمانوں نے بھی نبی ﷺ کا جنم دن منانا شروع کر دیا، بس اسی چیز میں مشابہت ہے تو ہم کہتے ہیں کہ صرف اتنی سی مشابہت اور اشتراک کا باعث ملامت ہونا قرآن و حدیث یا فقہ کی کونسی جزئی میں ہے بلکہ دیکھیے ہم کھانا کھاتے ہیں اور کافر بھی تو کیا صرف اتنی مشابہت کی وجہ سے مسلمانوں کے لیے کھانا مکروہ ہو جائے گا، نہیں بلکہ کھانا اس وقت مکروہ ہوگا جب ہم کفار کے طریقہ پر کھانا کھائیں گے تو ان کا طریقہ اپنانا مکروہ ہے خود کھانا مکروہ نہیں اسی طرح ہم بھی لباس پہنتے ہیں اور کافر بھی، تو کیا صرف اتنی سی مشابہت کی بنا پر ہمارے لیے لباس پہننا مکروہ ہو جائے گا؟ پھر تو ہمیں ننگا رہنا چاہیے تاکہ کفار سے تشبیہ پیدا نہ ہو۔ نہیں بلکہ کفار کے طریقہ پر یا ان جیسا لباس پہننا مکروہ ہے، تو دراصل کفار کا طریقہ اپنانا مکروہ ہے خود لباس مکروہ نہیں

اسی طرح اپنے نبی ﷺ کا میلاد مسلمان بھی مناتے ہیں اور اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد عیسائی بھی مناتے ہیں مگر صرف اتنی سی بات مشابہت کی بناء پر میلاد منانا مکروہ نہ ہوگا جب تک ہم عیسائیوں اور ہنود کے طریقے پر میلاد نہ منائیں گے، کیونکہ جس طرح محض کپڑے پہننے سے کفار کی مشابہت لازم نہیں آتی محض کھانا کھانے سے کفار کی مشابہت لازم نہیں آتی اسی طرح محض میلاد منانے سے کفار کی مشابہت کا طعنہ مسلمانوں کو دینا نری جہالت ہے بلکہ

ہم ایسا اعتراض کرنے والے دیوبندی اور اہل حدیث علما سے سوال کرتے ہیں کہ اگر اتنی ساری مشابہت وجہ ممانعت بنتی ہے تو پہلے کھانا کھانا بند کریں، کیونکہ یہ مشابہت اس میں بھی ہے اور کپڑے پہننا بھی ترک کرکے ننگے پھرا کریں کیونکہ اس میں مشابہت ہے، کیا اعتراض کرنے کے لیے صرف عید میلاد النبی ﷺ ہی رہ گئی ہے؟ ؎

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

جواب دوم

معمولی تغیر سے مشابہت ختم ہو جاتی ہے

دیوبندی کہتے ہیں عید میلاد النبی ﷺ کی کنہیا کا جنم دن منانے کے ساتھ مشابہت اور تشبیہ ہے۔ حالانکہ آپ پیچھے پڑھ چکے کہ نہ دونوں کا وقت ایک ہے، نہ طریقہ ایک ہے نہ کرنے والے ایک ہیں مگر منکرین کو ابھی تک مشابہت نظر آتی ہے۔ آئیے حدیث مصطفیٰ ﷺ سے فیصلہ کروا لیتے ہیں کہ ایک کام کی دوسرے کام سے مشابہت کب تک باقی رہتی ہے اور کب ختم ہو جاتی ہے۔ نبی ﷺ نے مدینہ طیبہ آکر دیکھا یہود ۱۰ر محرم یعنی عاشوراء کے روز روزہ رکھتے ہیں، آپ نے بھی روزہ رکھنا شروع کر دیا اور یہ آپ نے یہود کو اپنے قریب لانے کے لیے کیا تھا مگر یہود کی مخالفت میں کمی نہ آئی تب آپ نے فرمایا: اے مسلمانو! ۱۰ر محرم کے ساتھ ۹ر یا گیارہ محرم کو بھی روزہ رکھا کرو، تاکہ یہود پر واضح ہو جائے کہ ہم ان کی مشابہت نہیں کرتے بلکہ اپنے طور ایک مستقل کام کرتے ہیں یہ ہم مسلمانوں کا ایک اپنا عمل ہے،

معلوم ہوا تھوڑی سی تبدیلی اور تغیر کے ساتھ مشابہت ختم ہو جاتی ہے آئیے حدیث دیکھئے:

مسند احمد بن حنبل

و عنه رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صوموا یوم عاشوراء و خالفوا فیه الیهود و صوموا قبله یوما او بعده یومًا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۱۰ ص ۱۸۹)

ترجمہ: حضرت حکم بن اعرج سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: عاشوراء کے دن روزہ رکھو مگر یہود کی مخالفت کرتے ہوئے ایک دن اس سے پہلے یا بعد بھی روزہ رکھو۔

یہ حدیث سنن بیہقی سنن ابی داؤد اور صحیح مسلم کے اندر بھی موجود ہے چونکہ سردست ہمارے سامنے مسند احمد موجود تھی اس لیے اسی کے حوالہ پر اکتفا کر رہے ہیں بلکہ مسلم شریف کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ بعض لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس دن کی تعظیم یہود و نصاریٰ کرتے ہیں فرمایا: آئندہ سال ان شاء اللہ ہم ۹ محرم کا روزہ بھی رکھیں گے مگر آئندہ سال کا محرم آپ نے نہ پایا اور دنیا سے تشریف لے گئے۔

حاصل کلام

یہ ہے کہ بعض لوگوں کے یہ کہنے پر کہ ۱۰ ار محرم کی تعظیم تو کفار کرتے ہیں (ہمیں اس دن روزہ نہیں رکھنا چاہئے) نبی ﷺ نے ۱۰ ار محرم کا روزہ نہیں چھوڑا بلکہ ساتھ ایک روزہ اور بڑھا دینے کا حکم دے دیا اور حال یہ تھا کہ یہود و نصاریٰ پہلے سے ۱۰ ار محرم کو روزہ رکھتے چلے آرہے تھے نبی ﷺ نے بعد میں انہیں دیکھ کر یہ خیال کیا کہ

اچھا کام اگر کفار بھی کرتے ہوں تو اسے اپنا لینا چاہیے۔ اس میں مشابہت کا کھٹکا دل میں نہیں لانا چاہیے. آپ نے بھی ۱۰ رمحرم کو روزہ رکھنا شروع کر دیا۔ اب یہاں سے دو مسئلے معلوم ہو گئے۔

۱۔ تھوڑی سی تبدیلی کر لینے سے کفار سے مشابہت ختم ہو جاتی ہے جب کہ گنہیا کے جنم دن اور عید میلاد النبی ﷺ میں زمین و آسمان بلکہ دن اور رات کا فرق ہے نہ ان کا وقت ایک ہے نہ حقیقت ایک ہے نہ کیفیت ایک ہے نہ فاعل ایک ہے نہ کوئی اور چیز ایک اس کے باوجود دیوبندیوں وہابیوں کو مشابہت کا اعتراض کرنے سے کچھ شرم و حیا مانع نہیں آتی۔ فالی اللہ المشتکٰی۔

جواب سوم

کفار سے مشابہت کہاں وجہ حرمت و کراہت بنتی ہے اور کہاں نہیں

> پہلا ضابطہ: کفار کے عمل سے مشابہت رکھنے والا کوئی کام تب ناجائز ہوتا جب وہ شرعاً مذموم ہو یا محض کفار کی اتباع کرنے اور ان جیسا بننے کے لیے کیا گیا ہو

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ بہت سے ایسے کام ہیں جو اہل اسلام بھی کرتے ہیں اور کافر بھی۔ مگر بعض کاموں پر مسلمان قوم کو ملامت کی جاتی ہے بعض پر نہیں، کھانا کافر بھی کھاتے ہیں اور مسلمان بھی کپڑے وہ بھی پہنتے ہیں ہم بھی، نئی نئی ایجادات جو بھی کافر اقوام نے کی ہیں جیسے ہوائی جہاز کا سفر کاروں پر سواری وغیرہ انہیں غیر مسلم

بھی استعمال کرتے ہیں اور مسلم بھی، جس پر کبھی یہ اعتراض نہیں کیا گیا کہ اہل اسلام کفار کی ایجادات کو اپنا کر کفار کی مشابہت کرتے ہیں۔ ان جیسی سواریاں کرتے ہیں ان جیسا طریقہ علاج اپناتے ہیں مگر ساتھ ہی کچھ ایسے کام بھی ہیں جو اہل اسلام کے لیے قابل اعتراض ٹھہرائے جاتے ہیں۔ مثلاً انگریزوں کو دیکھ کر مسلمانوں نے مردوں عورتوں نے ان جیسا لباس پہننا شروع کر دیا، انہیں دیکھ کر داڑھیاں منڈوا دیں۔ انہیں دیکھ کر اپنے سر کے بالوں کا سٹائل انگریزی اپنا لیا جس کی وجہ سے مسلمان عورتوں میں عریانی پھیلی اسلامی پردہ ختم ہوا اور نہ جانے کیا کیا قباحتیں پیدا ہوئیں، جن پر علماء دین کو سخت اعتراض ہے۔ اب نئی روشنی کے متوالے اور دین سے بے بہرہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مولوی طبقہ کو صرف انگریزی لباس پر ہی اعتراض ہے انگریزی دواؤں پر کیوں اعتراض نہیں انگریزی مراکب (سواریوں) پر کیوں اعتراض نہیں اگر انگریزی لباس صرف اس لیے ممنوع ہے کہ اس سے کفار کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہے تو کیا دیگر ایجادات اپنانے سے مشابہت نہیں پیدا ہوتی؟ اس اعتراض کا جواب آج سے کئی صدیوں پہلے دینی علماء نے بڑے احسن طریقہ سے دے دیا تھا جو آج بھی ہمیں اس مخمصے سے نکال سکتا ہے۔

چنانچہ انہوں نے یہ جواب دیا کہ کفار سے ملتے جلتے اہل اسلام کے وہ کام ممنوع ہیں اور مشابہت اس جگہ باعث ممانعت بنتی ہے جب ان کے کرنے سے کسی حکم اسلام کی مخالفت لازم آئے یعنی وہ کام شرعاً مذموم ہو یا مسلمان لوگ انہیں صرف اس لیے کریں کہ ہماری کفار سے مشابہت ہونی چاہیے اور ہمیں ان جیسا بننا چاہیے۔ اب انگریزی دوائیاں استعمال کرنے یا غیر مسلموں سے علاج کروانے اور غیر مسلم ایجادات کو استعمال کرنے سے نہ کوئی شرعی احکام کی مخالفت لازم آتی ہے اور نہ ان

میں کفار جیسا بننے اور محض ان کی مشابہت قائم کرنے کا ارادہ ہوتا ہے اس لیے ان میں کوئی حرج نہیں جب کہ انگریزی لباس میں اسلامی پردے کے احکامات کی مخالفت بھی ہے اور یہ لباس صرف انگریز کی دیکھا دیکھی شروع کیا گیا ہے اور اس میں غلامانہ ذہنیت کارفرما ہے۔ آئیے اب اس کے دلائل بھی سن لیں۔

دلیل اول

نماز پڑھاتے ہوئے امام کو قرآن سے دیکھ کر پڑھنا جائز نہیں اس طرح نماز نہیں ہوتی، لیکن یہاں ایک فقہی مسئلہ ہے۔ وہ یہ کہ اگر امام حافظ ہے اس کے باوجود نماز میں قرآن کریم سے دیکھ کر پڑھتا ہے تاکہ برکت مزید حاصل ہو پڑھتا ہے وہ اپنے حفظ کی بناء پر دیکھنے کی وجہ سے نہیں، امام ابو یوسف اور امام محمد نے فرمایا پھر بھی اس کی امامت سے نماز مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہودی عیسائی لوگ ایسا کرتے ہیں اور اس میں کفار سے مشابہت لازم آتی ہے جب کہ دیگر فقہاء نے کہا ہے کہ ایسی صورت میں نماز بلا کراہت ہو جائے گی، کیونکہ حافظ امام نے اپنے حفظ کی بنا پر پڑھا ہے۔ رہی کفار سے مشابہت تو یہاں اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ نہ تو اس سے شرعی حکم کی یہاں مخالفت لازم آتی ہے اور نہ ہی کفار سے مشابہت کا ارادہ کیا گیا ہے اگر بلا ارادہ خود ہی مشابہت لازم آرہی ہے تو اس سے کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ چنانچہ اس کی فتوے کو اہل ترجیح نے راجح قرار دیا۔ دیکھئے درمختار:

(وھما بھا للتشبہ باھل الکتاب ای ان قصدہ فان التشبہ بھم لا یکرہ فی کل شئی بل فی المذموم و فیما قصدہ بہ التشبہ کما فی البحر۔)

(درمختار جلد اول ص ۶۲۴، کتاب الصلوۃ باب مایفسد الصلوۃ طبع مصر)

ترجمہ: صاحبین (امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کے ساتھ (یعنی کراہت کے ساتھ) نماز کا حکم دیا ہے، کیونکہ اس میں اہل کتاب کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔ صاحب درمختار کہتا ہے) اس سے مراد ہے کہ جب امام نے (اہل کتاب سے) مشابہت کا ارادہ کیا ہو کیونکہ ہر شے میں تو مشابہت مکروہ نہیں، بلکہ اس میں مکروہ ہے جو کام شرعاً مذموم ہو یا مشابہت کا ہی ارادہ کیا گیا ہو، جیسا کہ بحر الرائق میں ہے (گویا صاحب درمختار قول صاحبین کو ارادہ کراہت پر محمول کر کے ایک اچھی تاویل کر دی ہے۔)

البحر الرائق کی صاف عبارت

ثم اعلم ان التشبیه باهل الکتاب لا یکره فی کل شئ فانا فأکل نشرب کما یفعلون انما الحرام هو التشبه فیما کان مذمومًا و فیما یقصد به التشبیه کما ذکره قاضی خان فی الجامع الصغیر۔

(البحر الرائق جلد دوم، ص ۱۱، مطبوعہ مصر باب ما یفسد الصلوۃ)

ترجمہ: پھر یہ جان لو کہ اہل کتاب کے ساتھ ہر شئ میں تشبیہ مکروہ نہیں آخر ہم بھی کفار کی طرح کھاتے اور پیتے ہیں مشابہت تب حرام ہوتی ہے جب وہ شرعاً برے کاموں میں ہو یا مقصد ہی کفار سے مشابہت ہو جیسا کہ جامع صغیر میں قاضی خان نے ذکر کیا ہے۔

دوسرا ضابطہ: جو شئ کفار کا شعار ہو اُس میں مسلمانوں کو ان سے مشابہت کرنا مکروہ ہے

کئی ایسے کام ہیں جو بعض غیر مسلم اقوام کی مخصوص علامت اور شعار بن گئے ہیں جیسے سر پر جوڑا رکھنا اور کیس باندھنا سکھوں کی مخصوص پہچان ہے کوئی دوسری قوم ایسا نہیں کرتی۔ اب اگر کوئی مسلمان یہی شکل وصورت بنائے تو ظاہر ہے کہ وہ سکھوں ہی جیسا نظر آئے گا۔ گویا اس نے خود کو سکھ ہی ظاہر کیا۔

شرح فقہ اکبر کی واضح تر عبارت

فانا ممنوعون من التشبیه بالکفر و اهل البدعة المنکرة فی شعارهم لا منهیون عن کل بدعة و لو کانت مباحة سواء کانت من افعال اهل السنة او من افعال الکفرة و اهل البدعة فالمدار علی الشعار۔

(شرح فقہ اکبر (ملا علی قاری رحمہ الباری) ص ۲۲۸ طبع قدیم ہندوستان)

ترجمہ: بری بدعتوں اور کفر والے لوگوں سے ہمیں تشبیہ سے جو روکا گیا ہے تو ان کے شعار میں یہ نہیں کہ ہمیں ہر بدعت (نئی چیز) سے شرعاً روک دیا گیا ہے خواہ وہ اہل سنت کا کام ہو یا اہل کفر و بدعت کا اس لیے شعار پر مدار ہے۔

اس عبارت سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ جو بھی کام کفار کرتے ہوں اگر اسے مسلمان کرنا شروع کر دیں اسی طرح اہل بدعت شیعہ فرقہ وغیرہ کوئی کام کرتے

ہوں اور اسے اہل سنت بھی کریں تو مشابہت کی بنا پر ممانعت کا فتوی لازم نہیں آجاتا بلکہ اگر کوئی کام اہل کفر یا اہل بدعت کا مخصوص شعار اور علامت بن گیا ہو تو اسے اپنانا اہل اسلام اور اہل سنت کے لیے ممنوع اور مکروہ ہے۔

تیسرا ضابطہ: مسلمانوں کے کسی کام کی کفار سے بلا ارادہ مشابہت واقع ہو جائے تو وہ کام مکروہ ہر گز نہیں ہوتا

فتاویٰ دار العلوم دیوبند کی واضح ترین عبارت

حضرت امام ابو یوسف کا ارشاد در حقیقت مسئلہ تشبیہ کی دو صورتیں واضح کرنے کے لیے واقع ہوا جن میں سے ایک ناجائز اور دوسری جائز۔ کیونکہ اس جگہ دو چیزیں ہیں۔ ایک تو غیر اختیاری مشابہت و مشاکلت اور دوسری اختیاری طور پر کسی قوم یا شخص کی وضع اختیار کرنا، پہلی صورت کی مثال یہ ہے کہ ہر انسان کی صورت وشکل ناک نقشہ قد و قامت حرکت و سکون دوسرے سب انسانوں سے مشابہ اور ہم شکل ہے۔ اس میں کفار و فجار بھی شامل ہیں، جس طرح وہ کھانا کھاتے ہیں مسلمان بھی کھاتے ہیں جس طرح وہ کرتہ پاجامہ پہنتے ہیں یہ غیر اختیاری امر ہے یہ بلا خلاف جائز اور مباح ہے۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ ایک وضع یا کوئی لباس وغیرہ کسی خاص قوم کی علامت سمجھی جاتی ہو اب مسلمان اس کو اختیار کریں یہ تشبیہ میں داخل اور ناجائز ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند (امداد المفتین) ص ۲۴۱، جلد ۷/۸)

مولوی اسماعیل دہلوی وہابی کا اعتراف

وہابی نماز میں رکوع پر رفع یدین کرتے (ہاتھ اٹھاتے) ہیں اس پر

اعتراض کیا گیا کہ اس میں شیعوں سے مشابہت ہے اس لیے مکروہ ہے، تو مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے رسالہ اثبات رفع یدین میں اس کا جواب یہ لکھا کہ

(لا نتحوىٰ تشبه الفرق الضالة بل اتفقت الموافقة)

ترجمہ: یعنی ہم گمراہ فرقوں سے جان بوجھ کر مشابہت تو نہیں کرتے یہ تو اتفاق سے ایسا ہوگیا ہے (کہ وہ بھی ایسا کرتے تھے اور ہم نے بھی شروع کر دیا)

(بحوالہ انوار ساطعہ ص ۱۰۳، مطبوعہ اشرفی کتب خانہ اندرون دہلی گیٹ لاہور)

مذکورہ ضابطوں کی روشنی میں عید میلاد النبی کو کنہیا سے مشابہت کی وجہ سے ممنوع کہنے کی حیثیت

مذکورہ بالا تین عدد ضابطوں اور قوانین فقہیہ سے یہ امور ثابت ہوئے:

امر اول

کفار کے طرز عمل سے مشابہت رکھنے کی وجہ سے مسلمانوں کا کوئی عمل تب مکروہ اور ممنوع ہے جب وہ کسی شرعی حکم کی مخالفت کی وجہ سے شرعاً مذموم ہو۔ جیسے انگریزی لباس ہے۔

امر دوم

یا پھر مسلمانوں نے کوئی طرز عمل اس لیے اپنایا ہو کہ اس طرح ہمیں کفار سے مشابہت کرنا چاہیے اور ان جیسا بننا چاہیے۔ تب مسلمانوں کا وہ طرز عمل ممنوع ہوگا۔

امرِ سوم

جو کام یا لباس اہلِ کفر کی مخصوص علامت بن گیا ہو اسے اپنانا بھی مسلمانوں کے لیے جائز نہیں۔

امرِ چہارم

کوئی کام اہلِ اسلام اس لیے کرتے ہیں کہ اس کا ثبوت قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ مگر اتفاق سے دیکھنے میں یہ معلوم ہوا کہ اہلِ کفر بھی ایسے ہی کرتے ہیں مگر مسلمانوں نے انہیں دیکھ کر وہ کام شروع نہ کیا تھا۔ بلا ارادہ مشابہت قائم ہوگئی تو وہ کام بھی مسلمانوں کے لیے ممنوع نہ ہوگا جیسا کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے رفع یدین پر وارد اعتراض کا جواب دیا ہے۔

انصاف کرو

اب ہم دیوبندی سے سوال کرتے ہیں کہ تم نے یوم ولادت رسول ﷺ کے منانے کو اس لیے برا کہا ہے کہ اس کی مشابہت ہے اس بات سے کہ ہندو اپنے اوتار کنہیا کا جنم دن مناتے ہیں اور عیسائی بڑا دن مناتے ہیں تو کفار سے مشابہت کی وجہ سے عید میلاد النبی منانا ممنوع ہے بتلاؤ مذکورہ بالا امور میں سے کس امر کے تحت یہ مشابہت باعث کراہت و ممانعت بن رہی ہے۔

ا- کیا امرِ اول کے مطابق عید میلاد النبی ﷺ کے منانے سے کسی واضح شرعی حکم کی مخالفت لازم آتی ہے؟ آخر قرآن کی کس آیت یا کونسی حدیث میں ہے کہ کسی کا یوم میلاد مت مناؤ! اگر نہیں تو پھر تم نے مذکورہ مشابہت کی بنیاد پر عید میلاد کو ناجائز کیوں کہا؟

۲- کیا مسلمان نبی ﷺ کا یوم میلاد صرف اس لیے مناتے ہیں کہ ہمیں بھی عیسائیوں اور ہندوؤں کی پیروی اور موافقت کرنا چاہیے یا وہ صرف اس لیے مناتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کے حصول پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے اور مسلمان نبی کی ذات سے بڑھ کر کوئی نعمت تصور نہیں کرتے جب مسلمانوں کا ارادہ عیسائیوں اور ہندوؤں کی تقلید اور مشابہت ہے ہی نہیں تو پھر تم نے کس بنیاد پر عید میلاد کو برا کہا، اور ''حرکت قبیحہ'' جیسے مکروہ الفاظ سے کیوں تعبیر کیا؟

۳- کیا مسلمانوں نے کنہیا کا جنم دن منایا ہے یا عیسائیوں کا کرسمس منایا ہے کبھی؟ تاکہ ان پر یہ اعتراض کیا جاسکے کہ تم نے غیر مسلم اقوام کے مخصوص شعار کو اپنا کر خود کو غیر مسلم ظاہر کیا ہے۔ اس لیے تم نے حرام کام کیا ہے جیسے کہ کوئی سکھوں کا کیس پہن لے یا یہودیوں کی ٹوپی پہن لے تو وہ حرام کا مرتکب ہوتا ہے بلکہ بعض علماء کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے ارے! مسلمانوں نے کنہیا کا جنم دن نہیں امام الانبیاء حبیب کبریا مقصود تخلیق کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا یوم میلاد منایا ہے، پھر تم نے عید میلاد کو ''قابل لوم'' کا لقب کیوں دیا۔

۴- رکوع میں رفع یدین کی مشابہت شیعوں کے طرز عمل سے اتفاقاً ہو جائے تو وہ قابل اعتراض نہیں رہتی مگر عید میلاد النبی ﷺ کی مشابہت گھنیا کے جنم دن سے اتفاقاً ہو جائے وہ بہر حال حرکت قبیحہ ہی رہتی ہے بلکہ قابل لوم اور فسق ہی ٹھہرتی ہے، اے وہابیو! کیا تمہارے ہاں انصاف اسی چیز کا نام ہے؟ اگر بلا ارادہ مشابہت کے باوجود تم نے رفع یدین کو برا نہیں کہا تو بلا ارادہ مشابہت کی بناء پر تم نے عید میلاد النبی ﷺ کو برا کیوں کہا ہے؟

ہمارا دعویٰ ہے

ہمارے ان چار سوالوں کا جواب تمام وہابی مل کر بھی نہیں دے سکتے، اور قیامت تک نہیں دے سکیں گے۔

ع

کلک رضا ہے خنجر خون خار و برق بار
کہہ دو عدو سے خیر منائیں نہ شر کریں

درس عبرت

وہابیوں کا کہنا ہے عید میلاد کی کنھیا کے جنم دن سے مشابہت ہے اس لیے مکروہ اور ممنوع ہے۔ آپ نے جواب پڑھ لیا کہ ہر مشابہت باعث کراہت نہیں ہوتی، لیکن اگر وہابی اس بات کو تسلیم نہ کریں تو آئیں ہمارے دو سوال حل کریں۔

۱۔ صبح شام اور عشاء کے وقت عیسائی اپنے لوگوں کو عبادت کے لیے بلانے کی خاطر ناقوس بجاتے ہیں، ساتھ ہی اسی وقت میں مسلمان بھی اپنی عبادت کے لیے اذان دے دیتے ہیں مقصد بھی ایک ہے اور وقت بھی ایک دو طرح سے اذان کی مشابہت ناقوس کے ساتھ ٹھہری، اگر ہر مشابہت باعث کراہت یا حرمت ہے تو اذان مکروہ ہوئی جواب دیں (ہندو اپنی عبادت سے لوٹتے ہوئے گنگا اور جمنا کا پانی لے کر لوٹتے ہیں۔)

۲۔ اسی طرح امرتسر کے دربار میں سکھ عبادت سے فارغ ہو کر وہاں کے تالاب کا پانی تبرکاً ساتھ لاتے ہیں اور مسلمان کعبۃ اللہ میں جا کر عبادت سے فارغ ہو کر زمزم شریف کا پانی تبرکاً ساتھ لے آتے ہیں، یہاں بھی کسی لحاظ سے کفار کے ساتھ مشابہت موجود ہے، پھر اسے بھی ناجائز کہہ دیں، جواب دیں۔

جواب چہارم

کئی اچھے کام کافروں نے شروع کر رکھے تھے نبی ﷺ نے انہیں اپنا لیا

اعتراض کرنے والوں نے تو یہ کہا ہے تاکہ عید میلاد النبی ﷺ کنہیا کا جنم دن منانے کی طرح ہے اور ان کی باہم مشابہت ہے اس لیے عید میلاد ایک مکروہ عمل ہے، اس کے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں کہ آئیے دیکھتے ہیں کیا نبی ﷺ کا عمل یہی ہے کہ جو کام کافر کرتے ہوں آپ اسے نہ کرتے تھے؟ اور کیا آپ کی سیرت میں یہ بات داخل ہے کہ آپ مسلمانوں کو ہر اس کام سے منع کرتے تھے جو کسی کافر قوم کا عمل تھا تحقیق کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ متعدد ایسے کام ہیں جو اپنی ذات میں اچھے اور فائدہ مند تھے اور ان کی بنیاد کافروں نے رکھی تھی جب نبی ﷺ نے دیکھا کہ یہ عمل کافروں کی طرف سے آغاز شدہ ہونے کے باوجود اپنی ذات میں اچھا ہے تو آپ نے اسے اپنا لیا اور کفار کی مشابہت سے بچانے کے لیے آپ نے مسلمانوں کو اس عمل کی ترغیب دلائی، معلوم ہوا اچھا کام جس میں بھلائی ہو اسے کرنا چاہیے اگرچہ اسے کافروں نے بھی شروع کیا ہو۔ اس کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

پہلی مثال

حوالہ جات آپ پیچھے ملاحظہ فرما چکے ہیں جن کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ آپ پر یہ بات واضح ہو چکی کہ نبی ﷺ جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو دیکھا۔ یہود ۱۰ محرم کو عید مناتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں۔ عورتوں کو زرق برق لباس پہناتے ہیں اور

بچوں کو اچھے اچھے کپڑے پہناتے ہیں، نبی ﷺ کے پوچھنے پر انہوں نے بتلایا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور قوم بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دی (اور بنی اسرائیل پر فتوحات اور نعمتوں کا دروازہ کُھل گیا) نبی ﷺ نے فرمایا ہم مسلمانوں کا حق موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ زیادہ ہے۔ چنانچہ آپ نے بھی مسلمانوں کو حکم دے دیا کہ اس روز روزہ رکھیں اپنے گھروں میں خوشی کریں اہل وعیال پر خرچے وغیرہ کی وسعت کریں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی خوشی منانے کا حق ہمیں زیادہ ہے اس بات سے یہ امور معلوم ہوئے:

۱- نعمتوں کے حصول پر ہمیشہ ہمیشہ خوشی منانا اچھا کام ہے۔

۲- اور اچھے کام کے لیے یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ اسے کافر کرتے ہیں ہم کیوں کریں، کیونکہ حکم خدا ہے: فاستبقوا الخیرات (نیک کاموں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔)

۳- جو کام اچھا ہو اور کفار اسے کرتے ہوں مسلمانوں کو اسے کرتے ہوئے یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ ہم کفار کی نقل یا ان کی مشابہت کر رہے ہیں بلکہ مقصد صرف یہ ہو جائے کہ ایک اچھا کام کر رہے ہیں جس کا اجر ہمیں اللہ دے گا، اگر اس میں کفار سے مشابہت طبعی طور پر لازم آئے گی تو اس کا کوئی ذرا برابر حرج نہ ہوگا۔

دوسری مثال

(فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبس النعال التی لھا شعر و انھا من لباس الرھبان فقد ارشد الی ان صورۃ المشابھۃ فیما تعلق بہ صلاح العباد لا یضر فان الارض لا یمکن قطع المسافۃ

البعیدة فیھا الا بھذا النوع الذخیرة کتاب التحری)

ترجمہ: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ جوتیاں پہنتے تھے جس پر بال ہوتے تھے۔ حالانکہ یہ یہودی عیسائی صوفیاء کا پہناوا تھا۔ گویا اس میں نبی ﷺ نے اس طرف اشارہ فرما دیا کہ جس کام میں لوگوں کو فائدہ ہو اس میں کفار سے محض صورت میں مشابہت کچھ ضرر نہیں دیتی جیسا کہ لمبے سفر پر چلنا بالوں والی جوتی کے بغیر ناممکن تھا (اس لیے نبی ﷺ نے اسے پہنا باوجود یہ کہ اسے یہودی عیسائی پہنتے تھے۔)

سوچیے بالوں والی جوتی سے صرف قدموں کو آرام ملتا ہے جب کہ محفل میلاد النبی ﷺ منانے سے قلب و جگر کو سکون ملتا ہے ایمان کو تازگی ملتی ہے اور روح کو غذا حاصل ہوتی ہے، اگر بالفرض اس محفل کی مشابہت کنہیا کے جنم دن سے تھوڑی دیر کے لیے جان بھی لی جائے تو اسے ہر صورت پر جائز اور غیر مکروہ بلکہ بہتر ہونا چاہیے، کیونکہ مفید کام چاہے کفار کا ہو اسے اپنا لینا چاہیے اور یہی نبی ﷺ کی سنت مطہرہ ہے۔

ایک تحقیق: مشابہت کے بارہ میں دیوبندیوں کے ایک شبہ کی دندان شکن تردید

نبی ﷺ یہود کے مشابہت سے بچنے کے لیے کھڑے رہنے کے بجائے بیٹھ گئے

حدیث کی کتب میں موجود ہے کہ نبی ﷺ کا طریقہ تھا کہ جب تک میت کو لحد

میں اتار نہیں دیا جاتا تھا آپ بیٹھا نہیں کرتے تھے۔ اب ایک یہودی عالم نے سنا تو کہنے لگا ہم بھی بالکل یہی کام کرتے ہیں یعنی ہم بھی لحد میں میت کے اتارے جانے سے قبل تک کھڑے رہتے ہیں۔ نبی ﷺ یہ سن کر بیٹھ گئے اور فرمایا: یہود کی مخالفت کرنا چاہئے چنانچہ مشکوٰۃ ترمذی اور ابو داؤد میں ہے:

(عن عبادة بن الصامت قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا تبع جنازة لم يقعد حتّٰى توضع فى اللحد فعرض لهم خبر من اليهود فقال له انا هكذا نصنع يا محمد قال فجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم و قال خالفوهم.

(مشکوٰۃ باب المشی بالجنازہ فصل ثالث ص ۱۴۷) (ترمذی جلد اول ابواب الجنائز ص ۱۹۸، باب فی الجلوس قبل الوضع) (ابو داؤد جلد اول) (ابن ماجہ)

ترجمہ: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ کسی جنازے کے ساتھ جاتے تو لحد میں اتارے جانے سے قبل نہ بیٹھتے۔ ایک پادری عالم آپ کے پاس آ کر کہنے لگا اے محمد (ﷺ) ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ اس پر نبی ﷺ بیٹھنے لگے اور فرمایا یہود کی مخالفت کرو۔

طریقۂ استدلال

نبی ﷺ یہود سے مشابہت کرنے کی نسبت سے تو ہرگز مذکورہ عمل نہیں کیا کرتے تھے، تاہم اتفاق سے آپ کا عمل یہود کے عمل سے مشابہ ہو گیا جب آپ کو اس

بات کا علم ہوا کہ میرا عمل یہود کے عمل سے مشابہت رکھتا ہے آپ نے فوراً اپنا عمل چھوڑ دیا بلکہ فرمایا: یہود جو کام کرتے ہیں تم اس کے برعکس کام کر کے اُن کی مخالفت کرو، اسی طرح عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کا یوم ولادت مناتے ہیں اور ہندو گھنیا کا جنم دن، مسلمانوں کو چاہئے کہ میلاد النبی ﷺ کا منانا چھوڑ دیں، کیونکہ اس طرح ان کا عمل کافروں کے عمل کے مشابہ ہو رہا ہے۔

پہلا جواب

حدیث مذکور ضعیف ہے

جو حدیث دیوبندی اور وہابی علماء نے دلیل بنائی ہے اسے محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ حیرت ہے کہ وہابی مولوی حدیث کی تو اپنے مطلب کی بیان کر دیتے ہیں۔ مگر حدیث کے ساتھ ہی محدثین کی جو رائے ہے اسے بیان کرنے سے گھبراتے ہیں۔ لا تقربوا الصلوۃ پڑھتے ہیں مگر انتم سکارٰی سے آنکھ بند کر لیتے ہیں۔ چنانچہ ترمذی شریف کے مذکورہ حوالہ میں مذکورہ حدیث کے بالکل ساتھ یہ الفاظ بھی لکھے ہیں:

(قال ابو عیسیٰ ھٰذا حدیث غریب و بشر بن رافع لیس بالقوی فی الحدیث۔)

یعنی ابو عیسیٰ ترمذی کہتا ہے یہ حدیث غریب ہے اور اس کا راوی بشر بن رافع حدیث بیان کرتے ہیں قوی نہیں (معتبر نہیں) مشکوٰۃ میں بھی حدیث کے ساتھ ہی امام ترمذی کی یہ عبارت درج ہے دوسری بات یہ ہے کہ بشر بن رافع

جیسے امام ترمذی نے حدیث کے لیے غیر قابل اعتبار قرار دیا ہے ترمذی ابن ماجہ ابو داؤد وغیرہ میں موجود مذکورہ حدیث کی ہر سند میں موجود ہے اس راوی کے بارہ میں مزید وضاحت کے لیے تقریب التہذیب کے الفاظ بھی دیکھ لیے جائیں۔

تقریب التہذیب

بشر بن رافع الحارثی ابو الاسباط النجرانی فقیه ضعیف الحدیث۔ (تقریب جلد اول ص ۹۹ طبع بیروت)

ترجمہ: بشر بن رافع حارثی فقیہ تھا اور حدیث کے بارہ میں ضعیف تھا۔

یہاں ہم اسماء رجال سے مزید تحقیق بھی پیش کر سکتے ہیں مگر اختصار کے پیش نظر اسے ہی کافی سمجھتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہابی مولوی یوں تو ہم اہل سنت کو یہ طعنہ دیتے ہیں کہ تم نے ضعیف احادیث و روایات کی بنیاد پر اپنا مسلک استوار کیا ہوا ہے مگر پتہ چلا کہ معاملہ اس کے برعکس ہے ضعیف حدیثوں کا سہارا تو خود وہابی مولویوں کا وطیرہ ہے۔ چنانچہ جب یہ حدیث ہی ضعیف ہے جو وہابیوں نے دلیل بنائی ہے تو اس سے کیا جانے والا استدلال کیسے درست قرار پا سکتا ہے؟

جواب دوم

شبہ میں قیاس مع الفارق کیا گیا ہے

پیچھے بیان ہو چکا ہے کہ جو کام اہل کفر و بدعت کا شعار ہوں اسے اپنانا اہل اسلام کے لیے ممنوع ہے چونکہ تدفین سے قبل کھڑے رہنا یہود کا شعار تھا نبی

ﷺ نے اسے اپنانے سے منع فرمایا کہ جو کام کفار کرتے ہیں تم بھی وہی کام کرو یہ ٹھیک نہیں۔ چنانچہ اگر ہم مسلمان عیسائیوں کا بڑا دن منانا شروع کر دیں۔ جیسے عیسائی مناتے ہیں تو یہ بات ہمارے لیے یقیناً باعث مذمت ہے اسی طرح اگر ہم کنہیا کا جنم دن منانا شروع کر دیں جیسے ہندو مناتے ہیں تو ہمارے لیے یہ ممنوع ہے۔ کیونکہ اس طرح کفار کے شعار کو اپنانا لازم آتا ہے مگر یہ کونسی دانش مندی ہے کہ ہم نبی ﷺ کا یوم میلاد بطور جشن منائیں تو اس طرح کفار کے شعار کو اپنانا لازم آتا ہے۔

یعنی شبہ میں ذکر کی گئی حدیث کا مفاد یہ ہے کہ جو کام اہل کفر و بدعت کا شعار ہو اسے ترک کر دینا چاہئے۔ بس ظاہر ہے ہم اہل سنت تو پہلے سے اسی امر کے قائل ہیں۔ چنانچہ ملاں علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

مرقات شرح مشکوٰۃ

و فیہ اشارۃ الی ان کل سنۃ تکون شعار اھل البدعۃ فترکھا اولی۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ)

ترجمہ: اس حدیث میں اس امر کی طرف اشارہ ہے جو طریقہ اہل بدعت کا شعار ہو اسے چھوڑ دینا بہتر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث کا زیر بحث مسئلہ سے کوئی تعلق ہی نہیں وہابیوں نے اس موقع پر اسے پیش کر کے اپنی جہالت کا منہ بولتا ثبوت مہیا کیا ہے۔

الحمد للہ یہ کتاب اپنے اختتام کو پہنچی۔ میں نے ابتداء میں پیش لفظ کے اندر واضح کیا ہے کہ یہ کتاب میں نے آج سے پچیس برس قبل اپنے دورِ جوانی میں لکھی تھی، جب میری عمر صرف ۲۳ برس تھی، پھر اس کی طباعت میں بوجوہ طویل ترین تاخیر ہوگئی اور آج میں اس کو ایک طائرانہ نگاہ ڈالنے کے بعد یہ اختتامی الفاظ لکھ رہا ہوں، اللہ تعالیٰ میری اس محنت کو قبول فرمائے۔

وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

۲۳ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ

مطابق ۲۶ دسمبر ۲۰۱۳ء

بروز جمعرات بعد نماز عشاء

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب ۴۰)

دلائلِ ختمِ نبوّت

مع

ردِّ قادیانیّت

تصنیف

مفسر قرآن شارح سنن ابوداؤد ابن ماجہ وطبرانی صغیر

علامہ حافظ قاری محمد طیب نقشبندی

ناظم جامعہ رسولیہ اسلامک سنٹر مانچسٹر انگلینڈ

ناشر: مکتبہ برھان القرآن

مرکز الاویس داتا دربار مارکیٹ لاہور 0321-4298570

تفسیر
برہان القرآن
مفسر قرآن شارح سنن ابوداؤد و ابن ماجہ و طبرانی صغیر
ناظم جامعہ رسولیہ اسلامک سنٹر مانچسٹر انگلینڈ
علامہ حافظ قاری محمد طیب نقشبندی
سرپرست: جامعہ رسولیہ بلال گنج لاہور
دور جدید کے پیچیدہ مسائل کا عام فہم حل پیش کرنے والی تفسیر قرآن
دیار فرنگ میں بیٹھ کر لکھی جانے والی پہلی تفسیر قرآن
فتنہ قادیانیت پر بیش بہا علمی خزانہ پیش کرنے والی تفسیر قرآن
ہر آیت کے تحت نہایت آسان بامحاورہ ترجمہ
مختصر جامع تفسیر، تحقیقی ابحاث اور تفسیری فوائد بعنوان "برہان القرآن"
احادیث، آثار اور اقوال فقہاء کی روشنی میں آیات قرآنیہ کی خوبصورت تشریح
محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوب کر لکھی جانے والی ایسی پر تاثیر تفسیر جسے پڑھ کر قارئین جھوم اٹھیں
علماء، خطباء، اہل علم و دانش، قانون دان اور عوام المسلمین کیلئے یکساں مفید
مغربی تہذیب کے مقابلہ میں اسلامی و قرآنی آداب و اخلاق کی حسین تفصیل
قرآن کی روشنی میں عقائد اہل سنت اور فقہ حنفی کی محققانہ تائید
کلام اللہ کی روشنی میں سیکولرازم، مرزائیت، جملہ مذاہب باطلہ اور دیگر اعتقادی فتنوں کی تردید پر بیش بہا علمی خزانہ
ہر گھر اور ہر فرد کی ضرورت، ہر لائبریری کی زینت
خوبصورت کمپوزنگ، نفیس کاغذ، اعلیٰ جلد بندی، دیدہ زیب ٹائٹل اور مناسب قیمت
طلباء اور تاجروں کیلئے خصوصی رعایت
ناشر
مکتبہ برہان القرآن
مرکز الاولیس، دربار مارکیٹ، لاہور

مرکز الاویس دا تا دربار مارکیٹ لاہور
0321-4298570